* هو الاول *

نام اس کتاب سعادت ا

جامع الاخلاق ہی

اور یہہ ترجمہ ہی لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق عرف
اخلاق جلالی کا اردو زبان میں سنہ ۱۲۲۰ بارہ سو بیس ہجری قدسی
میں مطابق سنہ ۱۸۰۵ اٹھارہ سو پانچ عیسوی کے مولوی امانت اللہ
مرحوم نے جو فورت ولیم کالج کے درمیان منشی تفریق ہندی کے تھے
اسکو ترجمہ کیا تھا * اب سنہ ۱۲۶۴ بارہ سو چونسٹھ ہجری میں
موافق سنہ ۱۸۴۸ اٹھارہ سو اڑتالیس عیسوی کے
ابدہ نوئینان عظیم الشان مشیر خاص ملکہ قمر درجہ بارگاہ انگلستان

جمس اندروارل دلہوزی گورنر جنرل بہادر کے

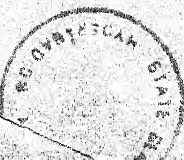
حکومت کے وقت اور جناب معالی القاب عدل و انصاف پناہ

کرنیل استیون دیوس ریلی بہادر کے

دور میں جو سکرتر کارکتے کے عربی مدرسے کے اور ممتحن کالج
مرقوم کے اور رکننگ جناب والا خطاب معدن اخلاق و آداب

میجر جارج ترنبل مارشل بہادر

سکرتر کالج مذکور کے ہیں



خادم الطلبہ احقر غلام حیدر
ساکن ہوگلی نے اس ترجمے کو کاکہتے کے بیچ مطبع احمدی میں چہ
تاکہ طالب العلموںکو اس سے فائدہ پہنچے
اور عاصی کو ثواب ملے

* قطعہ *

* ہر ایک حکایت ہی حدیث لب شیرین *
* ہر ایک ورق اسکا نقاب رخ لیلی *
* گر خوان پہ تحسین کے سخن کی ہو مدارات *
* مہمان یہہ ہو اور ہوں سب اسکے طفیلی *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اس کریم کارساز کو سزاوار ہی کہ جسنے جواہر اخلاق حمیدہ کو
اپنے دریاے کرم سے بنو اعمان بحر کمال کو بخشا ✻ اور یاقوت خصائل
پسندیدہ کے تئین اپنے خزانۂ احسان سے طالبان مخزن فضائل کو
عنایت [illegible] ایسا حکیم ہی کہ اپنے فضل سے بیت المقدس
حکمت [illegible] شیاطین جہالت سے محفوظ رکھا ✻ سبحان اللہ کیا عادل
[illegible]ت انصاف سے تخت گاہ عدالت کو عدوان ظلم سے
[illegible] اور ثنا اسی پاک بے نیاز کی ہی کہ جسنے دامن عفت کے تئین

لوث شرہ و بدکاری سے پاک رکھا * اور جنود شجاعت سے
عساکر جبن کو مقہور کیا * میری زبان کو کیا طاقت ہی جو اسکو
فضیلت حکمت کو بیان کرے * اور اس دہان کی وہ لسان کہان
کہ اُسکی شرافت عدالت کا نام لیوے * بالفرض اگر ناطقۂ بشری
دریاے عفت سے ہزار ہزار بار منہہ دھووے پھر وہ منہہ کہان سے
لاوے کہ اسکے دریاے سخاوت سے لب تر کرے * اور شجاعت
انسانی کو کیا امکان جو اسکی ثنا کے میدان پر اقدام کرے *
ابیات * کیا تاب مجکو اور مری اِس زبان کو * حمد و ثنا مین
اسکی کرین ملکے گفتگو * اک حرف اُس کی وصف کا ہرگز نہو سکے *
گر ہو زبان میرے بدن مین ہر ایک مو * صورت کا انفصال
ہیولے سے ہو تو ہو * لیکن کسی سے وصف کا اس کے بیان نہو *
ہزار ہزار شکر اس کارساز حقیقی کا ہی جسنے اس عالم کون و
فساد کے بندوبست جزوی کو تدابیر منزل سے محکم اور ممالک
ایجاد کے قوانین کلی کو سیاست مدن سے منتظم کیا * اور بہت
بہت آرزو خالق بے نیاز سے ہی کہ اُسنے اپنے خواص
مخلوقات کو زیور تہذیب الاخلاق سے مہذب او. عوام
موجودات کیتئین انکی تبعیت سے مادب کیا * پس ہم ن ادم

ہی کہ مقابل اِس نعمت عظمی کے سجدے شکر کے بجالاوین *
اور ہمیشہ اپنی اوقات کو درستی اخلاق مین مصروف رکھین *
تاکہ ظلمات صفات رذیلہ سے نجات پاکر حسن اعمال کی صراط
مستقیم پر جو موجب وصول مکان مقصود کا ہی آوین * لیکن
پہچان اس راہ کی بے ہدایت انبیا و رسل کے نہین ہو سکتی *
پھر اُس مین چلنا بغیر روشنی شمع نبوت کے ممکن نہین *
علی الخصوص تجلی انوار سے مشکوۃ ایوان رسالت کے اور
پرتو نورانی سے چراغ خاندان نبوت کے ہدایت کرنے والے
راہ اسلام کے بتانے ہارے معنی کنت کنزا مخفیا کے مضمون مخلقت
خلقنا کے باعث ایجاد عالم موجب افتخار بنی نوع آدم خاتم الانبیا
شافع الوری نبی اور رسول ہمارے محمد مصطفی صلعم * بیت *
جو اِس راہ سے بھٹکے پھر وہ کبھی * نہ پہنچیگا منزل کو اے متقی *
بحق رسول و بنی فاطمہ * خدا میرا ایمان پہ کر خاتمہ * مدح بر سے
صاحب دام اقبالہ کی * بعد اِس کے بنا کلام کی اس امیر کبیر کی
مدح سے ہی کہ شمع عدالت سے جکی شبستان عالم کی روشن
ہوئی * اور خارستان تظلم کا گلشن * آسکی سیاست کی دہشت
سے دزد پاسبان ہو رہا * اور قصاص نگہبان * فتنہ ایکبار گی جہان

سے مر گیا * اور امن و امان عالم امکان مین جی اُٹھا * ظلم اُسکے
زمانے مین مجبور ہی * اور عدل اُسکے دور مین مسرور * مخالف
اُسکی دولت کے مقہور ہین * محب اُسکے اقبال کے شکور *
جس جگہہ اُسکے نشان ایالت کے بلند ہووین فتح و ظفر آن
پر آمبر رگرین * بلکہ وہ خود ایک فتح مجسم ہی کہ غنیم اُسے
دیکھتے ہی اجل کے کونے مین چھپے * اور جہان اُس کے نقارے
ریاست کے بجین * حکومت وہان کی سامھنے آ حاضر ہووے *
بلکہ وہ عین حکومت ہی کہ عدو کی نظر پڑتے ہی داغ غلامی کا اپنی
پیشانی پر کھینچے * یہہ باتین فقط دعوا نہین بلکہ سب پر ہویدا ہی
اسلیئے کہ ایکہی سال کے درمیان سلطان ٹیپو فرمان رواد کھن کا
باوجود اس جاہ و مروت کے بر آنہ سکا * اور مرہٹون نے ساتھہ
اس حشمت کے لاچار ہو صلح اختیار کی * باقی اور اُمراے ہندنے
بھی اسکی اطاعت کو قبول کیا * ہان یہہ دولت خداداد ہی *
اور اقبال روز افزون * کس کا مقدور ہی جو دعوا مقابلے کا
کرے اور کس کو تاب ہی جو اسپر غالب ہووے * مثنوی *
کسی نے اگر اسّسے دعوا کیا * پھر آخر کو خود وہ پشیمان ہوا * بلے
اسکے کہنے کی کیا احتیاج * خدا جسکو چاہے اُسی کا ہی راج * بدرگاہ

ہی جو کہ مقبول ہی * سبھی سامھنے اُسکے معقول ہی * خدا اسنے اُسے
اسایئے سروری * ہی ۔ بخشی کہ عالم کو ہو بہتری * یہہ سچ ہی کہ
اقلیم ہندوستان * ہوئی اسکے اقبال سے بوستان * جہانتک
تھا اس ملک کا انتظام * بقانون محکم کیا سب تمام * جو سرکش
تھے اُسکے ہوے سب غلام * رعایا ہیئن سب اُسسے راضی تمام *
ثنا خوان ہیئن اُسکے صغیر و کبیر * ہی ممنون احسان امیر
و فقیر * یہہ اُس کی دولت کی جسنے ہی لی * وہین ہو گیا دم مین
سب سے غنی * کسی پر کرے جو کرم سے نظر * غلامی کرے اُسکے
آسیم و زر * شاید کہ وہ جوہر اول ہی کہ واسطے انتظام جزوی
و کلّی اس عالم سفلی کے عالم علوی سے اُسنے نزول فرمایا کہ وہ
رب النوع ہی کہ اُس مبداے حقیقی نے بنی نوع انسان کی پرورش
کے لیئے بھیجا الحمد للہ جب ایسے شخص کو تسلط ہو تو رفاہیت
خلائق کی کیون نہو * اور گلشن امید صغار و کبار کے کس لیئے
نہ پھولین * اور خاص و عام کی خوشوقتی کے درخت کس واسطے
پھلین * بیت * خدا اُس کو سر سبز رکھے مدام * پلین اُس کے
سائے مین سب خاص و عام * وھو الامیر الکبیر ملجاء
الغربا ملاذ الفقرا دارہ مدار العلما بابہ باب

پلین

الفضلا الذي بيده مقاليد انتظام الورىٰ * وبكفه مفاتيح رتق وفتق البرايا حامي الرعايا دافع البلايا الامير ابن الامير الذي لقبه بالفارسية زبدهٔ نوئینان عظیم الشان مشیر خاص کیوان بارگاه انگلستان مارکویس ولزلی گورنر جنرل بهادر دام ظله ابداً ابداً * بیت *

منت تجھے ہر صبح دولت ہوجیو * شام غم دشمن کی قسمت ہوجیو *

صاحب مدرس تفریق ہندی مدرسہ عالیہ دام اقبالہ کی دعا میں ہی سبحانہ تعالیٰ ذات خجستہ صفات مدرس صاحب عالی جناب کی ہمیشہ اپنے سایۂ فضل میں رکھہ کے حاجت روا ے ارباب احتیاج کرے * اور اُسکے آستان فیض نشان کو جو معاش اہل فضائل ہی معاد اہل فواضل کا کرکے صدمہ آفات سے محفوظ رکھے اور مدام اختر اقبال اُسکا اوج ترقی پر ہو انقلاب حضیض سے محفوظ رہے آفتاب دولت اُسکا ہموارہ مشرق حشمت سے طالع ہووے * اور مہتاب سعادت کا علی الدوام مطلع جلالت سے مناطع * تا کہ قران السعدین ہوا کرے مشتری بخت اُسکا زہرا ے اقبال سے قرین رہے * جب تک کہ علامت کسوف و خسوف کی دکہائی دے دشمن اُسکا محاق غم میں گرفتار ہووے *

نا زمان تقاطع دوائر افلاک کے آبادی اُسکے مخالفون کے مقطوع ہووین * اور جب لگ محیط اعظم محدد عالم رہے بداندیش اُسکا محاط زندان آفت کا ہووے * صاحب والا منش معدن فرہنگ و دانش جامع الاخلاق نادر الافاق نیک طینت صفا طبیعت عالی ہمت والا رتبت امین امین دوست خائن دشمن ضابط قوانین مدرسہ ادیب کامل محیط فضائل خدایگانی کپتان جمس موئت صاحب مدرسی تفریق ہندی مدرسہ عالیہ کے ہیئن دام اقبالہ * ابیات * فلک پر تا رہے خورشید او رماہ * رہے تابندہ اُسکا اختر وجاہ * رہین جب تک کہ انجم مین درخشان * اجہا اُسکے خوش اعدا پریشان * رہے اقبال پر اُسکا تحکم * غلامی آکرین عز و تنعم * ہی گلفام عشرت کا جو لے نام * تو ہو وین اُسکے مہر و ماہ سے جام * بیان اُسکے مروت کا کرون کیا * وہ اک دریا ہی خوشخوئی کا بہتا * کہلین عشرت کے گل اُس کے چمن مین * رہے نت عیش اُس کی انجمن مین * الٰہی آسمان جب تک ہی قائم * رہے ذات اُس کی دنیا بیچ دائم * مجہے کیا تاب ہی جو اُس کی ثنا کرون اور اُس کی مدح مین دم بہرون * بیت * جو کرون اُس کی مین ثنا مین کلام * ہی یقیناً ہنوز ہو نہ تمام * کتاب کے ترجمے

اور مصنف کے احوال کا بیان * یہہ دولت خواہ سرکار فیض آثار
کمپنی بہادر دام اقبالہ کا شیخ امانت اللہ مترجم فوربق ہندی
مدرسے کا ہی * جب اس بندے نے نسخۂ ہدایت الاسلام کی
جلد اول سے فراغت کی اور صاحب ممدوح کی خدمت مین
اظہار کیا ارشاد ہوا کہ تو اخلاق جلالی کا ترجمہ زبان ریختے مین
کر اگرچہ یہہ کتاب بغایت مغلق اور دقیق المضمون اول سے
آخر تک تمام مسائل حکمی اور تدقیقات علمی سے مشحون ہی *
اور ترجمہ کرنا اُسکا مستلزم تجرید مادۂ جسمانی * اور اسقاط
قوای انسانی کا ہی * لیکن بمقتضاے نمک خواری کے صورت
انکار کی مناسب نہ دیکھی * اور فضال حقیقی پر توکل کرکے اُس
مین اقدام کیا * لیکن اُسکے خطبے کے بدلے دوسرا خطبہ علیحدہ کہہ کر
ضمیمہ اِس ترجمے کا کرکے حکمت عملی کی تقسیم سے شروع کیا *
اور حتی المقدور اُسکے تسہیل کرنے مین کوتاہی نہین کی * مگر ان
اصطلاحون کا جنکا ترجمہ اِس زبان مین ممکن نہین انشاء اللہ
تعالی بعد اتمام کے اِن اصطلاحونکی تفسیر اشارے و کنایے سے
کرکے جدی ایک فرہنگ مختصر تخمیناً مقدار دو تین جز کے آخر
کتاب مین ملحق کی جائیگی * جس کسی کو کسی لفظ مین شبہہ

ہو تو اُس فرہنگ مین دیکھہ لیوے اور جا بجا کمی زیادتی کرکے ترجمۂ لفظی چھوڑ سہل ہونے کے لیئے مطالب بیان کر دیا ہی * پر ترتیب اِس ترجمے کی باعتبار ابواب و فصول کی مطابق اصل کتاب کے باقی رہی نام اِسکا جامع الاخلاق رکھا * لیکن اُن بزرگون سے جو مذاق علمی رکھتے ہین یہہ عرض رکھتا ہون کہ جس وقت اسکو ملاحظہ کرین تو بمقتضاے الانسان مشتق من النسیان کے اگر کہین سہو یا خطا دیکھین تو مہربانی سے اُسکی اصلاح پر سعی کرین اور زبان طعن کی اِس قلیل البضاعت کے اوپر نہ کھولین * فرد * وہ کون سا بشر ہی کہ جس سے خطا نہو * بالغرض اگر کمال مین وہ بو علی بھی ہی * توکلت علی اللہ و ہو حسبی و نعم الوکیل * تقسیم جب کہ مقاصد اِس کتاب کے قواعد حکمت عملی کے ہین اور وہ عبارت ہی احوال نفس ناطقۂ انسانی کے جاننے سے اس اعتبار پر کہ اچھے یا بُرے افعال اُسسے ہو سکین تا اس علم کے سبب بُری صفتون سے چھوٹ کر اچھی خصلتون کی آرایش سے آراستہ ہووے اور جس کمال کی طرف وہ متوجہ ہی اُسے حاصل ہووے * افعال دو قسم کے ہین * ایک وہ ہی جو ایک شخص سے علاقہ رکھے اُسے علم اخلاق و فرہنگ کہتے ہین *

دوسری وہ جو ایک جماعت سے تعلق رکھے اُسکی بھی دو قسمین ہین * ایک وہ ہی کہ علاقہ اُن لوگون سے رکھے جو ایک حویلی مین ایک ساتھہ گذران کرتے ہین اُسکو علم کدخدائی اور بندوبست خانہ داری کہتے ہین * دوسری وہ کہ تعلق رکھے اُن آدمیون سے جو ایک شہر یا ایک ملک مین رہتے ہین اس علم کا نام ملک داری اور سیاست مدنی ہی * پس بالضرور مقاصد اِس کتاب کے کہ موسوم بلوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق ہی تین قسمون کے درمیان منحصر ہوئے * مگر گاہ کہ طریقے قدومن کے مقتضی اس کے ہین کہ مقدمے کو جو مشتمل ہی تھوڑی سی ایسی یقینی باتون پر کہ فن مقصود سے علاقہ رکھین * اور شروع کرنیوالے کی آنکھین اُن سے کھل جائین اور مقاصد کے تحصیل کرنے کے لیئے اُسکی اعانت ہو مطالب کے اوپر مقدم کیجئے * اسواسطے ترتیب اس کتاب کی ایک مطلع پر جو عبارت ہی مقدمے سے بیچ بیان کرنے ان باتونکے اور تین لامع پر ان تینون مقصدونکے مقرر ہوئی * اور ابواب و فصول کی تعبیر لمعے اور مانند اُسکی سے کی گئی * لیکن توفیق اسکی اللہ ہی سے ہی * اور ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہین کرتے اور کمک نہین چاہتے مگر اسی سے

* مطلع * حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہی کہ میں نے آسمانون اور
زمین کو اور اُنکو جو اُن دونونکے درمیان ہیں بطریق بازی کے پیدا
نہین کیا * اور فرمایا ہی کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمکو عبث پیدا کیا
حالانکہ ہماری طرف رجوع کروگے * یہہ خلاصہ تقریر اور یہہ ترجمہ
بدون تصرف کے ہی * اِن دونون نیّر قدسی کے پرتو سے منظر
تحقیق کے دیکھنے والون کو یہ معنے نظر آتے ہیں کہ عالم کون وفساد
کے ذرّون اور جہان امکان کی حقیقتّون کو جنہین شہرستان عدم
سے لاکر کرسی وجود پر جلوہ دیا * اور ایک آیت کے گلگونہ سے
جس کے معنے یہ ہین رنگ خدا کا ہی اور کون شخص خدا سے
رنگریزی میں بہتر ہی آراستہ کر کے معرض ظہور مین لایا بموجب
اُس آیت کے جس کا مضمون یہہ ہی ہر شی کو اُس کی
پیدایش عطا کی پھر ہدایت کی ہر ایک کی ایک نہایت
اور ایک مصلحت ہی جو اُس کے نتیجے کے برابر ہی * اگرچہ
فعل جواد مطلق اور فعال برحق کا معلل بالغرض نہین ہی پر حکمت
ومصلحت اور نہایت ونتیجے سے خالی بھی نہین * چنانچہ یہ دونون
مقدمے علم الٰہی مین یقینی دلیلون اور روشن حجتون سے
ثابت ہوئے ہین اور انسان کے پیدا کرنیکی غرض جو خلاصہ

امکان اور عین اعیان اور خاصہ جہان کا ہی خلافت الٰہی ہی * چنانچہ معنے آیہ کریمہ کے بلے شبہہ میں زمین پر خلیفہ پیدا کرونگا * اور مضمون اُس آیت کا جسکے معنے یہہ ہیں وہ خدا ایسا ہی جسنے تمکو زمین پر خلیفہ کیا * خبر اُسے دیتے ہیں اور اُس آیت کے درمیان جسکے معنے یہہ ہیں * کہ تحقیق میں نے امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون کے نزدیک ظاہر کیا اُنہون نے اُس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اُس سے ڈرے پر اُٹھایا اُسکو انسان نے تحقیق وہ اپنے اوپر بہت ظلم کرنے والا اور بڑا نادان تھا اگر امانت کو عقل یا تکلیف شرعی سے تعبیر کرین جیسے مشہور تعبیرون مین مذکور رہی تو اول صورت پر فرشتے اور جن انسان کے ساتھہ عقل مین شریک ہین اور ثانی وجہہ پر تکلیف شرعی مین جن اور آدمی برابر ہین * پس بار امانت کا اُٹھانا مخصوص انسان ہی سے نہین حالانکہ آیت کے روش سے تخصیص انسان کی مفہوم ہوتی ہی جیسا کہ یہہ ظاہر ہی پس اولی یہہ ہی کہ تعبیر اُسکی خدا کی نیابت سے کیجیئے کیون کہ اِس بار عظیم کے اُٹھانے کے لائق انسان ضعیف البنیان کے سوا کوئی نہین * بیت * ہستی کا اپنی

بوجھ نہ میں گرا تھا کون * پر بار عشق سے مجھے انکار ہی
نہیں * آسمان بار امانت کو اُٹھا جب نہ سکا * قرعہ تب
نام سے پھینکا ہی بنی آدم کے * رتبہ خلافت میں انسان
کا مستحق ہونا اس لئے ہی کہ وہ کمال کی جہت سے ہر طرح کی
صفت کے قابل اس طور سے ہی کہ خدا کے ہر ایک قسم کے
وصف کا جو اس عالم کے بند وبست کا مدار ہی مظہر ہو سکتا ہی اور
عالم صورت و معنی کا انتظام کر سکتا کیونکہ فرشتوں کو اگرچہ قوت
روحانی اور اس کے لوازم جیسے انوار علمی اور توابع اُنکے
لذات عقلی سے بحسب پیدایش کے حاصل ہیں پر آلات
جسمانی اور اسباب بدنی سے جو مدار تحمل خلافت کے ہیں بالکل
بے نصیب ہیں * اور اجسام فلکی کے اگرچہ قواعد حکمت کے
رو سے نفوس ناطقہ ہیں لیکن کمالات اُنکے فطری اور بدن اُنکے
کیفیت اور طبیعت مختلف سے خالی ہیں * اور ایک ہی مقام
اور ایک ہی مرتبے کے سوا دوسرے مقام اور مرتبے کو نہیں پہنچ
سکتے * اور نقص و کمال کی صفت سے بھی عاری ہیں * اور احوال
اُنکے ایک ہی طور کے سوا نہیں * اور عالم علوی و سفلی کی سب
حقیقتوں کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے بخلاف پیدایش انسانی کے * کیونکہ

وہ جمیع اطوار پر قادر اور ہر مقام کا سایر ہی * پہلے ابتداء وجود
مین وہ مرتبۂ جمادی سے مرتبۂ نما کو اور نما سے رتبۂ حیوانی کو
پھر وہان سے درجۂ انسانی مین پہنچا * پھر جب لباس
اعتدال مزاجی اور رعایۂ تعدیل قواے جسمانی اور نفسانی سے
آرایش پاوسے تو بدن اور روح کی جہت سے اجرام فلکی کے
ساتھہ مشابہت پیدا کرے * کیونکہ دو ضدون کے درمیان آنا
اُن سے چھوٹ جانے کے برابر ہی * پھر بسبب اِس تصفیۂ
روحانی کے مانند نفوس فلکی کے آئینۂ دل مین صورت حال و ماضی
و استقبال کی مشاہدہ کرے * یہ مرتبہ پا اِس لئے ہی کہ وہ عالم
مثال سے جو اساطین حکما کے نزدیک حکمت یونانی و عبانی سے
ثابت ہی آگاہ ہو جاتا ہی * یا اِسواسطے ہی کہ پرتو صورت قدسی کا
نفس ناطقے کی شمع روشن سے اُسکے چراغ خیال مین
آتا ہی * پھر تمثیل اُسکی بطور صورت جسمانی کے جیسے آینہ کے
درمیان عکس نظر آتا ہی چنانچہ بعضے حکیمون کی راے اِسطرف
گئی ہی مشاہدہ کرتا ہی * اور جب اس مرتبے سے ترقی کر کے نفی
ماسوا اللہ کا یقین حاصل کرے اور ہمت کے پانون سے معراج
تقدس پر جاوسے اور شاہد حقیقی کے جمال کو مشاہدہ کرے تب

مقرب فرشتون کے زمرے بلکہ برتر نگہبانون کی صف مین داخل
ہوے * ساتھہ اِسکے مقصود ایک مقام مین بھی نرہے بلکہ جہان
چاہے وہان بار اُتارے * بیت * ہوا ہی دل مرا قابل ہر ایک
صورت کے * نہین ہی فرق یہان دیر اور حرم کے بیچ * قبول
مین نے کیا جب سے عشق کا مذہب * خدائی مین نے یہان دیکھی
ہی صنم کے بیچ * اور اُسی سبب سے اہل سنت و جماعت کے
امامون نے جو گروہ خلق اللہ کے مالک ہین اِس پر اتفاق کیا ہی
کہ خواص آدمی خواص فرشتے سے افضل ہین * بیت *
ہو آدمی جو کبھی تو ملک سے درگذرے * کہ سجدہ گہہ ہی
فرشتون کی آدم خاکی * لیکن عوام بشر اور عوام فرشتون کے
درمیان اختلاف کیا * بعضے کہتے ہین کہ عوام آدمی افضل ہین
چنانچہ علم کلام کے مشہور کتابونمین مذکور ہی * اور بعضے برعکس
اُسکے کہتے ہین پر خواص فرشتون کے افضل ہونے مین عوام
آدمی سے کچھ شک نہین اور حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے جو مدینہ علم کے دروازے ہین اور در دروازہ اُنکا یقین
کے طلب کرنے والون کا مرجع ہی منقول ہی * کہ اللہ تعالیٰ نے
فرشتون کو عقل بدون خواہش اور غضب کے دی ہی * اور

حیوانون کو خواہشیں اور غضب بغیر عقل کے عنایت کی * اور
انسان کو دونون بخشے * پس اگر انسان اپنی حرص اور
غضب کو تابع عقل کے کرکے کمال عقلی کے مرتبے کو پہنچے تو رتبہ
اسکا فرشتون کے مرتبے سے برتر ہووے * کیون کہ انسان
باوجود اتنے موانع کے اپنی سعی اور کوشش اختیاری سے
مرتبۂ کمال کو پہنچا بخلاف فرشتون کے اس لئے کہ مرتبۂ کمال
میں انکا کوئی مزاحم نہین بلکہ اسمین کچھ انکا اختیار نہین اور
جو عقل کو مغلوب ہوا حرص اور غضب کا کرے * تو چارپایون
کے مرتبے سے بھی اُتر جاوے * اِس واسطے کہ وے بہ سبب
کم عقلی کے فرمان بردار شہوت و غضب کے ہو سکتے ہیں
بنابراس کے تحصیل کمال سے معذور ہیں * بخلاف آدمی کے
* بیت * آدمی زادہ طرفہ معجون ہی * ہوا پیدا ملک و حیوان
سے * کر کرے خواہش اسکی اُسسے گھٹے * جو کرے میل اُس کی
اس سے بڑھے * فرشتون پر انسان کے ترجیح دینے مین
حکیمون سے جو خلاف کہ منقول ہی اُسکے اُٹھانے اور فریقین کے
باتون کے تطبیق دینے کے لئے صاحب اصطلاحات یعنے شیخ
عبد الرزاق صوفی نے یہہ تقریر کی ہی * کہ شرافت غیر ہی کمال

کی کیون کہ سلسلۂ ایجاد مین شرافت ہر ایک شخص کی بہ حسب قرب مرتبے کے ہی اُس مبداُ حقیقی کے ساتھہ اور مطابق غلبۂ روحانی اور صفاء قلبی کے جو لازم اُس کے ہی اور کمال بہ سبب جامعیت کے ہی پس فرشتے اگرچہ بنابر قلت اسباب اور کثرت احکام تجرد کے انسان سے اشرف ہین لیکن انسان جامعیت اور احاطۂ کمال کی جہت ان سے افضل ہی اور دونون فریقون کی باتون کو اگر ایک ہی تقریر پر قیاس کرین تو اختلاف اتفاق سے بدل جائے * اور نزاع درمیان سے اُٹھے * لیکن توفیق اُس کی اللہ تعالیٰ ہی سے ہی * تنویر * انسان کی خلافت کی تحقیق دو چیز پر موقوف ہی * ایک حکمت بالغہ جو عبارت ہی کمال علمی سے * دوسری قدرت فاضلہ کہ عبارت کمال عملی سے ہی لیکن یہہ بات اُس صورت مین بنتی ہی کہ حکمت کی تعبیر اسطور سے کرین کہ وہ فقط علم ہی احوال موجودات کا اور عمل کو اُس کی حقیقت سے خارج رکھین * لیکن اُس صورت پر جو تعریف اُس کی کرین کہ وہ عبارت ہی نفس ناطقہ کے پہنچنے سے اُس کمال کو جو علم و عمل کی دونو جانب مین اُسے

ممکن ہی تو احتیاج دوسری قید کی نہین * اسلئے کہ اس صورت مین عمل حکمت کی حقیقت مین داخل ہی * اور یہی تفسیر بہتر ہی کیونکہ وہ اصل معنی کے موافق ہی اِس واسطے کہ اصل لغت کے روسے حکمت کے معنے سچ بولنا اور اچھا کام کرنا * اور نص قرآنی بھی جسکے معنے یہہ ہین * کہ جس شخص کو حکمت عطا کی جاے تو بے شبہہ اُسے بہت بہتری دی جائے * اِسی معنی سے مناسبت رکھتی ہی اور تفسیر اول پر مانند اُس آیت کی جس کا مضمون یہہ ہی کہ تحقیق بے شبہہ تو ہی علیم حکیم ہی * الفاظ مترادف کے عطف کی قسم سے ہی * اور شک نہین کہ قیاس کرنا اُس کا تاسیس پر تاکید سے اولی ہی * اور حکیمون نے حکمت کی تعریف مین جو کہا ہی کہ وہ اللہ سے مشابہت پیدا کرنی ہی * سو تفسیر ثانی ہی * کیونکہ بدون اخلاق الٰہی کے تشبیہ تام نہین ہوتی * اور یہہ بات ثابت ہی کہ آدمی فقط علم سے بغیر عمل کے درجۂ کمال کو نہین پہنچتا * چنانچہ حدیث نبوی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہی کہ علم بدون عمل کے وبال ہی * اور عمل بدون علم کے ضلال * اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم بے عمل سے خدا کی

پناہ مانگی * اور فرمایا ہی یا پروردگار مین اس علم سے تیری پناہ لیتا ہون جو نفع نہ بخشے * پر مراد اِس علم سے جو حکمت کی تعریف مین مذکور ہی صرف یاد کرنا اُن باتون کا نہین جو کتابون مین مشہور ہین * بلکہ اصل مطالب کی تفتیش کرنی خواہ نظر ظاہری اور استدلال سے حاصل ہووے جیسے وہ طریق اہل نظر کا ہی اُن کو علما کہتے ہین * یا تصفیہٗ باطنی اور استکمال کے رو سے حاصل ہووے * چنانچہ یہہ راہ اہل فقر کی ہی اُنکو عرفا اور اولیا کہتے ہین * پر حقیقت کے رو سے دونون فریق حکیم ہین لیکن فریق ثانی جب کہ محض بخشایش ربانی سے درجۂ کمال کو پہنچا * اور مکتب سے اسکے کہ سکھایا مین نے اُسکو اپنے علم مین سے * سبق پڑھا اور اُس راہ مین شک کے کانٹے اور بگولے وہم کے کمتر ہین اور یہہ راہ نبیون کی وراثت کی طرف کہ وے برگزیدے خلایق کے ہین بہت ہی نزدیک ہی اِس لئے وے سب سے اشرف اور اعلی ہین * غرض وے دونون راہین مقام مقصود مین پہنچانیکو اچھی ہین اُسی کی طرف سب کی بازگشت ہی پر محققون کے نزدیک اُن دونون

طریقون کے بیچ کچھ اختلاف نہین ہی * چنانچہ منقول ہی کہ شیخ
عارف محقق پیشوا ارباب مشاہدے کے برگزیدے عین
الانسان کے شیخ ابو سعید بن ابو الخیر کو متاخرین حکیمون
کے امام شیخ ابو علی بن سینا سے قدس اللہ تعالی روحہما
اتفاق ہم صحبتی کا ہوا * بعد انقضاے مجلس ایک نے کہا جو وہ
جانتا ہی سو مین دیکھتا ہون * دوسرے نے کہا جو وہ دیکھتا ہی
سو مین جانتا ہون * حکیمون مین سے کسی نے اِس طریق کا
انکار نہین کیا بلکہ اُسکو ثابت کیا ہی * چنانچہ ارسطا طالیس
کہتا ہی یہہ مشہور باتین مرتبۂ مقصود کے لئے زینے کی مثال
ہین پس جسنے ارادہ کیا کہ اُسے حاصل کرے چاہئے کہ
اپنے واسطے دوسری فکر پیدا کرے * اور افلاطون الٰہی نے
فرمایا ہی کہ مجھے ہزار مسلے ایسے حاصل ہوئے کہ اُنپر کوئی دلیل
نہین ہی اور شیخ بو علی اشارات کے مقامات العارفین مین
فرماتے ہین جو چاہے کہ اُنہین پہچانے پس چاہئے کہ درجہ بدرجہ
ترقی کرے * یہان تک کہ صاحب مشاہدے سے ہووے نہ اہل
مشافہے سے * اور نہایت کی پہنچنے والون مین سے ہووے
نہ فقط خبر کی سُننے والون مین سے * اور حکیم شیخ شہاب الدین

معقول جو قدیم حکیمون کی رسومات کے زندہ کرنیوالے ہیںن
تلویحات میںن نقل کرتے ہیںن کہ میںن نے جابلسا لطیفے میںن جسے
اِس فریق کی اصطلاح میںن غیبت کہتے ہیںن ارسطو کو دیکھا اور
ادراک کی تحقیق میںن جو حکمت کے مشکل مسئلون میںن سے
ہی کئی باتین اُس سے میںن نے پوچھین اُسنے اپنے استاد
افلاطون کی مدح شروع کی اور بہت سی تعریف اُسکے کمال
کی کرنے لگا تو میںن نے پوچھا کہ متأخرین حکیمون میںن سے کوئی
اُسکے برابر تھا کہا کہ نہیںن بلکہ ستر ہزار ہزارون میںن سے ایک
ہزار ابھی نہیںن پھر اہل اسلام کے بعضے حکیمون کی پوچھی پر کسی کی
طرف اُسنے التفات نہ کیا پھر احوال ارباب کشف و مشاہدہ کا
جیسے جنید بغدادی و ابو یزید بسطامی اور سہیل بن عبد اللہ
تستری ہیںن مذکور ہوا کہا اُسنے کہ وے بےشبہہ حکیم ہیںن *
لیکن اُس راہ کے درمیان بہت سے خوف اور خطرے ہیںن کیونکہ
وسوسے اور فریب و خیال فاسد طالب کے بیابان کے چلنے والے
کو حیران اور سرگردان رکھتے ہیںن * اور بڑا فساد یہہ ہی کہ
جھوٹی نمایش سے جس طرح میدانون میںن سراب نظر آتا *
اور پیاسا اسکو پانی سمجھتا ہی یہان تک کہ جب اُسکے نزدیک

آیا تو کچھ نپایا طالب کی راہ سے رہ جاتے ہیں * پھر جب اُن کو اصل حقیقت پر تنبیہ ہوتی ہی تو حسرت اور ندامت کے سوا کوئی چیز اُنکے ہاتھ نہین لگتی * بیت * اس دشت مین بس دور لب آب ہی طالب * ہشیار تجھے غول بیابان کا نہ بھکائے * میدان کے طی کرنے والے بہت ہین * پر منزل کے پہنچنے ہارے تھوڑے * اور اس راہ کے دکھانے والے جو عبارت مرشد کامل سے ہی کم ہوتے ہین اور ہونے سے بھی پہچان اُنکی محال یا مشکل ہی * کیونکہ کمالات انسانی کو سوا ے صاحب کمال کے نہین پہچانتا اور جوہر کی قیمت بدون جوہری کے کون جانتا * بیت * ہُدہُد و سیمرغ کے قصّے سے واقف کون ہی * ہان مگر جو اُن پرندون کے سمجھتا ہی کلام * اور اکثر آدمی تصویر ملمع پر بھول جاتے ہین اس لئے اس معشوق اصلی کے جمال سے محروم رہتے ہین * بیت * خر مُہریکو مقابل یاقوت و سے کرین * سنگ سیہ سے چاہین کہ سونا خرید لین * اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ مبتدی فریب کھا کر اپنے نقد عمر کو کسی ناقص کی خدمت مین اُسے کامل جان کر رایگان کرتے ہین * نادان گمراہون سے ہم خدا کی پناہ چاہیے * اس واسطے اکثر علما

آدمیونکو نظر و فکر کے طریقے کی ترغیب دیتے ہین حالانکہ تصفیۂ باطنی کے طریقے مین بھی احتیاج اُسکی ہی کیونکہ سالک اگر علم رسمی سے بالکل بے نصیب ہو تو افراط و تفریط کے گرداب سے بچ نہین سکتا اور شریعت و حکمت کے برخلاف سے خالی نہین رہتا * اور نہ چاہئے کہ بسبب اپنی نادانی کے ریاضت کی حد اعتدال سے رہ جاے یا بڑھ جاے یہان تک کہ اِسکے مزاج مین خلل لازم آوے * اور استعداد اُسکی باطل ہووے اسی واسطے جن و انسان کے ہدایت کرنے والے علیہ و آلہ افضل التحیۃ والسلام فرماتے ہین کہ خداتعالیٰ جاہل کو ہرگز اپنا دوست نہین کرتا * اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ میری پیٹ کو دو آدمیون نے توڑا عابد جاہل اور عالم فاسق * تبصرہ * جب کہ معلوم ہوا کہ انسان کے پیدا کرنے سے غرض خلافت الٰہی ہی اور تحقیق اُسکی علم و عمل پر موقوف ہی * پس جو علم کہ وسیلہ اس کا ہو سکتا ہی وہ اور سب علمونکی نسبت سے نہایت مقصود ہوگا * سو حکمت عملی ہی کہ اُسے طب روحانی کہتے ہین کیونکہ اُسکی پہچان سے اعتدال خلقی پر جو صحت بدنی کے برابر ہی قادر ہو سکتا * اور اُسکے سبب بُری خصلتون سے چھوٹتا ہی * جیسے صحت

بدنی کی احتیاط سے مرض و بیماری سے بچ رہتا ہی * اور تفصیل
کلام کی اِس مقام مین اس طور سے ہی کہ شرافت
ہر ایک علم کی اسکے موضوع یا اُس کی غرض منفعت کی شرافت
یا اُس کی دلیل کی استواری سے ہی * اور یہہ علم ان تینون
اعتبار سے اشرف ہی * کیونکہ موضوع اُس کا نفس ناطقۂ
انسانی ہی اس رو سے کہ اچھے یا بُرے کام اُس کے ارادے
سے اُسّے ہووین * اور نفس انسانی کی شرافت سابق
تقریرون کے فحوا سے معلوم ہوئی ہی * اور غرض اُسے کمال
نفس انسانی کا ہی * اور دلیل اس منفعت کی زیادہ اُسے ہی
کہ نفس انسانی جو چارپاے اور درندون کے مرتبے بلکہ اُسے
بھی فروتر ہی اس علم کے وسیلے سے فرشتے سے بھی رتبۂ
عالی کو پہنچتا ہی اسیواسطے بعضی بزرگون نے اُس کو اکثیر اعظم
کہا کیونکہ انسان جو سب سے ناقص ہی اِس علم کے سبب
اُس مرتبے کو پہنچتا ہی جو سب موجودات امکانی سے اشرف ہی *
اسی واسطے اُن قدیم حکیمون نے جنھون نے پرتو حکمت کا نبوت کی
روشن شمع سے لیا تھا فضیلت کے طلب کرنے والون کو پہلے علم
اخلاق کے پڑھنے کے لئے پھر علم منطق کے بعد اُس کے علم ریاضی

اور علم طبیعی کے تس پیچھے علم الہی کے واسطے ارشاد فرمایا * پر حکیم بو علی مشکویہ نے ریاضی کو منطق پر مقدم رکھا ہی * اور یہہ راہ مطالب کی طرف بہت نزدیک ہی * کیونکہ علم ریاضی کی مشاقی سے نفس انسانی خوگر یقین کا ہوتا اور قوۂ استقامت اور استقلال کی اُس کو حاصل ہوتی ہی اور تکلف و تحقیق و تعسف و تدقیق کے درمیان تفرقہ کرنا شعار اُسکا ہوتا ہی * اور اکثر منطقی جو علم ریاضی سے ناواقف ہیں اُن صفتون کے برعکس موسوم ہوتے ہیں * بلکہ شور و شغب اور جنگ و جدل ہی کو کمال جانتے * اور نہایت تحقیق کو مغالطہ اور شک خیال کرتے ہیں * اور اِسی سبب افلاطون نے اپنے دروازے پر لکھہ دیا تھا کہ جو شخص علم ہندسہ نجانے وہ میرے گھر نہ آوے غرض سب حکیمون کے نزدیک علم تہذیب الاخلاق کا تمام علمون پر مقدم ہی * اور بقراط حکیم نے کہا ہی جو بدن کہ اخلاط فاسدہ سے خالی نہین جتنا اُسے تو کھانے کو دیوے اُتنی ہی اُسکی بیماری بڑھاوے یہہ اشارہ اُسکی طرف ہی کہ جو شخص بد خلقی سے چھوٹا نہین سیکھنا اُسکا علم حکمت کو سبب اُسکے زیادہ فساد کا ہوتا ہی * اِسی واسطے اُسکے مزاج مین

غرور اور تکبر آتا ہی * اور بھلے آدمیون کی ایذا اور بڑے فاضلون سے لڑنے کو تیار ہوتا * تحقیق اُسکی یہہ ہی کہ اکثر طالب العلم جو جنگ و جدل و حیلہ و حوالے سے باز نہین رہتے سبب اُسکا یہہ ہی کہ اِس آیۂ کریمہ پر جسکے معنے یہہ ہیئن کہ تم اپنے گھرون مین انکے دروازون سے آو عمل نہین کرتے * اور پہلے ہی سے درستی اخلاق کی سعی نہین کرتے * اور انھون نے فقط سُنا ہی کہ حکمت تقلید کی قید سے چھڑاتی * اور پایۂ تحقیق کو پہنچاتی ہی * پر اُسکے معنے کو نہ سمجھہ کر اپنے خیال باطل سے کہتے ہیئن کہ حکمت شرع کے احکام اور دین و مذہب کے قواین سے باز رکھتی * اور وے ہوا و حرص اور اپنی طبیعت کی خواہشون کے تابع ہو کر شرع کی رسومات سے جو راہ طلب کے چلنے والون کے ہتھیار ہیئن بے نصیب ہو کر مُنہہ کھلے چارپایون کی مثال آب دانہ کی طرف دوڑتے ہیئن * اور درندون کی مانند اپنے ہمسرون کی ایذا کے لئے اور سلف کے بزرگون کے اوپر طعن کرنے کو جنکی شکر گذاری طالب کرنیوالون پر واجب ہی دانت پیستے اور مُنہہ کھولتے ہیئن * اور اپنی عقل کی کوتاہی سے اصل حقیقت کو نہ سمجھہ کر مانند اُن لوگون کے

جنھین شیطانون نے دنیا مین گمراہ کیا ہی حیران رہتے * وے ہکّے بکّے سے نہ ادھر کے ہین نہ ادھر کے * اور اسی کا ثمرہ ہی کہ حکمت جو خمیرۂ ربانی اور چشمۂ زندگانی ہی اور قرآن و حدیث کے اکثر موضع مین بھی اُسکی تعریف ہی اُن کو تاہ ہمتون کی بدخوئی سے * مصرع * بدنام کرنے والے ہین وے نیکنام کے * محل طعن کی ہوئی * حق تعالی ہمین اور سب مسلمانون کو اُنکے بہتان اور اُنکے فعل اور اعتقاد کی لغزش سے نگاہ رکھے * اور ہر بات کی کمک خدا ہی سے ہی * کشف غطا * یعنے شک کا پردہ اُٹھانا شاید کہ پردہ شبہہ کا طلبگارون کی چشم بینا کو حجلۂ ارشاد کی اِن دو شیزہ عروسون اور پاکیزہ دلہنون کی دید کا مانع ہوا اِسلئے پہلے واجب ہی کہ تقریر شبہہ کی کیجئے پھر اُس کے اُٹھانیکی سعی * تقریر شبہہ کی اس طور سے ہی کہ منفعت اس فن کی اسوقت متحقق ہووے کہ اخلاق تغیر و تبدیل کی لیاقت رکھین * لیکن ظہور اُسکا پردۂ خفا مین مستور ہی اور پیغمبر کی اُس حدیث سے جسکے معنے یے ہین کہ جب سنو تم کہ پہار اپنے مکان سے ٹل گیا تو یقین جانیو * اور اگر سُنو کہ مرد اپنی خو سے باز رہا تو باور نہ کیجیو * کیونکہ جس چیز کے

ساتھہ وہ پیدا ہوا ہی جلد اُسکی طرف رجوع کریگا صریح معلوم ہوتا ہی * کہ اخلاق زوال پذیر نہین * اور قوانین حکمت سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ خلق تابع مزاج کے ہی * اور مزاج متبدل نہین ہوتا * اگر کوئی اِسبات سے اِنکار کرے اور کہے کہ مزاج قابل تبدیل ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مزاج ایک ہی شخص کا ہر سال بلکہ ہر وقت مین مختلف ہوتا ہی * تو جواب اُسکا یہہ ہی کہ ہر ایک شخص کے لئیے ایک عرض مزاج متوسط ہی افراط کی ایک حد معین اور تفریط کی ایک حد معین کے بیچ چارون کیفیتون مین سے ہر ایک کیفیت مین اور ممکن ہی کہ اُسکے عرض مزاج کو ہمیشہ ایک ایسی خو لازم ہو کہ اُسکے جانے سے مزاج شخصی اُسکا جاتا رہے کیونکہ رہنا اُسکا بغیر اُسکے محال اب اُس خو کے دور کرنے کا قصد کرنا سراسر عیب ہی * مصرع * کہ دھونے سے زنگی نہو وے سفید * اور حدیث نبوی مین واقع ہی کہ آدمی سونے روپے کی کھان کے برابر ہی جو ایام جاہلیہ مین اچھے ہین سو زمان اسلام مین بھی اچھے ہین جب سمجھین * یہین سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل فضیلت کی سرشت کی پاکیزگی اور جوہر خلقی کی صفائی ہی اور کثافت ذاتی اور خساست اصلی کے ساتھہ اُسکی تکمیل کی سعی کرنی ویسی ہی

جیسے کوئی شیشے کو جلا دیکر چاہے کہ لعل و یاقوت کے درجے کو پہنچاوے یا لوہے کو صیقل کرکے سونے اور روپے کے مرتبے میں لاوے اور یہہ خیال محال ہی * بیت * جام جم کا جوہر طینت ہی اور رہی کان سے * تو توقع کوزہ گر کے گل سے کیوں رکھتا ہی بس * یہی تقریر شبہے کی تفصیل کے رو سے ہی اُس کے اُٹھانے کے لئے تمہید ایک مقدمے کی ضرور رہی وہ یہہ ہی کہ خلق نام ہی ایک ملکے کا جو نفس انسانی میں ہی کہ بسبب اُسکے صدور فعل کا اُس سے بطریق سہل بغیر فکر و اندیشے کے ہوتا ہی * اور ملکہ نام ہی ایک کیفیت راسخ کا جو نفس انسانی میں ہی * پر حکمت نظری سے معلوم ہوا ہی کہ کیفیت نفسانی اگر سریع الزوال ہو اُسکو حال کہتے ہیں اور جو بطی الزوال ہو تو ملکہ * اور خلق جو نفس انسانی میں پیدا ہوتا ہی اُسکا سبب دو چیزیں ہیں * پہلی طبیعت * چنانچہ مزاج شخصی اصل پیدایش میں اِس وجہہ پر ہی کہ استعداد کیفیت خاص کی اُس میں زیادہ ہو * تا کہ ادنی سبب سے اِس کیفیت سے وہ متکیف ہووے جیسا مزاج شخصی غضب کا گرم و خشک اور شہوت کا گرم و تر اور نسیان کا سرد و تر اور ملالت کا سرد و خشک جیسا

تفصیلیں اس کی حکمت اور طب کی کتابون مین ظاہر ہی *
دوسری عادت وہ اِس طور سے ہی کہ کوئی شخص ابتدا مین
اپنے اختیار کے ساتھہ ایک فعل کے بار بار کرنے سے خوگر ایسا
ہوا ہی کہ وہ کام بغیر فکر و اندیشے کے باآسانی اُسّسے ظاہر ہوتا
ہی اب وہ فعل گویا بطریق خو کے ہو گیا اور بعضے یہہ کہتے ہین کہ
سب اخلاق طبیعی ہین * یعنے طبیعت کی خواہش سے * اور
قابل زوال کے نہین چنانچہ شبہے کی تقریر مین مذکور ہوا *
اور ایک گروہ اس پر ہی کہ بعضا خلق طبیعت کی اقتضا سے ہی
وہ قابل زوال کے نہین اور بعضا بطور عادت کے اور قابل زوال
کے ہی اور ایک فریق یہہ کہتا ہی کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش
سے ہی اور نہ اُسکے مخالف ہاںکہ نفس انسانی پیدایش ہی
مین تضادگی دونون جانب کو قبول کرتا ہی جس کو اپنے مزاج
کے موافق پاتا ہی اُسے باسانی قبول کرتا ہی * اور جسکو مخالف
اس کو بدشواری * اور ایک جماعت اسکی قائل ہی کہ آدمی
اصل فطرت سے بہتر اور نیک ہی لیکن ہوا حرص اور
شہوت پرستی اور بُرے کامون سے بدخو اور شریر ہوتا ہی پر
قدیم حکیمون سے ایک گروہ برخلاف اسکے ہی اور یہہ کہتا ہی

کہ انسان اپنی سرشت مین طبیعت کے تگردے سے پیدا ہی *
اور نفس انسانی اپنی ذات مین ایک نور ہی تاریکی سے بالا *
پس اُسکی طینت ہی مین شر لگا ہوا ہی * لیکن بسبب تعلیم
و تادیب کے اچھا ہوتا ہی اگر تاریکی اُسکی روشنی پر غالب
نہو * اور جالینوس یہہ کہتا ہی کہ بعضے آدمی اپنی پیدایش مین
نیک ہین اور بعضے بد * اور بعضے دونون کے قابل * اور وہ اپنے
مذہب کے ثابت کرنے کے لئے یہہ دلیل لاتا ہی کہ اگر تمام آدمی اپنی
سرشت ہی سے نیک ہوتے اور شرارت اُن مین عارضی
ہوتی تو وے یا آپ ہی سے شرارت کو سیکھتے یا غیر سے *
اول صورت پر ان کی طبیعت مین ایک ایسی استعداد
پائی جاتی کہ وہ سبب ہوتی شر کا تو لازم آتا کہ وے اپنی
سرشت مین نیک نہووین * اور یہہ خلاف مفروض ہی *
اور جو ان مین استعداد نیکی و بدی دونون کی ہوتی اور
قوت شر کی غالب تو بھی یہی لازم آتا ہی * اور دوسری
صورت پر بھی یعنے اگر شرارت غیر سے سیکھین تو بھی خلاف
لازم آتا ہی * کیونکہ وہ غیر اس اعتبار سے اصل طینت مین اپنی
شر پر تھا کہ اوروں نے اُسے سیکھا اور اُسکے باطل کرنے کے

لئے کہ سبب آدمی اصال پیدا ایش سے شر پر ہیئن انھین دلیلون کو لاتا ہی پھر ان دونون وجہ کو باطل کرکے یہہ کہتا ہی کہ میئن اپنی آنکھون سے دیکھتا ہون کہ طبیعت بعضے آدمی کی نیکی کو چاہتی ہی اور وہ اُسّے کبھی باز نہین رہتا وے لوگ تھوڑے ہیئن * اور بعضون کی طبیعت بدی کو وے ہرگز نیکی کی خواہش نہین رکھتے * اور وے بہت ہیئن * باقی متوسط ہیئن کہ وے نیکون کی صحبت سے نیک ہوتے ہیئن * اور بدون کی صحبت سے بد * یہہ دلیل جالینوس کی وہ ہی کہ اخلاق ناصری میئن منقول ہوئی ہی لیکن داناؤن کے نزدیک ضعف اِس دلیل کا چھپا نہین کیونکہ بحسب قوانین حکمی کے نوع انسانی کے افراد کے لئے زمان ابتدا کا نہین * پس اِس صورت میئن ممکن ہی کہ شرارت اِسکی ہر ہر فرد کو عارض ہو بہ سبب اُسکے غیر کے * اِسی طرح سے غیر متناہی زمان میئن اِس طور سے کہ انتہا سبب عروض کا کسی شریر بالذات تک نہو * اگر کوئی کہے یہہ موجب تسلسل کا ہی اور وہ باطل * تو جواب اُسکا یہہ ہی کہ اِس طور کا تسلسل مضایقہ نہین کیونکہ یہہ تسلسل اسباب میئن ہی اور وہ حکما کے نزدیک درست ہی * اور دوسری وجہ کے لئے بھی

بھی تقریر کافی ہی کیونکہ جایز ہی کہ عروض خر کا بہ سبب غیر گے
ہووے غیر متناہی زمان مین لیکن بو علی نے اپنی شفا کے بیچ یہہ
کہاہی کہ سب سے بہتر یہہ ہی کہ طوفانون کے سبب جو بڑی مدتون
مین ہووین یا فلک البروج اور فلک اطلس کے دونون منطقے
کے مل جانے یا قریب مل جانے کے اگر ہووین یا اوج و حضیض کے
بدل جانے یا کسی اور سبب سے اکثر موضع زمین مین سے
ایسے کہ وہان آبادی ہوسکتی اور جاندار جانور وہان رہ
سکتے ہین اور روے مکان دایرۂ معدل النہار سے قریب ہین
ایک انداز بھر چوڑائی زمین کی پانی کے درمیان ڈوب
جاتی ہی اس صورت مین زمین کے دو حصے ہوتے ہین ایک
جو ڈوبا ہوا دریا مین دوسرا وہ جو نکلا ہوا لیکن وہان آبادی
ہو نہین سکتی بہت چوڑائی کے سبب یعنے بہ سبب اسکے کہ وہ
دایرۂ معدل النہار سے دور اور قطب شمالی سے نزدیک ہی
اس لئے سب جاندار اور گھاس پھوس ضایع ہو جاتے ہین
پھر خود بخود پیدا ہوتے اور جننے سے نہین اور انواع کے از خود
پیدا ہونے پر کوئی دلیل بھی نہین اسلئے کہ اُن مین سے بہتون کو
دیکھاہی کہ از خود پیدا ہوتے اور جننے سے بھی مثلا بیشتر آدمی کی

پال سے سانپ پیدا ہوتے اور بچھو کچھی اینٹ اور مینڈک پانی
سے اور بازروج یعنے خفاش گھاس اور چوہے مٹی سے اور جو ایک
مدت دراز تک کوئی اُن مین سے پیدا نہووے تو اِس سے لازم
نہین آتا ہی کہ کبھی نہو کیونکہ شاید کسی وضع پر موقوف رہے کہ
برسون تک ہو اکرے لیکن اولی یہہ ہی کہ عالم کے درمیان سب
وے چیزین برسون کے بعد پیدا ہوتی ہیئن جس کو قیامت
عظمی کہتے ہیئن بلکہ جس وقت پیدا یش ہرایک شی کی حرکت
ارادی پر مانند جماع کے مثلاً موقوف ہی اور جتنی ارادی وے
ضروری نہین تو بالضرور اِسکے قایل ہوا چاہیے کہ وے خود بخود بھی
پیدا ہوتے ہیئن تا سلسلہ ہرایک نوع کا باقی رہے کیونکہ ہرایک شخص
سے خلقت کا رہنا کچھ ضرور نہین اور نہ کسی شخص سے اُسکے بعد
پھر کہا ہی کہ ہرایک پیشے اور صنعتون مین اگر کوئی تامل کرے
تو اُسے معلوم ہووے کہ سب حادث ہیئن یعنے نو پیدا کسی
شخص معین کی فکر سے حاصل ہوئے ہیئن دلیل اِسکی یہہ ہی کہ وے
روز بروز زیادہ ہوتے جاتے ہیئن * اور انکا حادث ہونا اِس
پر دلالت کرتا ہی کہ انسان کا بھی بعد تونے سلسلہ حدوث کے
کوئی مبدا ہی * کیونکہ اگر ان صنعتون سے ایسی ہیئن کہ بغیر

اختصاص بشر کے ساتھہ خاصیت آسمانی اور الہام ربانی
کے جو طور متعارف سے باہر ہی ہو نہین سکتین * پس ہر آئینہ
جس شخص نے اُن کو اختراع کیا ہو وہ اپنی ذات مین اُن سے
بے نیاز ہو گا تا کہ دوسرون کے واسطے اختراع کرے * یہان تک
شیخ کی بات ہی اور اسی پر بنا ہی جالینوس کے مذہب کی لیکن
اسمین بھی بہت سی باتین ہین * اور مناقشے کو دخل جانا چاہیے *
جالینوس کے مذہب کی بنا کی وجہہ شیخ کے کلام پر یہہ ہی کہ خلاصہ
تقریر شیخ کا تناہی زمان کی ہی جو موجب ہی انتہائے عروض خیریا
شر کا کسی ایک خیر یا شریر بالذات تک * پر حکماء متاخرین نے یہہ
اختیار کیا ہی کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہی اور نہ اُسکے
برخلاف * تقریر اول کی یہہ ہی کہ ہر ایک خلق قابل تغیّر کے ہی
اور جو قابل تغیر ہی وہ طبیعی نہین اِس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ کوئی
خلق طبیعی نہین صغرا کا بیان اس طور سے ہی کہ مین آنکھون سے
دیکھتا ہون کہ آدمی شریر کی صحبت سے شرارت سیکھتے ہین
اور نیکونکی مجالس سے نیکی * چنانچہ لڑکون کے خصوصاً اُنکے احوال
سے کہ جنھے غلام کر کے ایک مکان سے دوسرے مکان مین لیجاتے
ہین معلوم ہوتا ہی کہ تادیب اُنکو بہت اثر کرتی اور دوسے موافق

استعداد کے خواہ بآسانی یا بدشواری نیک خوئی اختیار کرتے ہیں * اور اخلاق اگر قابل زوال کے نہوتے تو آدمیون مین امتیاز اور فکر کی استعداد بے فایدہ ہوتی اور قاعدے سیاست و تادیب کے عبث اور شریعت و دین کے احکام جھوٹ ہوتے * حکیم ارسطاطالیس نے بھی کہا ہی بُرے لوگ ادب و تعلیم سے اچھے ہوتے ہین پر بیان اُسکا کہ جو قابل زوال کے ہی وہ طبیعی نہین ہوتا ظاہر ہی کیونکہ پانی کی خاصیت ذاتی نیچے کی طرف جاتا ہی ہرچند اُسے باندھہ سے بند کر رکھیے پھر جس وقت ٹوٹ جایگا تو وہ نہین وہ اُسی کی طرف رجوع کریگا * ایسی ہی آگ کی خاصیت ذاتی اوپر کی طرف مثلاً کسی طرح سے بند نہین ہوتی اِس بات کے بدیہی ہونے کے سبب مثالین تنبیہ کے لئے مذکور ہوئین * اور اخلاق ناصری مین بھی اِسی طور سے بیان ہی * لیکن جو مشتاق علم نظر یکا ہی سوجاتا کہ یہہ دلیل بھی اقناعی ہی * کیونکہ اگر کوئی کہے تو کہہ سکتا ہی کہ جیسے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بعضا اخلاق قابل زوال کے ہی ویسے ہی معلوم ہوتا ہی جو بعضا خلق بعضے شخص سے اصلاً نہین چھوٹتا ہی علی الخصوص قوت فکری کے کمال * مثلاً حدس یعنے جلدی سے مطلب کا دل مین آنا اور یاد رکھنا اور اچھا سوچ اور اُن کی

مثالون سے معلوم ہوتا ہی کہ بعضے آدمی ہر چند اُنکی سعی کرتے ہیں پر کچھ فایدہ نہین کرتی * چنانچہ یہہ حالت اِس وقت کے اکثر طالب العلمون مین پائی جاتی ہی * پھر صرف اِس دلیل کے روسے کیونکر یہہ بات کہی جاسے کہ کوئی خو طبیعی نہین اور سب خو ئین چھوٹنے والی ہین * غرض استقراء تام یعنے مطلوب کی ہر فرد کے احوال مین غوض کرنا ہو نہین سکتا * اور استقراء ناقص بھی یقین کا فایدہ نہین دیتا کیونکہ جایز ہی کہ کوئی فرد بر خلاف اُسکے ہووے جیسے مین نے دلیل کی تقریر مین ثابت کیا * پھر ہدایت کا دعوا بے فایدہ ہی اور جو کوئی کہے کہ اِن مثالون کا ذکر کرنا تنبیہ کے لئے ہی سو ممنوع لیکن قوت تمیز کا بیکار رہنا * اور سیاست و تادیب کا عبث اور احکام دینی کا جھوٹ ہونا تب لازم آوے کہ اگر ایک خو بھی قابل زوال کے نہو * اُسکی تشبیہ مین یہہ کہتے ہین کہ اگر کوئی بیماری علاج سے دور نہوتی تو علم طب جھوٹ ہوتا بلکہ اِس بات کے جھوٹ ہونے مین کچھ شک نہین حاصل کلام یہہ ہی کہ اثر سیاست و تادیب سے کچھ اچھے ہوتے ہین چنانچہ ارسطاطالیس نے کہا ہی اگرچہ یہہ حکم علی الاطلاق نہین * لیکن بار بار کے سزا دینے سے تک اثر اُن مین

پیدا ہوتا ہی * گو اُس سے بد ذاتیان اُنکی بالکل نہین جاتین پر
کچھ کم ہوتین ہین * یہین سے معلوم ہوتا ہی کہ اِس علم کی منفعت
کا بیان اِس دعوے کا محتاج نہین * جو کہئے کہ اگر تمام خو چھوٹ
سکے بلکہ کچھ اُن مین گھٹ جانا کافی ہی. جیسے علم طب کی
منفعت * بالفرض اگر مانئے کہ بعضے خو نہین چھوٹتی ہی وہ نہایت کم
ہی اور ویسے لوگ بہت تھوڑے ہین، اُن مین بھی اِس
علم کا فایدہ شر کے گھٹ جانے کے طریق سے ہی * پس کسی
طرح عبث ہونا سیاست کا اور تکالیف شرعی کا جھوٹ ہونا
لازم نہین آیا کیونکہ اگر ایک شخص کی کسی بیماری مین دوا
اثر نکرے تو اُس سے علم طب کا کچھ نقصان نہین * اگر کوئی
کہے کہ اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک شخص کی تکالیف شرعی
اُس کی بدخوئی چھڑانے کے مقابل ہی اور جایز ہی کہ کوئی خو ایسی
ہو کہ وہ ایک شخص سے نہین چھوٹتی پس چاہئے کہ وہ تکالیف
شرعی سے باز رہے * تو جواب اُسکا یہہ ہی اگرچہ اُسکے نجانیکا
یقین نہین ہی پس شرع اور عقل کے حکم سے واجب ہی کہ
وہ اُسکے چھڑانے کی کوشش کرے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام کے
کلام مین اُسکا اشارہ ہی کیونکہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی

تم عمل کرو کیونکہ ہر ایک چیز آسان ہی شخص کے لئے جسکے واسطے وہ پیدا ہوا ہی ان بحثون سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنکی باتونکی بنا اِس فن مین مسامحت پر ہی انشاء اللہ تعالیٰ اِسکے بعد اِسّے اچھی تفصیل کے ساتھہ اُن مسامحات کے ارتکاب کرنے کے عذرون کی تمہید کا بیان ہوگا * پہلا لامع درستی اخلاق مین اس مین دس لمعے ہین * پہلا لمعہ اچھی خصلتونکی تعداد مین * حکمت طبیعی کی بحثون سے علم نفس کی بحث مین مقرر ہوا ہی کہ نفس ناطقۂ انسانی مین دو قوتین ہین * ایک قوت ادراکی جسکے سبب ہر ایک شی کو جان سکئے * دوسری قوت تحریکی جسکے سبب ہر ایک طرح کا کاروبار کرسکئے پر قوت ادراکی کے دو شعبے ہین * پہلا عقل نظری وہ سبب ہی صور علمیہ کے قبول کرنیکا مجردات سے * دوسرا عقل عملی جسکے سبب ہر ایک آدمی اپنے بدن کو کاروبار مین مشغول کرتا ہی پر یہہ شعبہ یعنے عقل عملی باعتبار علاقہ رکھنے اُس کے قوت غضبی اور قوت شہوی کے ساتھہ سبب ہوتا ہی فعل کا جیسے مارنا کھانا پینا یا قبول فعل کا جیسے شرمندگی ہنسی رونا * اور باعتبار اِس کے کہ وہم و خیال اُسّے استعمال کرین سبب ہوتا ہی جزوی فکرون اور جزوی پیشون کا * اور باعتبار نسبت

کرنے اُس کے عقل نظری کے ساتھہ سبب ہوتا ہی اُس فکر کا
کا جو سب کامون سے علاقہ رکھے جیسے معلوم کرنا اُسکا کہ سچ کہنا
اچھا اور جھوٹ کہنا بُرا ہی اور مانند اُس کی * پر قوت تحریکی کے دو شعبے
مین سے ایک قوت غضبی ہی اور وہ سبب ہی بُری چیزون
کے دفع کرنیکا بطریق غلبے کے * دوسری قوت شہوی کہ وہ سبب
ہی اچھی چیزون کے لینے کا * لیکن قوت غضبی کو چاہیے کہ بدن کے
سب قوتون پر غالب رہے اس طور سے کہ ہرگز کسی سے کمزور
نہو بلکہ سب اُسکے حکم کے تابع اور اُس سے مغلوب رہین اور
یہہ قوت جسکو جس کام مین متعین کرے وہ اُسکو بخوبی انجام دیا
کرے تاکہ آپس کی موافقت اور آسکی حکومت سے آفرینش
انسان کی پادشاہت کا بند و بست اچھی طرح سے انجام
پاوے * اور کسی وجہہ سے اِس انتظام مین خلل کا
دخل نہووے * اگر اسی طرح سے ہر ایک قوہ اپنے کام مین
جس طور سے کہ عقل کے موافق ہو اقدام کرے تو عقل نظری کی
صفائی سے جو پہلا شعبہ قوت ادراکی کا ہی حکمت حاصل
ہووے * اور عقل عملی کی صفائی سے جو دوسرا شعبہ ہی
اسی قوت کا عدالت پیدا ہووے * اور قوت غضبی کی

درستی سے شجاعت * اور قوت شہوی کی صفائی سے پارسائی * اسی کا نام کمال قوت عملی ہی اِس تقریر کے رو سے * اور دوسرے طریق سے لوگون نے کہا ہی کہ نفس انسانی مین جُدی جدی تین قوتین ہین کہ بسبب اُنکے علاحدہ سے علاحدے کام اُس سے ظاہر ہوتے ہین بحسب ارادے کے * جس وقت ایک اُن مین سے دوسری پر غالب ہووے وہ دوسری مغلوب یا معدوم ہو جاتی ہی * اُن مین سے ایک قوت ناطقہ ہی اُسکو نفس ملکی و نفس مطمئنہ کہتے ہین وہ سبب ہی فکر و تمیز کا اور موجب اُس شوق کا ہی کہ جس سے اشیا کی حقیقتون مین فکر کیجئے * دوسری قوت غضبی اُسکو نفس سبعی یعنے بھیریا پن اور نفس لوّامہ یعنے ملامت کرنیوالا کہتے ہین * وہ سبب ہی غضب و دلیری کا * اور پر خطر کامون پر اقدام کرنے کا * اور رجاہ و حشمت کے پیدا کرنے اور دشمن پر غالب ہونے کے شوق کا * تیسری قوت شہوی اُسکو نفس بھیمی یعنے چارپایا خو اور نفس امارہ یعنے فرمایش کرنیوالا کہتے ہین * وہ موجب ہی شہوت اور طلب روزگار کا * اور شوق اُسکا اچھے اچھے کھانے پینے اور بیاہ شادی کرنیکا * پس

درجے فضیلت کے باعتبار اُنھین قوتون کے ہین * کیونکہ اگر کاروبار سب نفس ناطقہ کے برابر رہین اور اُسّے شوق تحصیل یقینیات کا ہو تو اِس وجہ سے اُسکو علم حاصل ہوتا ہی * اور بہ تبعیت اُسکی حکمت * اور اگر کاروبار نفس سبعی کے سب برابر رہین اور وہ نفس ملکی کے تابع ہو اسپر کہ جو قوۃ عاقلہ اُسکے حصے مین اُسے دیوے صبر کرے تو نفس ناطقے کو اُسے فضیلت حلم کی حاصل ہووے * اور بہ تبعیّت اُسکے شجاعت * اور اگر نفس بہیمی کے کاروبار تمام موافق رہین اور وہ قوۃ عاقلہ کے مطیع ہو کر اسپر قناعت کرے جو بموجب عقل کے قسمت اُسکی ہی * تو اُسّے فضیلت پارسائی کی حاصل ہوتی اور بہ تبعیت اُسکے سخاوت * جس وقت یہہ تینون فضیلتین نفس انسانی مین پیدا ہووین اور وے آپس مین ایک دوسرے سے ملکر ایک ہو جاوین تب ایک حالت ایسی اُسمین پیدا ہوتی ہی کہ کوئی اُن مین سے پہچانا نہ جاے * نام اُسکا تشابہ ہی یہی کمال اور تمامی ہی فضیلتون کی * اِسی کا نام فضیلت عدالت ہی * یہہ تقریر اخلاق ناصری کی ہی * اور یہی تقریر اجمالاً بیان ہوئی لیکن ہوشمند دانا سے چھپا نہین کہ

تقریر اول کے روسے عدالت ایک قوت بسیط ہی یعنے مرکب نہین * اور تقریر ثانی کے روسے احتمال بساطت و ترکیب دونون کا ہی * لیکن باعتبار لفظ کے بسیط ہونا اقرب ہی * کیون کہ ظاہر عبارت کا یہہ ہی کہ عدالت جو عبارت ہی اعتدال خلقی سے اعتدال مزاجی کے برابر ہی * اگرچہ وہ جُدے جُدے چارون عنصر کے باہم ملنے سے ہوا ہی لیکن حکمت کی دلیلون سے ثابت ہوا ہی کہ مزاج ایک کیفیت بسیط کا نام ہی * غرض اِس مقام مین اُنکی باتون سے مفہوم ہوتا ہی کہ عدالت امر بسیط ہی * پر اور مقامون سے صریحا معلوم ہوتا ہی کہ وہ مرکب ہی * اور تقریر اول سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ عدالت خاص کمال قوت عملی کا نام ہی * اور ثانی تقریر سے مفہوم ہوتا ہی کہ اختصاص اُس سے نہین رکھتی ہی بلکہ قوۃ نظری سے بھی * مگر جب کہین کہ ہر ایک قوت کو اُسکے کام مین متعین کرنا اگرچہ وہ قوۃ نظری بھی ہو تعلق قوۃ عملی سے رکھتا ہی * پھر تقریر ثانی سے یہہ سمجھا جاتا ہی کہ وے تینون قوتین عدالت کے جز ہین یا منزل مین جز کے جیسے چارون عنصر کی کیفیتین مزاج کے جز ہین اور اُسمین یعنے کیفیت عناصر مین وے دونون احتمال ہین لیکن حکیمون نے

اس کی بساطت اختیار کی ہی * اور تقریر اول سے یہہ معلوم
ہوتا ہی کہ وے تینون قوتین موقوف علیہ عدالت کی بمنزل شروط
کے ہیں جز نہیں کیونکہ کمال قوۂ عملی کا وہ ہی کہ ہر ایک قوۂ
اُسکے حکم کے تابع رہے تاکہ تصرف ہر ایک کا جو عبارت عدالت
سے ہی برابر ہووے * اور ظاہر ہی کہ ہر ایک قوۂ کو اپنے اپنے
مقام میں متعین کرنے اور طریقے حکم و احکام کے جاری رکھنے
میں موافق تدبیر و مصلحت و اعتدال کے بغیر قوۂ عملی کے اُنمین
سے کوئی سزاوار نہیں ہوسکتی * تفصیل کلام کی اِس مقام
مین اِس طور سے ہی کہ جب وے تینون قوتین نفس انسانی
مین پیدا ہوویں تو بے شبہہ عقل عملی کو بدن کی سب قوتون پر
برائی حاصل ہوگی یہان تک کہ سب قوتین اُسکے تابع اور
فرمان بردار رہین اور وہ کبھی سے مغلوب نہووے * چنانچہ مقدمے
مین اُس کی طرف اشارہ ہوا ہی پس اگر اس قوۂ کا نام
عدالت رکھیں تو بسیط ہوتی ہی چنانچہ امام حجت الاسلام
کے کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہی * کیونکہ احیاء علوم میں
اُس نے عدالت کی تعریف مین یہہ کہا ہی کہ نفس انسانی
مین عدالت ایک حالت اور ایک قوت ایسی ہی کہ بہ سبب

اِس کے نفس انسانی غضب و شہوت کو سیاست کرتا ہی اور وہ قوت اُن دونون کو موافق حکمت کے اُنتقاقی اور ضبط

کرتی ہی اپنی خواہش کے مطابق بند و بستون مین * اِس سے صریحا معلوم ہوتا ہی کہ عدالت امر بسیط ہی اور ملزوم اُن تینون کا * اور روسے اُس کے لازم ہین اور عدالت کمال عقل عملی ہی * اور جاننا چاہیئے کہ یہہ قوت ایک وجہہ سے مطلقا رئیس ہی اور دوسری قوتین مثال خادم کی * کیونکہ ہر ایک قوت کو اپنے اپنے کام مین بحسب مصلحت کے کس کس وقت مین اور کس کس طرح سے مامور کرنا اگرچہ وہ قوت نظری بھی ہو اُسی قوت سے تعلق رکھتا ہی * پس یہہ قوت رئیس اُن کی ہوئی * اور دوسری وجہ سے رئیس مطلق قوت نظری ہی اور قوتین اُس کی خادم ہین * کیونکہ ہر ایک شی کی حقیقت کو جاننا اور تمام موجودات کی نہایت کو سمجھنا جو عبارت ہی تحصیل غایت سعادت سے کمال اِس قوت کا ہی تو ضرور ہوا کہ قوت نظری بدن کی سب قوتون پر حاکم رہے اور وے محکوم * تا یہہ کمال نفس انسانی کو اس انتظام سے حاصل ہووے * اور اگر عین اُنھین تینون قوتون کو

عدالت کہین تو وہ مرکب ہوتی ہی لیکن اِس صورت
پر فضیلت کی قسمون مین احتیاج تعداد کی نہ رہی
اِس لئے کہ مجموعہ سب قسمونکا دوسری قسم نہین ہی *
جیسے وہ مشہور ہی اعتبار کرنے سے قید وحدت کے مقسم کے
درمیان * اور رذیل صفتون کو اُسکے مقابل کہنا اور انواع معینہ
کو اُسکے تحت مین مقرر کرنا بھی مناسب نہین کیونکہ اِس صورت
پر اُسکے اور اُسکے اجزا کے انواع ایک ہی ہین اور مقابل اُسکے
بعینہ اُنکے مقابل * کیونکہ عروض ایک ایسی صورت کا کہ بہ سبب
اُسکے نوع حقیقی ان تینون قوتون سے اپنے ظاہر نہین * اسواسطے
شیخ رئیس نے رسالۂ اخلاق مین کہا ہی کہ عدالت مرکب
اُنھین تینون قوتون سے ہی پر اُس کی انواع اور مقابل کا کچھ
تعرض نہین کیا ہی بلکہ فقط اُنھین تینون قوتون کی انواع اور اُنکے
مقابل پر اختصار فرمایا * اور وہ جو دوسرون نے عدالت کی
انواع مین مذکور کیا ہی اکثر کو اُن مین سے حکمت کے تحت مین
درج فرمایا ہی * یہین سے معلوم ہوتا ہی کہ جو اِس فن کی کتابون
مین مذکور ہی کہ عدالت عین ہی اِن تینون قوتون کی اور اُسکے
واسطے مقابل اور انواع مستقل بھی ثابت کئے ہین وہ محل تامل

کاہی واللہ اعلم بہ حقایق الامور * اور یہان لوگون نے ایک اعتراض
کی ہی اور کہا ہی کہ حکمت کو پہلے نظری اور عملی کی طرف
تقسیم کیا * پھر عملی کی تین قسمین کین اُن مین سے ایک علم
اخلاق ہی کہ مشتمل ہی اوپر فضایل چہارگانہ کے اُن مین سے
ایک حکمت بھی ہی پس حکمت اپنی قسم آپ ہوئی
اور یہہ درست نہین کیون کہ اِس سے لازم آتا ہی کہ حکمت
اپنا جز آپ ہی ہووے یہہ مُحال ہی * جواب اِس اعتراض کا
اِس طور سے ہی کہ جس حکمت کی تقسیم کی ہی وہ علم ہی
احوال موجودات کا ہرگاہ وہ بھی موجودات سے ہی تو اس
علم مین اُسکے احوال سے بھی بحث ہوگی اسّے لازم نہین آتا
کہ وہ حکمت کا جُز ہو جائے کیونکہ اجزا اُسکے مسایل اُسکے ہین
بلکہ اگر لازم آیا تو یہہ آیا کہ حکمت موضوع ہی اپنے کسی مسئلہ
کی جو جز اُسکا ہی اسکا کچھ مضایقہ نہین * بلکہ نظیر اُسکی علم الٰہی
مین بھی موجود ہی کیونکہ بحث اس مین موجودات سے ہی
اور علم بھی موجودات مین سے ہی * پھر یہہ ہوسکتا ہی کہ وہ
خود اپنے کسی مسئلے کا جز ہوا اسّے لازم نہین آتا کہ وہ اپنا جز آپ
ہووے اور وہ محال نہین کیونکہ علم عبارت تصدیقات سے

یا اُن قضایا سے کہ جو متعلق تصدیقات کے ہیں جس حیثیت سے کہ
وہ متعلق ہیں اور تصدیقات یا ذات مسایل اِس حیثیت سے
کہ وہ متصور رہیں نہ اُس حیثیت سے کہ متعلق تصدیق کے ہیں
موضوع مسئلے کا واقع ہوا ہی ہاں قباحت تب لازم آتی کہ
مسایل علم حکمت کے یا تصدیقات جو متعلق ہیں اُنّسے وے بعض
مسایل سے حکمت عملی کے یا تصدیقات متعلقہ سے اسکے ہوتے
اور یہہ بات یہان لازم نہین آتی ہی * یہہ جواب وہ ہی کہ
زبان اعتراض کو بند کرتا ہی اور معترض کو گونگا * جاننا چاہیے کہ یہہ
خلاصہ ہی اخلاق جلالی کی تحریر کا لیکن عبارت اُسکی جابجا منتشر
واقع ہوئی اس لئے ناظر اسکا دغدغے مین پڑتا ہی * پر جو شخص
کہ طریقۂ علم سے خبردار ہی اُسے مقدمات دلیل کو مطلوب پر
انطباق کرنا اور نتیجۂ مقصود کو حاصل کرنا کچھ مشکل نہین * دوسرون
نے جواب اسکا اس طور سے دیا ہی کہ مراد اس تقسیم سے حکمت
عملی ہی مطلق حکمت نہین اور سبب اختلاف معنی کے اختلال
تقسیم سے دفع ہوتی ہی لیکن اس سے لازم آتا ہی کہ عدالت
جامع نہو سب فضیلتون کی * حالانکہ بر خلاف اُسکے تصریح کی ہی *
لیکن انصاف یہہ ہی کہ حکماؤن نے بنا کلام کی عقل عملی پر ضعف

وسعت جانی اور اس فن کے طلبگار کو اُسکے سبب مقصود کی
تحقیق کے لئے تکلیف نہین فرمائی ہاںکہ جس انداز سے کرسی نشینی
عمل کی ہووے اور طالب کرنیوالا اُسکا بُری صفتون سے نجات
پاوے اُسی پر اکتفا کیا * اِسلئے کہ اُنہون نے مبتدی کو آغاز تحصیل مین
اِس فن کی طرف راہ دکھائی ہی پھر اگر اُسکو تحقیق مطالب کے لئے
تکلیف دیتے تو باعث حیرت طبیعت اور فوت مقصود کا ہوتا کیونکہ
تحقیق اُنکی حکمت کی دوسری کتابون پر موقوف ہی * اور مبتدی کو
اصلاً اُنمین دخل نہین * بعضے محققون نے بھی اُسکی تصریح کی ہی *
اور شیخ رئیس نے رسالہ اخلاق تاوجی مین اُسکی طرف اشارہ
فرمایا * اور شفا کی بعضے جگہہ مین مذکور کیا ہی * کہ کمال عقل عملی یہہ
ہی کہ اچھی تدبیرون اور بُری کارون سے اچھے کام کو بُرے کام سے
پہچان لینا اس طور سے کہ فی الواقع مطابق برہانکے ہووے * لیکن
تحقیق اُس برہانکی کمال عقل نظری سے تعلق رکھتی ہی واللہ اعلم
بالصواب * دوسرا لمعہ * اُن فضیلتونکی تعریف مین کہا ہی کہ
حکمت عبارت ہی احوال موجودات کے علم سے مطابق طاقت
بشری کے اور اُن موجودات کے احوال یا وجود اُنکے انسان
کی قدرت و اختیار مین نہون تو جو علم اُن سے علاقہ رکھے وہ

حکمت نظری ہی اور جو اُسکی قدرت و اختیار کے تحت مین ہون تو جو علم متعلق اُسکا ہو سو حکمت عملی ہی * اور شجاعت وہ چیز ہی کہ نفس سبعی تابعدار نفس ناطقے کا ہو کر اُسے خوف و خطر کے مقام پر ثابت رکھے اور کسی طرح کی لغزش کو اُس مین دخل ندیوے * اور موافق عقل کے اچھے کامون پر اقدام کرے * عفت وہ ہی کہ قوۂ شہوت تابع نفس ناطقے کے رہے تاکہ تصرف اُسکا اچھی تدبیرون سے انتظام پاوے اِس طور سے کہ نفس ناطقہ ہوا و حرص اور ہر طرح کی خواہشون کی قید سے چھوٹ کر خلعت آزادی سے مُخلع ہووے * بیت * غلام اپنے غلامون کا تو ہنوز نہار * جہان تیرا غلام اور تو ہی شاہ جہان * پس عدالت وہ ہی کہ وے قوتین باہم متفق ہو کر قوۂ ممیزہ کی فرمان برداری کرین تا کہ صاحب قوۂ ہر ایک خواہش اور تمنا کی کشاکشی سے حیرانی کے گرداب مین نہ پڑے * اور علامت داد دہش دینے لینے کی اُس مین پیدا ہووے * یہان تک تحقیق ہی عدالت کی * اور حکیمون نے کہا ہی کہ جب تک اُن فضیلتون سے ہر ایک کا فایدہ دوسرے کو نہ پہنچے تو صاحب فضیلت ہرگز لایق مدح کے

نہووے * اِسی واسطے بہت خرچ کرنیوالے کو جب تک اُسّے کچھ
اوروں کو نہ پہنچے سخی نہیں کہتے ہیں بلکہ منفاق یعنے بہت
خرچ کرنیوالا * اِسی طور سے صاحب غضب کو شجاع نہیں کہا
جائیگا بلکہ غیور یعنے غیرت والا * اور دانا کو بینا کہینگے نہ حکیم * پر
جب کہ اثر اُسکا غیر کو پہنچیگا تب صاحب فضیلت اُس غیر کے
خوف و رجا کا موجب ہوویگا اور اُسکی ریاست اور بڑائی
دلوں میں خوب تاثیر کریگی کہ لوگوں پر اُسکی مدح اور ثنا
واجب ہو جائیگی کیونکہ ہر چند کوئی ہر ایک قسم کے کمال میں
طاق ہووے لیکن جب تک اُسّے توقع نفع کی اور خوف نقصان
کا نہووے ہرگز عقل نہیں چاہتی کہ اُسکی مدح کسی پر واجب
ہو اور جس وقت اُن دونوں سے ایک پائی جائیگی تو فایدے کی
طمع اور ایذا کے خوف سے ہر ایک شخص اُسکی خوبیوں کا ذکر
اور اُسکی خوشامد گوئی اپنے اوپر واجب جانیگا * تیسرا لمعہ *
اُن چاروں قسموں کی ہر ایک قسم کے تحت میں
بہت سی انواع ہیں اُن میں سے جو مشہور ہیں وہی مذکور
ہونگی پر حکمت کی نوعوں میں سے مشہور سات نوع ہیں
ذکا * سرعت فہم * صفائی ذہن * سہولت تعلم * حسن

تعقل * تحفظ * تذکر * پر ذکا وہ قوت ہی کہ بہ سبب اُسکے قیاس
کے مقدمون سے نتیجون کو بآسانی نکال سکئیے * لیکن یہہ
موقوف ہی اُن مقدمون کی مشاقی پر جو منتج ہیں * سرعت فہم
نام ہی اُس قوت کا جسکے سبب ملزومات سے اُن کے
لوازم کی طرف انتقال ذہن کا ہووے بلا توقف پر اُن دونون
مین یہہ فرق ہی کہ پہلے سرعت حرکات فکری مین ہوتی ہی اور
دوسرے اُسکے غیر مین جیسے ملزومات تصوریہ سے اُن کے لوازم
کی طرف انتقال کرنا * یا قضایا سے ان کے عکوس مستویہ یا عکس
نقیض کی طرف * صفائی ذہن اُس ملکۂ استعداد کو کہتے
ہیں کہ بسبب اُسکے بغیر رنج و تعب کے استخراج مطالب
کر سکئیے * سہولت تعلم نام ہی اس استعداد کا جسکے
سبب توجہ کی مطلوب کی طرف کیجیے تاکہ بخاطر جمعی آسانی
سے اُس کو حاصل کریئے * حسن تعقل وہ ہی کہ بحث و مناظرے
مین مطالب کے توضیح کرنے کے لیے حد لایق کو نگاہ رکھے تا بسبب
غفلت کے کچھ اُسپر واجب نہو جاوے اور نہ کسی شی زائد کو
استعمال کرے * تذکر بے تکلیف یاد کرنا اُن چیزون کا جو قوت
حافظہ مین ہیں جب چاہے * تحفظ اُس ملکے کا نام ہی کہ جس سے

معقولات یا محسوسات کی صورتون کو ضبط کرے * اور شجاعت
کے تحت مین جو تو عین مندرج ہین اُن مین سے مشہور گیارہ
ہین * کبر نفس * نجدت * علو ہمت * ثبات * علم * سکون *
شہامت * تحمل * تواضع * حمیت * رقت * پر کبر نفس
وہ چیز ہی کہ نفس انسانی بری اور نامعقول چیزونکی طرف
التفات نہ کرے اور مشکل و آسان سے کچھ پروا نرکھے بلکہ
خوشس آمد یا بر آمد اور تونگری یا فقیری سے خوش یا مغموم
نہوے * اور احوال کے ہیر پھیر کے سبب کسی وجہ سے اختلال
کو اپنی طرف راہ نہ دے یہہ قوت مشریف ایسی ہی کہ
سواے چالاک طبیعت اور عالی ہمتون کے اُسکے پاسے کو نہین
پہنچ سکتا ہی اِسی واسطے اہل تصوف کے مشائخون نے فرمایا ہی * آخر
جو چیز نکل آتی ہی راستباز ونکے سرون سے وہ محبت جاہ و حشم
کی ہی * اور فقیری کی وہ لذت نہین پاتا ہی جسکے نزدیک خوش آمد
و بر آمد برابر نہین * نجدت استحکام نفس انسانی کا ہی ثابت
قدمی سے اِس طور پر کہ اگر کوئی بڑی مشکل پڑے یا سخت بلا
سامھنے آوے تو ہرگز اُس سے بدترسے اور اُسوقت حرکت بیجا
اُسّے صادر نہووے * علو ہمت وہ چیز ہی کہ اچھی چیزون کے طلب

کرنے اور کمالات کے پیدا کرنے مین اس جہان کے نفع و نقصان پر نگاہ نہ کرے کہ اُسکے پانے سے خوش ہووے اور نپانے سے بیزار ہووے یہان تک کہ موت سے بھی نہ ڈرے چنانچہ اُسس میدان کے سالکون مین سے بعضے نے کہا ہی * قطعہ * وہ نہین ہون جو عدم سے مین ڈرون * مرنے جینے سے سدا مین خوش رہون * جان رب نے اک مجھے دی عاریت * جب وہ پھر مانگے وہین آگے دھرون * بیت * یہہ جان عاریت کہ جو حافظ کو دوست نے سونپی * پر ایک دن اُسے دیکھون مین دون وہین اسکو * ثبات قوت مقابلے کی ہی پریشانیون اور سختیون کے ساتھہ تا بسبب زیادتی کے اُسس مین کچھ تاثیر نکر سکین * اور اُنکے آنے سے کسی طرح کی شکستگی کو دخل اُس مین نہووے * حلم عبارت ہی بردباری سے کہ بہ سبب اُسکے صاحب حلم جلد باکہ کدھی مغلوب غضب کا نہووے * سکون وہ ہی کہ حرمت اور دین و مذہب کے لئے یا جاہ و حشمت کے واسطے لڑائی اور جھگڑے مین جو درکار ہووے اُس مین سستی نہ کرے * شہامت وہ شوق ہی نفس انسانی کا بڑے کامون کے حاصل کرنے کے لیے تا کہ اُس سے نیک نامی

اور برا اجر پاوے * تحمل اُس قوت کا نام ہی جس کے سبب آلات بدنی یعنے ہاتھہ پانوں وغیرہ کو اچھی فضیلتوں اور نیک خصلتوں کے تحصیل کرنے کے لئیے استعمال کرین * تواضع وہ چیز ہی کہ اپنے تئین اُن لوگون پر جو پائین مرتبے مین ہین زیادہ نجانے اور اُس قوت کے حاصل کرنیکی اصل یاد رکھنا اس بات کا ہی کہ افراد انسانی امور خلقی اور نقص و احتیاج کی علامتون اور عجز و لاچاری کی صفتون مین مشترک ہین باعتبار وحدت اصلی اور قرابت جبلی کے جیسے مضمون آیہ کریمے کا جسکا معنا یہہ ہی * ای آدمیو تم اپنے اُس پروردگار سے ڈرو جسنے تمھین ایک ہی شخص سے پیدا کیا ہی اور مفہوم اُسکا کہ تمھین پیدا نہین کیا اور تمکو نہین بھیجا مگر برابر شخص واحد کے تصریح کرنا اور اُسکے چہرہ حقیقت سے پردہ خفا کو اُٹھا دیتا ہی * حمیت وہ ہی کہ دین و مذہب اور حرمت کی حفاظت کے واسطے کاہلی نہ کرے اور اُسکے لئے جان و مال سے سعی کرنی لازم جانے چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی غیور ہی اور اپنی غیرت کے سبب بد کامون کو حرام کیا اور فرمایا ہی عمر نے کہ بے شبہہ نیک آدمی صاحب غیرت ہوتا ہی اور مین نیک آدمی سے صاحب

غیرت ہون اور تحقیق اللہ تعالیٰ محمد سے غیور ہی * رقت وہ
ایک ملکہ ہی جس سے اپنے ہم جنسون کی پریشانی کے دیکھنے سے
نرم دل ہو جاے اور وہ سبب ہی شفقت و مہربانی کرنیکا *
پر عفت کے تحت مین جو نوعین مندرج ہین مشہور اُن مین سے
بارہ ہین * پہلی حیا وہ اپنے تئین بُرے کامون سے بچا رکھنا کہ
لوگون مین متہم اور بدنام نہووے چنانچہ پیغمبر ؑ نے فرمایا ہی کہ
حیا ہر وجہ سے بہتر ہی * دوسری رفق وہ کسی پر احسان کرنا کبھی
کام مین بطریق تبرع کے * تیسری حسن ہدی وہ عبارت ہی
انسان کی نہایت خواہش سے کمالات کے حاصل کرنے کے
واسطے * چوتھی مسالمت وہ صلح و آمیزش کرنا اُس وقت
مین ہی کہ جب بسبب اختلاف مزاج کے آپس کے درمیان
جھگڑا واقع ہو * پانچوین دعت وہ اپنے تئین تھامنا ہی وقت
غلبۂ شہوت کے * چھٹھین صبر وہ ہوا حرص کے ساتھہ لڑنا ہی
اس لئے کہ بُرے کام اُس سے صادر نہون * حق سبحانہٗ تعالیٰ نے
فرمایا ہی جو اپنے پروردگار کی عظمت سے ڈرا اور اپنے تئین
ہوا و حرص سے بچایا پس بے شبہ بہشت اُسکا مکان ہی *
بعضون نے صبر کی دو قسمین کیا ہین * ایک مقصود سے جبر کرنا

دوسری نگروہ پر * لیکن دوسری قسم قوت غضبی سے علاقہ رکھتی ہی * صبر کے زیور پیغمبری اور جوان مردی کے گلے کی زیب وزینت ہین * چنانچہ پیغمبر ع م نے جو مکارم اخلاق کی بانی اور طریق توفیق کے ہادی ہین فرمایا ہی * تم صبر اختیار کرو جیسے صاحب عزم پیغمبرون نے صبر کیا ہی یعنے حوادثات زمانی اور مشکلات ناگہانی مین پیغمبرون کے ساتھہ جو اُس پاک درگاہ کے مقرب اور اُسکی دوستی واخلاص کے خلعت فاخرہ سے ممتاز ہین موافقت کرے تاکہ دونون جہان کی خوشوقی کے دروازے اُسکے آگے کھل جائین اور شاہد مطلوب حجاب مستوری سے دکھائی دین چنانچہ حدیث مشہور مین واقع ہی * کہ صبر خوشوقتی کی کنجی ہی * اور دوسری حدیث مین بھی ہی کہ فتح صبر کے ساتھہ ہی * اور صحیفۂ صغرا مین جو پارس کے حکیمون نے ہیکلون اور عبادت خانون مین لٹکا دیا تھا یہہ لکھا تھا کہ جیسے لوہا اپنی سرشت سے عاشق مقناطیس کا ہی ایسی ہی ظفر خواہ مخواہ طالب ہی صبر کی * ستوین قناعت وہ کھانے پینے اور کپڑے وغیرہ مین تخفیف کرنی اور جس قدر کہ درکار و ضرور ہووے اُسپر اکتفا کرنی بنظر حقارت کے اُن چیزون پر

نہ جمع مال کی آرزو سے جو شرع کے رو سے نشانی بخل کی ہی اور عقل کے رو سے بد * بخلاف پہلی صورت کے کیونکہ وہ سب کے نزدیک بہتر ہی * چنانچہ حضرت ع م کے کلام میں واقع ہی کہ (قناعت وہ ایسی دولت ہی جو نہین خرچ ہوتی * آٹھوین وقار وہ خاطر جمعی ہی نفس انسانی کی اور جلدی سے اپنے تئین بچانا * حضرت پیغمبر خدا ع م نے جو خاتم ہیں مجموعہ خوش خلقی کے فرمایا ہی کہ جلدی کرنی شیطان کی طرف سے اور آہستگی رحمان کی طرف سے ہی * اور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت مین جلدی کی نہی مبالغۃً اس طور سے ہی کہ امام ماوردی نے جو بڑے مجتہدون مین سے ہیں تصریح کی ہی کہ اگر کسی کو نماز جمعے کے فوت ہونے کا خوف ہووے تو بھی جو اُسکے راہ چلنے مین شتابی نکرے اور آہستگی اور میانہ قدمی کی راہ سے منحرف نہووے * نوین ورع وہ مداومت کرنی نفس انسانی کی ہی اچھے اور پسندیدہ کامون پر حق تعالیٰ نے کہا ہی کہ خدا کے دوست پرہیزگار ہی ہیں * دسوین انتظام وہ بند و بست اور اندازہ کرنا ہی ہر ایک کام کا موافق لیاقت و مرتبہ اور مطابق اپنی قوت کے * گیارھوین حُرّیت

یعنے آزادی وہ عبارت ہی اچھے پیشون سے مال کو حاصل کرنا پھر اُسے بڑے بڑے مصرفون مین صرف کرنا لیکن بُرے کام اور بیجا مصرف سے احتراز کرنا واجب ہی * بارھوین سخاوت وہ نام ہی اُس ملکے کا جو سبب اُسکے دولت کے خرچ کرنے مین دریغ نہ آوے اِس طور سے کہ جس کو جتنا درکار ہو اُسکو اُتنا دے * اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰة والسلام کے کلام مین واقع ہی کہ خدا تعالیٰ نے دین اسلام کو اپنے لئے قبول کیا اور سخاوت و خوشخوئی کے برابر کوئی شی دین کو رونق نہین دیتی ہی پس خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو اُن دونون سے مزین کیا * اور دوسری حدیث مین فرمایا ہی کہ قیامت کے دن پہلے جس چیز کو بنکوںکی ترازو مین تولینگے وہ خوش خلقی اور سخاوت ہی اور جب خدا تعالیٰ نے ایمان کو پیدا کیا کہا اُسنے یا الٰہی مجکو قوی کر حق تعالیٰ نے اُسکو خوش خوئی اور سخاوت سے قوی کیا * اور جس وقت کفر کو پیدا کیا اُس نے کہا یا بار الٰہ میرے تئین زور آور کر خدا تعالیٰ نے اُسکو بد خلقی اور بخیلی سے زور دیا * امام غزالی نے روایت کی ہی کہ کفار بنی عمر مین سے ایک گروہ کو اسیر کرکے حضرت رسالت پناہ کے پاس

لائے حضرت نے فرمایا اُن مینْ سے ایک کی جان بخشی کرو باقی سب کو مار ڈالو اسوقت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خدا ایک ہی ہی اور دین بھی ایک اور گناہ اُن سبھون کا برابر بس اِس مینْ کیا حکمت ہی جو ایک اُن مینْ سے نجات پاوے * پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ میرے تئین جبرئیل نے خبر دی کہ سب کو مار ڈالو اور اُسکو چھوڑ دو کیونکہ وہ سخی ہی اور سخاوت اُسکی ہمارے نزدیک مقبول ہوئی * اور اخبار مینْ واقع ہی کہ اللہ تعالیٰ نے موسی پیغمبر کو وحی بھیجی کہ سامری کو مت مار اِس لئے کہ وہ سخی ہی * اور دوسری حدیث مینْ ہی کہ بہشت سخی لوگون کا گھر ہی اور سخاوت کے تحت مینْ بہت سی نوعین ہیں تفصیل اُسکی بڑی کتابون مینْ ہی * جاننا چاہیے کہ بیشتر شجاعت کو سخاوت لازم ہوتی ہی کیونکہ جب کوئی بڑی مشکلون کے اُٹھانے اور خوف وخطرے کے مکانون مینْ جو احتمال ہلاکی کا ہی ٹھہرنے کی پروا نہین رکھتا اور اپنی جان پر کھیلتا ہی تو پھر آئندہ اُسکے نزدیک مال و اموال کچھ چیز نہین ہی اور برعکس اُسکے بہت کم ہی کیونکہ بہت سے سخی ہیں کہ اُنمین شجاعت کی بو بھی نہین پائی جاتی اور جنس عدالت کے تحت

مین جو نو عین مندرج ہین مشہور ان مین سے بارہ ہین *
صداقت * الفت * وفا * شفقت * صلہ رحم *
مکافات * حسن شرکت * حسن قضا * تودد * تسلیم *
توکل * عبادت * لیکن صداقت عبارت ہی سچی دوستی
سے اور علامت اسکی یہہ کہ از روے شریعت و عقل کے
واسطہ دوئی کا درمیان سے اٹھادیوین اور دونون نہایت اتحاد
سے ایک ہو جاوین اِس طور سے کہ جو اپنے اوپر پسند نکرے وہ اپنے
دوست کے اوپر بھی پسند نکرے اور جس چیز کو اپنے لئے چاہے اسکو
اپنے دوست کے لئے بھی چاہے چنانچہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہی کہ تم مین
سے کوئی مومن نہین ہوسکتا ہی جب تک نچاہے اپنے دوست کے
لیئے جو چاہے اپنے واسطے * اور اُلفت وہ ہی کہ سب کی راے اور
عقیدے ان کے ایک دوسرے کی کمک مین برابر رہین اور سب
ایک ہو کر مخالف کے توڑنے مین اتفاق کرین * اور وفا وہ
چیز ہی کہ موافقت و اتفاق کی راہ سے سرمو تجاوز نہ کرے * پر
بعضون نے تعبیر اس کی اِس طور سے کی ہی کہ جس سے جو وعدہ
کرے اس کو اپنے اقرار کے موافق بجالاوے اور کسی کا حق اگر
اپنے اوپر ہو تو اُسکو بخوبی ادا کرے * اور شفقت عبارت ہی

مہربانی اور رحم دلی سے جب کسی پر مصیبت دیکھے پھر اُسے
چھڑانے کے لئیے کسی وجہ سے کوتاہی نکرے کیونکہ دانشمندون کے
نزدیک ظاہر ہی کہ ہر ایک ذرہ اِس عالم کا اس آفتاب
حقیقی کا پرتو ہی اور اُسی تجلی کی چمک اور سب ذیحیات
اُس کے چشمۂ فیض سے سیراب اور اُسکے خوان نعمت سے
شاداب ہیئن * خصوصاً انسان کہ سررشتہ اتحاد کا اُن کے درمیان
از بسکہ استوار ہی * بیت * ہیئن آپس مین جون عضو آدم کی
نسل * کہ خلقت مین ہی ایک ہی اُن کی اصل * کسی عضو کو
درد پہنچے اگر * سرایت کرے دوسرے مین اثر * مصیبت سے
اورون کی بےغم ہو جو * تو پھر آدمی نام تیرا نہو * غرض اِس مقام
مین بہت سی باتین ہیئن چنانچہ شبلی رحمت اللہ علیہ سے منقول ہی
کہ کسی نے ایک چارپائے کو سونٹا مارا پر چوٹ اُسکی اِس کے بدن
مین لگی * مترجم کی عبارت حیف ہی کہ باوجود تفاوت نوعی کے
اثر الم کا پیدا ہو اور جہان قرابت نوعی کے ساتھہ اتحاد فطری
متحقق ہی کچھہ بھی نہو تعجب ہی کہ اِس نے کیا گیا تھا کہ اس درجے کو
پہنچا اور اُسنے کیا نہ کیا کہ اُسّے محروم رہا * بیت * چھوڑ دے
اے بےمروت اپنی خودبینی کو تو * پھر یہہ ظلمت تیری آنکھون

مین حمد اسرنور ہی * اگرچہ راز اسکا ان لوگون سے جو رسمی
گفتگو کے تہ خانے مین بند ہین اور نظران کی آشیا کی کُنہ کو نہین
پہنچتی اِس لیئے شاہد مطلوب کے جمال سے محروم رہکر رسمی
کتابون مین ظاہرا جو لکھا ہی اُسی پر اکتفا کر کے ان مضمون کی
بات سے رہ جاتے پوشیدہ رہیگا لیکن اُن داناؤن پر جنکی
آنکھین تقلید کی جالی سے خالی ہین اور ان کے اوصاف کے دامن
غبار کجروی سے پاک * ظاہر ہی کہ وہم امور خلقی مین بہت تأثیر
کرنے والا ہی * اِسی واسطے ترشی کے خیال سے مُنہہ مین پانی بھر
آتا ہی اور اونچی دیوار کے اوپر آمد و رفت کرنے سے وہم گرنے کا
ہوتا ہی اگر زمین مین اتنی مسافت پر چلے پھرے تو اِسکا گمان بھی
نہین ہوتا * یقین ہی کہ اِس تقریر کے بعد جو یہان محال دکھائی دے
عقل اُسّے کبھی انکار نہ کرے * لیکن یہہ تقریر یہان بطور تنزل کے
مذکور ہوئی * بیت * اُسّے بالاتر زبان کچھ اور ہی * عشق کے
غم کا بیان کچھ اور ہی * بیت * شمع تجلی کو بصر چاہیئے * دیدۂ قلبی
سے نظر چاہیئے * اور صلۂ رحم وہ چیز ہی کہ جب کوئی جاہ و حشمت کو
پہنچے تو اقربا کو اُسکے شریک کرے اور جسمین انکی بہتری
ہووے اُس کی سعی * یہہ قرابت ظاہری ہی پر قرابت باطنی کے

لیے بھی کہ جو نسبت روح کے ساتھہ رکھتی ہی اور اُسکو قرابت الٰہی
کہتے ہیں اِسی طرح سے رعایت حق کی واجب ہی بلکہ اُسّے بھی زیادہ ✿
چنانچہ امیر المومنین ابن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہی کہ ایک
قرابت گوشت و لہو کی ہی ✿ دوسری جان و دل کی ✿ اور اُنکے
درمیان بڑا فرق ہی ✿ مصراع ✿ آب و گل سے جان و دل تک
یان بہت ہی فرق ہی ✿ اور مکافات وہ چیز ہی کہ جس قدر فایدہ
اپنے تئین غیر سے پہنچا ہی اُتنا ہی یا اُسّے زیادہ اُسکے بدلے اُسے
پہنچاوے اور جو کچھ ایذا اُسے اپنے تئین پہنچی ہو تو اس سے کم
بدلا کرے ✿ اور حسن شرکت وہ ہی کہ آپس مین کاروبار
اسطور سے اختیار کرے جو شریکون کے دل نہ پھر جائین بحسب
امکان اور بشرط محافظت کے عدالت کے طور پر ✿ اور حسن
قضا وہ ہی کہ لوگونکے حق کو ادا کرے اور اپنے تئین مذمت و ملامت
سے بچا رکھے ✿ اور تودد اپنے ہم عصرون کے ساتھہ دوستی کرنی ہی
اور فاضلون سے اچھی بات اور اُنکے ساتھہ داد و دہش کرنی
اور ان چیزون کو اختیار کرنا جو موجب کشش محبت کے ہیں ✿
اور تسلیم وہ ہی کہ خدا کے احکام اور قوانین شرعی اور طریقہ
پیغمبری اور انکے امثال پر جو شریعت کے امامون اور طریقت کے

مشائخون سے مرسوم ہیں راضی رہے اور انکو اچھی نیت سے قبول کرے اگرچہ وے اس کی طبیعت کے موافق نہون * حضرت رب العزت نے کلام مجید مین تسلیم کو موقوف علیہ ایمان کا کیا * اور فرمایا ہی کہ قسم تیرے رب کی کہ نہین مومن ہو سکتے ہیں جب تک تجھے اپنے درمیان حکم نہ کرین پھر جو تو حکم کرے آسے اپنے دلونمین کچھ حرج نہ سمجھین اور اسکو درستی نیت سے تسلیم کرین * اور توکل وہ ہی کہ جو چیز انسان کی قدرت و اختیار مین نہو اور اندیشے کا بھی کچھ آسمین گذر نہین زیادتی اور کمی اور اُسکی جلدی اور دیری نہ چاہے اور اُس کارساز حقیقی پر بھروسا کر کے بیجا خیالون کو چھوڑ دے * بیت * خدا کے حکم پہ راضی ہو اور خوش دل رہ * کہ میرے اور نہ ترے اختیار مین کچھ ہی * اور حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہی کہ جو کوئی گھر سے نکلنے کے وقت یہہ دعا پڑھے وہ کریم روزی بخش اپنے خزانۂ بے انتہا سے دروازے روزی اور فراغت کے اُسکے آگے کھولے * بِسْمِ اللّٰهِ عَلَى نَفْسِي وَدِينِي وَمَالِي اَللّٰهُمَّ رَضِّنِي بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا قُدِّرَتْ لِي حَتّٰى لَا اُحِبَّ تَعْجِيلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا

تَاْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ * خدا کے نام
سے جو بہت بخشش کرنے والا اور نعمت دینے ہارا ہی مین
اپنے واسطے اور اپنے دین اور اپنے مال کے لئے خدا کے نام سے
پناہ لیتا ہون یا پروردگار تو اپنے حکم پر میرے تئین راضی رکھہ
اور ہنا کر اُس چیز کو جو میرے لئے مقدر کیا یہان تک کہ
جسے تو دیری سے بخشے اُسکی جلدی مین نہ چاہون اور جسکو
تو جلد عنایت فرماوے اُسکی دیری نہ طلب کرون بے شک
تو ہر شی پر توانا ہی * بینا لوگون سے پوشیدہ نہین کہ مضمون
اِس دعا کا توکل ورضا کی طلب ہی مطابق خواہش الہی
کے اور لازم ہی کہ اپنی خواہش کو حق تعالی کی خواہش کے ساتھہ
موافق کرے اور گوشۂ دل کو ہوا و ہوس کے وسوسون
سے بالکل خالی کرے تا تسکین اور نہایت خاطر جمعی حق تعالی
کی طرف سے اُسکے دل مین حاصل ہووے یہان تک کہ ہونی
نہونی اُسکے ارادے سے بھی تعلق پکڑے * عبادت وہ چیز ہی
کہ اپنے پروردگار کی تعظیم و تکریم جسنے اُسے نیستی کے ویرانے
سے لاکر ہستی کی آبادی مین بسایا اور بغیر سابقۂ استحقاق
کے نہایت مہربانی سے بے شمار نعمتین اپنے خزانہ الطاف

سے عنایت فرمائین اپنے اوپر واجب کرے اور فرشتون اور
نبیون کی تابعداری اور صحابہ اور اُن کے تابعین اور اولیاؤنکی
متابعت اور اُن داناؤن کی جو علم الٰہی سے آگاہ ہیں لازم جانئے
اور حکم شرعی کو ماننا مذہب کی رسومات بجالانا پارسائی اختیار
کرنی گناہون سے باز رہنا کہ دو سبب ہیں کمال کے شعار
اپنا کرے لیکن طریقے عبادت کے تفصیلا شرع سے معلوم ہوتے
ہیں * اور جب آشیا کی بحث حکمت مین اِس طور سے ہوئی
کہ یہان تک رسائی عقل کی ہو اور احکام شرعی کو بھی
تفصیلاً جاننا عقل کے احاطے سے باہر ہی پر دو باتین جو وہان
عقل سے معلوم ہوتی ہیں سو بطور مجمل کے ہیں کیونکہ بے وسیلے
شمع نبوت کے شریعت کے گھر کی راہ دکھائی نہین دیتی *
اور عقل اکیلی وہان بھٹکتی پھرتی ہی * پس فقہ کی باتین
اجمال کے رو سے حکمت عملی مین داخل ہیں اور تفصیل کی نظر
سے خارج * یہہ بیان ہی انواع قضیات کا * پر بعضے کے ساتھہ بعضے
کے ملنے سے بہت سی قسمین پیدا ہوتی ہیں * حکیمون نے کہا ہی
کہ جیسے اشخاص کے مزاج مختلف ہیں اور دو شخصون کے
مزاج ایک طور کے نہین * ویسے اخلاق بھی گوناگون ہیں *

یہان تک کہ خصلت دو شخصون کی ایک روش پر نہین ہی * ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ آدمیون کی شکل و صورت طرح بطرح ہونے کا سبب باوجود کہ اِس قدر تفاوت اور حیوانون مین نہین یہہ ہی کہ اُن کی عقل کے گوناگون ہونے سے جدی جدی ایسی کیفیتین کہ وہ تابع مزاج کے ہوسکین نفس انسانی مین پیدا ہوتی ہین کہ اُن مین سے ہر ایک کیفیت جدی ایک شکل کو چاہتی ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ غصے کی حالت کچھ ہی اور خوشی کی صورت کچھ * اور ایسی ہی ہنسی کا چہرہ اور رونے کی شکل اور * بخلاف اور حیوانون کے کیونکہ آن مین ایک ہی طرح کی عقل کے سوا کچھ نہین ہی * اِسی واسطے تفاوت کیفیتون مین کم ہی اور شکلین اُنکی ملتی ہوتی ہین * حاصل اِس تقریر کا یہہ ہی کہ بہ سبب اختلاف کیفیت کے مزاج متبدل ہوتا ہی * اور بہ سبب اُسکے اخلاق متغائر ہوتے ہین یہان تک کہ دو شخصون کے مزاج ایک ہی نہین ہونے * اور خصلتین بھی ایک نہین *

تنویر * اُن بحثون کے درمیان اِس مقدمے کے روسے جسکی تمہید ہوئی اکثر مباحث یعنے ضعف اور سستی ہی * اُن مین سے بعضا یہہ ہی کہ ذکا اور

کیفیتین

ملتی

متبدل

صنعت فہم اور اُن کی امثال کو جنس حکمت کی انواع مین داخل کیا * حالانکہ اُنہون نے حکمت کی سابق جو تفسیر کی ہی بموجب اُسکے دو قسمین سبب ہوتی ہین حکمت کا * ہان اگر تفسیر حکمت کی اِس طور سے کرین کہ وہ ایک ملکہ ہی جسکے سبب قوت نظری احوال موجودات کی پہچان سے مستحکم ہوتی ہی تو وہ قسمین اُسکی انواع سے ہوسکتی ہین * پر یقین یہہ ہی کہ جنھون نے کہا ہی کہ قوت نطق کی روشنی اگر برابر رہے تو اس سے روشنی علم کی حاصل ہوتی ہی اور بہ تبعیت اسکی حکمت * پس اُس کی وہی تفسیر پر ہی * غرض اس فن کے مسامحون کے لئے عذر کی تمہید ہوئی * چوتھا لمعہ * جب اُن فضیلتون کو معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ مقابل اُن کے کتنی صفتین ایسی ہین کہ وہ اُن فضیلتون کی جنس سے نہین * بلکہ اُن سے مشابہ بھی نہین اس لئے اکثر لوگ جو علم اخلاق سے ماہر نہین فریب مین پڑتے ہین * پس لازم ہی کہ فضائل اور رذائل کے درمیان کیا فرق ہی اُس کا بیان اور وجہ تشبہ کو ظاہر کیجئے اِس طور سے کہ اصل جواہر پوت کی شبہ سے پہچانی جاسکے یہانتک کہ جوہر کمال انسانی کے ڈھونڈھنے والے اور ملکہ نفسانی کے خواہش

رکھنیے ہارسے دغامیں نہ پڑین * اور دغاباز ہیر پھیر کرنے والون کے
قریب میں آکر سٹھکریون کو موتیون کی قیمت سے نہ لین *
لیکن ان فضیلتون مین بعضے لوگ ایسے ہیں کہ وے علمی باتونکو
یاد کرتے ہیں پھر ان کی دلیلون کو بھی کسی طرح سے سیکھہ کر
تقریر اس طور سے بناتے ہیں کہ اکثر آدمی جو سرمۂ بینائی اور
انوار دانائی سے بے نصیب ہیں اُن تقریرونکو سنکر بہت ہی
خوش ہو تعجب مین آتے ہیں * اور ان کی دانائی کی گواہی
دیتے ہیں * حالانکہ اُنھین کسی بات کا یقین حاصل نہین اور انکے
دلون کے صفحے حروف راستی سے عاطل ہیں * ان لوگون کو علما
اور داناؤن سے بول چال مین تشبیہ دینی ویسی ہی ہے جیسی
طوطی اور بندر کو آدمیون سے یا لڑکون کو بوڑھون کے ساتھہ *
بیت * اگر نی کا سانپ مانا کہ ہو وہ بشکل مار * دشمن کو
زہر دوست کو بھرا ہی اس مین کب * بعضے ان مین سے
وے ہیں کہ کسی مطلب مین صاف سچ کا بھی اعتقاد نہین
کرتے اور ہر ایک بحث مین اگرچہ وہ بہ ظاہر ہی جو نہین جانتے ہیں
سو بول چال کیا چاہتے ہیں * اور جھوٹی باتون کو اپنے وہم سے
تراشکر بندون کو شک مین ڈالتے * باوجود اس کے کہ

جن یقینی باتون مین وہم کی مزاحمت نہین اُسسے قاصر ہین پھر
بڑے مطالبون کے لیئے گردن دعوا کی بڑھاتے ہین اور باطل کو حق
سے ملا کر وہم و خیال کو بصورت علم و یقین کے دکھاتے ہین اور
اسی کا نام تحقیق رکھتے ہین ہرگاہ کہ حکمت بڑا سبب ہی کمال کا
اور پہچان اُسکی سوا سے حکیمون کے میسر نہین پس اُن
فریقون اور حکیمون کے بیچ تفرقہ کرنا بہت مشکل ہی ٭ لیکن عفت
کے مقابل جو صفت مشابہ اُسکی ہی مثال اُسکی جیسے ایک
جماعت لذت دنیاوی سے اعتراض کرتی ہی اِسس توقع پر
کہ جنس عفت اُن کو زیادہ حاصل ہو مثلاً اکثر زاہد اِس زمانے
کے اپنی زہد کو دکھاتے ہین کہ اُس سے دام مکر و فریب کا پھیلا
کر عوام الناس کو چڑیونکی مثال پھنساتے ہین اِس لیئے کہ غرض
دنیاوی کو جو مرتبہ ادنا ہی حاصل کرین یا اُن لذتون سے کچھ خبر
نہین رکھتے اِس لیئے پہاڑی اور جنگلی آدمیون کی مانند شہر
و آبادی سے تفاوت رہتے ہین یا اُن لذتون کی بہتایت سے
بیزار ہین یا وے اپنی پیدایشس ہی سے اِسی طور پر ہین یا بنا پر
کسی مرض کے شہوت اُن مین کم ہی یا دکھ درد کے ڈر سے
یا اِس واسطے کہ اگر آدمی اُنکے احوال سے مطلع ہون تو اُنھین

سرزنش کرین * جو لوگ کہ ایسے ہین وے صاحب عفت نہین * پر سخاوت کے مقابل جو صفت اُسکی مشابہ ہی مثال اُسکی یہہ ہی کہ بعضے آدمی ہوا حرص اور شہوت پرستی مین مال واموال کو لُٹادیتے ہین یا لوگون کے دکھانے کے لیئے یا چاہ حشمت کے واسطے یا دفع حرج کے لیئے یا اُس مقام مین خرچ کرتے ہین جہان احتیاج اُسکی نہین * اور بعضے لوگ زیادہ خرچ کرتے ہین بسبب اِسکے کہ وے دولت کی قدر سے غافل اور کس مقام مین اُسکو خرچ کرنے ہین اُسسے جاہل ہین * یہہ حالت اکثر اُنمین پائی جاتی ہی جنکو اتفاقاً بسبب میراث کے یا کسی اور سبب سے مال مفت ہاتھہ لگ جاے * مثل مشہور ہی کہ مال مفت دل بے رحم * وے احمق ایسے ہین کہ اسکے پیدا کرنیکی مشقت سے بے خبر * اور یہہ نہین جانتے کہ آمدنی بہت متعذر اور خرچ کرنا نہایت آسان تر * حکیمون نے کہا ہی کہ دولت جمع کرنی ویسی ہی کہ جیسے بڑے ایک پتھر کو پہاڑ کے اوپر لیجانا * اور خرچ کرنا ویسا ہی جیسے اُس پتھر کو وہانسے نیچے چھوڑ دینا کیا وے نہین جانتے کہ مدار زندگانی کا زر ہی * اور مفلسی کے سبب بے رونق ہوتے ہین فضیلت و ہنر * حضرت سلیمان پیغمبر کے صحیفے مین لکھا ہی کہ حکمت

تونگری سے جی اُٹھتی ہی * اور مفلسی سے مرجاتی * دانا کے
پاس اگر پیسا نہو کوئی اُسسے کچھ فایدہ نپاوے بلکہ
وہ آپ ہی اپنی احتیاج کے لیے دُکھہ اُٹھاوے اور کمالات
سے رہ جاوے * بیت * مجھے بہ تجربہ حاصل ہوا کہ آخر کو * ہو
قدر مرد ہنر سے ہنر کی زر سے ہو * اور حاصل کرنا اُسکا اچھی
وجہون سے دشوار * اِس لیے کہ بہتر پیشے کمتر ہیئن * اور
آزادون کو اُسکی راہون پر چلنا مشکل ہی * پس جو لوگ
اِس وضع سے پیسے خرچ کرتے ہیئن وے سخی نہین بلکہ حقیقت
مئین سخی وہ شخص ہی جو اپنی دولت کو کسی غرض کے
واسطے بخش ندے * بلکہ اِس لیے کہ سخاوت بہت اچھی چیز
اور بالذات مطلوب ہی اور بغیر اُسکے دوسری وجہ سے
اگر قصد اُسکا ہووے تو وہ سخی بالذات نہوگا بلکہ بالغرض
چنانچہ سابق مطالع کے درمیان خدا کے افعال مئین اشارہ اُسکی
طرف ہوا ہی * اور شجاعت کے مقابل جو صفت مشابہ
اُسکی ہی نظیر اُسکی یہہ ہی کہ بعضے لوگون سے شجاعت کے
کام ظاہر ہوتے ہیئن پر وے حقیقت مئین شجاع نہین ہیئن * مثلاً
ایک جماعت پر خطر لڑائیون اور رہزنے کامون مئین طمع مال

یا واسطے مرتبے کے یا کسی غرض کے لیئے ٹھہر رہتی ہی لیکن یہہ صرف اُسکی حرص کے سبب ہی اور شجاعت کی قوت سے نہیں * جیسے چور بڑی مارپیٹ اور دایمی قید بلکہ کٹ مر جانے پر بھی صبر اختیار کرتے اِس لیئے کہ نام اُنکا اپنے ہم جنسون کے درمیان کہ وے بھی بُرے کامون مین اُنکے شریک ہیں رہے اور جو کوئی اپنے بھائی بندون کی ملامت اور بادشاہ کی دہشت یا مانند اُسکی سے اُن چیزون پر راضی ہووے یا کبھی اتفاقاً فتح پائی ہو اِس واسطے اُسکے دل مین غرور آگیا ہی ایسے آدمی بھی شجاع نہین ہیں * بلکہ حقیقت مین شجاع وہ شخص ہی جسکے نیک قصد کی ہدف گاہ سواے اِس قوت فاضلہ کے نہووے بقیہ اُسکے جو اور قوتون مین مذکور ہوا * پر درندون کی خاصیت جیسے شیر وغیرہ اگرچہ شجاعت سے ملتی ہی لیکن بہت وجہون سے نہین بھی ملتی * اُن مین سے ایک وجہ یہہ ہی کہ وے اپنے غلبے اور برائی کی استواری اور اپنی طبیعت کی خواہش سے غلبے کا شوق رکھتے ہیں * پس اُن کامون پر اُنکا اقدام کرنا اُن کے غلبہ طبیعی کے رو سے ہی شجاعت کی نظر سے نہین * دوسری یہہ کہ مثال اُن کی پہلوان زور آورون کے

برابر جو تمام بدن ہتھیار سے سجے ہوئے ہیں اکثر کم زور بیچارون کے ساتھ لڑتے ہیں اور یہہ شجاعت کے طریقے سے باہر ہی * کیونکہ تمام فضیلتون کی اصل عقل ہی تاکہ اور قوتین اُسکے تابع اور فرمان بردار رہین سوا اُن مین نہین پس حقیقتہ شجاع اُسکو کہئے جس سے شجاعت کی خصلتین عقل کے حکم سے ظاہر ہون * اور غرض اصلی اُسکی سوا اِس فضیلت کے نہو * اور جو کہ ایسا ہو بیشبہ اُس کے نزدیک بدکاری کا ڈر موت کی دہشت سے زیادہ تر ہی * اور مرنے کی نیک نامی جینے کی بدنامی سے بہتر * جیسا کہ کہا ہی * مصرع * آبرو جاے مین رہے تو جان جانا سہل ہی * اور ایک شعر عربی مین کہا ہی جسکے معنے یے ہین * بیت * ہم پر آسان ہی کہ کرینگے ہین بڑائی کا جو فخر * جو کہ چاہے دلہنون کو اس پہ بھاری کب ہو مہر * اگرچہ لذت شجاعت کی ابتدا مین کچھ نہین معلوم ہوتی کیونکہ اول اُسکا خوف ہلاکی کا ہی لیکن آخر کو حلاوت زندگانی کی اور منفعت اُسکی دونون جہان مین اپنی آنکھون سے مشاہدہ کریگا * خصوصاً جب کہ دین کی نگہبانی اور شرع متین کی تقویت کے لیئے اپنی جان پر کھیلے * چنانچہ آیۂ قرانی اس پر دال ہی

جسکے معنے یہ ہیں * جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے گمان نکرین
کہ وے مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں خدا کے نزدیک اُن کو روزی
دی جاتی ہی * اور مرد دانا جانتا ہی کہ لڑائی سے بھاگنا سبب
زندگانی کا نہیں ہوتا * اور نامرد بھاگنے میں اپنی جان کا بچاو
چاہتا ہی جو بچ نہیں سکتی پس حقیقت میں طالب محال کا ہی بالفرض
اگر کتنے دن تک اُس نے فرصت پائی لیکن نامردی کی شرم
اور بے عزتی کی خفت اور اپنے ہم سرونکا طعن و تشنیع اُسکی
شیرینی حیات کو تلخ کردیتی ہی * پس ایسی زندگانی سے جوانمردی
اور نیک نامی اور توقع اجر عظیم کے ساتھہ مرنا ہزار درجے بہتر
ہی * بیت * اک دن تو ہو ویگا جو کہانی بہ خاص عام * پار سے
وہ کر کہ جس سے تو ہو جاے نیک نام * اور حضرت مرتضی علی
کرم اللہ وجہہ نے جو اپنے یارون سے فرمایا ہی مضمون اُس کا یہہ ہی
کہ ای آدمیو فراموشی تمھاری خصلت موروثی ہی غفلت کی نیند سے
چونکو اور یاد رکھو کہ اگر تم مارے نہ جاؤ البتہ ملک الموت
کے ہاتھہ سے نہیں بچوگے پس لڑائی سے کیون ڈرتے ہو اور
نامردی کی شرم کیون اپنے اوپر لیتے ہو قسم اُس رب کی
جسکے اختیار میں ہماری روح ہی کہ تلوار کے ہزار وار کھانے

اپنے گھر پر بچھونے پر مرنے سے بہتر ہی * کیونکہ مردانہ وار جان پر کھیلنا اولا اُسے ہی کہ رندیونکی مثال جان دینا * بیت * دونون جگ مین سرخ رو ہی جو شہید عشق ہی * خوب ہی وہ دن کہ مجکو کشتہ یہان سے لے چلین * اور اکثر حدیثین شجاعت کی فضیلت مین وارد ہین اُن مین سے ایک حدیث ہی جسکا مضمون یہہ ہی * کہ تحقیق خدا تعالی شجاعت کو چاہتا ہی اگرچہ ایک سانپ کو بھی مارے * اور سب آدمی کے نزدیک شجاعون کی تعظیم اور اُن کی تکریم واجب ہی * علی الخصوص بادشاہون اور سلاطین کو کیونکہ یہی گروہ عالی شکوہ نفیس جنسون سے کہ وہ گوہر جان ہین کارزار کے بازار مین کار و بار کرتے ہین * اور اپنے سینون کو سپر مصیبت کی بناکر دولت کے مخالفون سے لڑتے * پس بادشاہون کو لازم نہین کہ مال و اسباب کو اُن سے دریغ رکھین * یا تھوڑی تقصیر سے اُن پر خفگی فرمائین * اور جو کوئی مفلسی کی پریشانی یا دولت کے جانے کے خوف اور بے وقر ہونیکی دہشت سے یا محنت کے سبب اپنے تئین ہلاک کرتے ہین اُن کی ان حرکات کو نامردی پر قیاس کرنا بہتر ہی * کیونکہ اہل شجاعت

ہر ایک مصیبت پر صبر کرتے ہیں * اور سختیون کو اُٹھاتے
ہیں * اور ہر صورت کی گھبراہٹ سے اپنے تئین بچاتے *
کیونکہ آفت کے وقت گھبرانا اور بلاؤن سے دل چرانا
نامردی اور زنانہ پن ہی * اور شرع مین سبب طعن کا *
چنانچہ احادیث صحیحہ مین بھی ایسا ہی وارد ہی اُن بحثون سے
معلوم ہوا کہ عفت اور شجاعت بکلی حاصل نہین ہوتی مگر حکیم کو *
اما عدالت کے مقابل جو صفت مشابہ اُسکی ہی بیان اُسکا
یہہ ہی کہ اکثر کام بطور عدالت کے اُن لوگون سے صادر ہوتے
ہین جو حقیقۃً عادل نہین بلکہ وے صرف دکھانے یا سنانیکے لیئے
یا اِس واسطے کہ لوگون کو اپنی طرف لگا لین یا مال و دولت
اور جاہ و حشمت پیدا کرین عدالت کی روش سے بناوٹ
کرتے ہیں اُنھین عادل نہ کہا چاہیئے بلکہ حقیقت مین عادل وہ شخص
ہی کہ اپنے سب قوا کو برابر رکھے تاکہ عقل کے حکم سے سب کام اسکے
موافق ہون کہ کوئی قوت زیادہ اُس حصے سے جو عقل نے
اسکے لیئے مقرر کیا ہی نجاہے * اور ایک دوسرے سے تغلب
نکرے * جب اپنے تئین اِس وضع پر درست کرے تب آدمیونکے
معاملے مین عدالت کے طریقے کو اسی نسق سے مرعی رکھے * اور

اپنی اوقات کو ہمیشہ اچھے کاموںکی تلاش میں مصروف کرے * اور رسم نوعدیگر کو بدجانے * یہہ فضیلت اُسوقت میسر ہوتی ہی کہ نفسانیت کو چھوڑکر طریقۂ انسانیت پر جو مقتضا ہر طرح کے ادب سیکھنے کا ہی آوے تب انصاف کی علامتین اُس کی پیشانی عدالت سے ہویدا اور نقشے کاروبار کے تختۂ اعتدال پر پیدا ہون * اِسی طرح سے اور قضیاتون مین بھی قیاس کرے کہ کھوٹے کو کھرے سے اور کمی کو پورے سے پہچان لے * یہان تک کہ بازار معاملے مین عیار پیشون سے نہ ٹھگا جاے * اور سودا نیکنامی کا دونون جہانمین اُسکے ہاتھہ آوے *

پانچوان لمعہ * جاننا چاہیے اُن فضیلتونمین سے ہرایک کے مقابل ایک صفت رذیل ضد اسکی ہی اور جیسے اجناس فضائل کی چار ہین ویسے اجناس رذایل کی بھی پہلی نظرمین چار معلوم ہوتی ہین * اول جہل مقابل حکمت کے * دوسری نامردی مقابل شجاعت کے * تیسری بدکاری مقابل عفت کے اور چوتھی ظلم مقابل عدالت کے * اور نظر تحقیق سے * جو ظاہر ہوتا ہی سو یہہ ہی کہ ہرایک فضیلت کی ایک حد معین ہی * جب اس حد سے تجاوز کرے گھٹتی یا بڑھتی سے تب ایک

صفت رذیل پیدا ہوتی ہے* پس فضیلت بیچون بیچ کی حد کا نام ہے*
اور رذیل صفتین اُس کے دو طرف کی مثال ہیں* جیسے مرکز
دائیرہ کا ایک نقطۂ معین بیچون بیچ مین ہے باوجود اسکے کہ محیط
سے اس تک جتنے نقطے فرض کیجئے جائین سب سے وہ دور ہے
اور گرد بگرد اُسکے محیط کی ہر ایک طرف کے نزدیک نقطے بیشمار
ہو سکتے ہین اسی طرح سے ہر ایک فضیلت معین کے مقابل
رذیل صفتین بیشمار ہین* اور جیسے اچھی راہ کی سیدھی
چال سیدھی لکیر کے برابر ہے پھر اُس راہ سے بُری راہ مین چلنا
اُس سیدھی لکیر کے تیرہے ہونیکی مثال ہے* اور ظاہر ہے کہ
جتنی لکیر دونکو دو نقطون سے ملایئے اُنمین سے چھوٹی سیدھی
ایکہی لکیر اُن دونون نقطون کے بیچ ہوتی ہے* اور ہر طرف
اُسکی تیرہی لکیرین بیشمار ہو سکتی ہین* پس اسی طرح سے
اچھی راہ کی سیدھی چال ایکہی روش کے سوا ہو نہین سکتی*
اور بُرے رستے کی تیرہی چالین بیشمار ہین* اور جب اصل
بیچون بیچ کی حد کو پانا بہت مشکل ہے اور پانے سے بھی اس پر
ٹھہر رہنا اُس سے زیادہ مشکل* کیونکہ وہی طریق فضیلت کا ہے
پر اُس مین ثابت رہنا نہایت دشوار* اسی واسطے پیغمبر علیہ

الصلوۃ والسلام نے جو آدمیون اور جنون دونو فریقون کے
راہ بتانے ہارے اور پل صراط سے پار کرنے والے ہین * فرمایا ہی
کہ سورۂ ہود نے میرے تئین ضعیف کیا * کیونکہ اس مین اچھے
چالن پر رہنے کا حکم ہی * مضمون اسکا یہہ کہ توسیدھی راہ پر جیسے
مین نے حکم کیا ہی ثابت رہ اور اس سبب پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پل صراط کا بیان یون فرمایا کہ وہ بال سے
باریک اور تلوار سے تیز ہی اور یقین ہی * کہ سورۂ فاتحہ جو
مشتمل طلب ہدایت پر ہی اسی معنا سے خبر دیتا ہی * اور
جب کہ بڑے بڑے عالمون اور حکیمون اور ولیون سے
مروی ہی * کہ آخرت کی باتین جسکا وعدہ اور وعید مخبر
صادق نے کیا ہی وہ سب اخلاق واعمال کی صورتین ہین کہ ہر
ایک شخص وہان اپنے مرتبے کے موافق اُن کو مشاہدہ کریگا چنانچہ
فرمایا ہی * کہ آدمی خواب غفلت مین ہین جس وقت مرینگے
تب خبردار ہوئینگے * پر جو لوگ اِس عالم مین بیہوشی کی
نیند سے چونکے ہوئے ہین اُنکو یہین اطلاع ہو جاتی ہی یے باتین
قرآن اور حدیث کی اکثر جگہہ مین صراحۃً مذکور ہین * اور سبب
اُن صورتون کا خواہ رغبت سے ہون یا کراہت سے اعمال

اور اخلاق ہیٔن جنھین اِس عالم مین حاصل کرتے ہیٔن ٭ چنانچہ نحوا آیہ کریمے کا جسکے معنے یے ہیٔن ٭ کہ تحقیق دوزخ کافرون کا گھیرنے والا ہی ٭ اور حدیث پیغمبر ع م کی کہ مضمون اُسکا یہہ ہی جو کوئی سونے روپے کے باسن مین پیٔے وہ اپنے پیٹ کو دوزخ کی آگ سے بھرے اور تحقیق بہشت کی زمین بہت صاف وستھری اور درخت اُسکا کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ ہی ٭ صاف اُسکی خبر دیتا ہی ٭ اگر طالب صادق اپنی چشم بینا کو وہم وخیال کے غبار سے دھو ڈالے اور عقل کی گردن کو تقلید کی رسّن سے چھڑا دے بارے حدیث مشہور بھی جسکے معنے یے ہیٔن کہ دنیا عاقبت کی کھیتی ہی اُسکی خبر دیتی ہی اگر گوش ہوش سے سنے ٭ قطعہ ٭ پیر دہقان نے دردمندی سے ٭ اپنے بیٹے سے ایک دن یہہ کہا ٭ اِس جہان بیچ اپنی کھیتی مین ٭ توجو بوئیگا سو ہی کاٹیگا ٭ بس باعتبار اُن باتون کے جو مذکور ہوئین آخرت کی سیدھی راہ جو عبارت ہی پل صراط سے جسے حشر کے دن جہنم کے اوپر باندھین وہ اعمال واخلاق کے بیچون بیچ کی حد کے برابر ہی اور دوزخ اُسکی گرد و نواح کی مثال جو کوئی آج کے دن اِس راہ مین مضبوط رہیگا اور اُسکی سدھاوٹ سے

سے نہ ٹلیگا سو قیامت کے دن بھی پل صراط کے اوپر سے نڈر
چلا جائیگا اور بہشت کے درمیان جو پاک آدمیون کا گھر ہی بے
خطرے داخل ہوگا ۞ اور جو اِس عالم مین اِس سیدھی
راہ سے بھٹک جاسے تو عاقبت کو اُس پل صراط سے گر پڑے
اور دوزخ کے بیچ جو گنہگارون کا مکان ہی رہے ۞ اور
فیثاغورس حکیم سے منقول ہی کہ انسان جو کام کرتا ہی
اُسکے مقابل ایک فرشتہ یا دیو پیدا ہوتا ہی کہ وہ اُسکے مرنے
کے بعد مصاحب و ملازم اُسکا ہوتا ہی چنانچہ آیۂ قرآنی مین ہی
کہ اگر عمل اُنکا نیک ہو تو جزا اُسکی نیک ہی اور جو عمل اُنکا بد
ہو تو جزا اُسکی بد ہی ۞ پس انسان کو چاہئیے کہ احتیاط کرے
تاکس واسطے اپنے لیئے ایسا مصاحب ڈھونڈھے ۞ جاننا
چاہیئے کہ وسط یعنے بیچون بیچ کو دو معنون سے تعبیر کرتے ہیں ایک
وسط حقیقی جسکی نسبت اُسکی دونون جانب کی طرف برابر رہے
جیسے چار بیچون بیچ ہی دو اور چھ کے یہہ وسط معتدل حقیقی کے
برابر ہی کہ اطبا اُسکی نفی پر دلیل لاتے ہین ۞ دوسرا وسط
اضافی اعتدال نوعی اور شخصی کے برابر جو طبیبون کے نزدیک
درست ہی یعنے بعضے کی نسبت سے بیچون بیچ ہی اور بعضے

کی نسبت سے نہین * پر جو وسط اُس فن مین معتبر ہی وہ
معنے ثانی سے مراد ہی * اِسی واسطے فضیلت کی شرطین باعتبار
اشخاص کے مختلف ہوتی ہین * بلکہ بہ نظر ہر ایک وقت
اور ہر ایک حالت کے * اور ہر شخص کی فضیلتون مین سے
ہر ایک فضیلت کے مقابل رذیل صفتین غیر متناہی ہین *
پر اس مقام مین آئینہ خیال مین صورت ایک شک کی
دکھائی دیتی ہی * کیونکہ جب وسط اس فن مین اعتدال شخصی
اور نوعی کی مثال سے ہوا تو بے شبہ اُس کا ایک عرض
بھی مانند عرض مزاجی کے ہوگا * پھر اسکو بال سے باریک اور
تلوار سے تیز تر کہنا مناسب نہین ہوتا * تقریر اُسکے اُٹھانے کی
یہہ ہی کہ جیسے مراتب عرض مزاج مین ایک مرتبہ ایسا
ہی کہ وہ سب سے بہتر اور قریب تر ساتھہ اعتدال حقیقی کے ہی
ویسا ہی مراتب ملکات مین بھی ایک مرتبہ ایسا ہی کہ
وہ سب سے افضل اور مقصود بالذات ہی * اور دوسرے
مراتب بسبب بعد کے اُس مرتبہ سے شائبہٗ افراط و تفریط
سے خالی نہین اور جیسے شخص اور نوع ان مراتب مین
افضلیت کی حالت پر نہین ہین لیکن بہ سبب ایک قرب معین کے

جو اسس مرتبے سے رکھتے ہیں وجود نوع اور شخص کے محفوظ
رہ سکتے ہیں * ویسے فضیلتون مین بھی فضیلت حقیقی وہی
مرتبہ ہی اور باقی مراتب بسبب قرب کے اِسس مرتبے سے
فضیلت مین محسوب ہوتے ہین جیسے اعتدال بدنی مین *
اور مراتب پورے اعتدال پر نہین اور شایبہ انحراف سے
بھی خالی نہین * اِس لیئے کہ اُن سے خلل فاحش افعال مین
ظاہر نہین ہوتے مراتب اعتدال مین داخل ہین * اور اِسی
صورت سے مدارج کمال مین موافق تفاوت قرب کے اعتدال
حقیقی مین تفاوت پڑجاتا ہی * اور قواعد طب روحانی کے قیاس
پر قواعد طب جسمانی کے ہین * پر اُس مین شک نہین کہ اگرچہ
اعتدال اس معنے کے رو سے بھی متحقق ہی لیکن دریافت
اُسکی صعوبت سے خالی نہین اور مقام مبالغہ مین اگر اُسکے
وصف مین کہین کہ وہ بال سے باریک اور تلوار سے تیز تر ہی
تو کچھ مضایقہ بھی نہین خدا جسکو چاہے راہ راست کی طرف
ہدایت کرے * اور جب اِس بیچون بیچ کی حد سے انحراف
طرف افراط یا تفریط کی ہو تب مقابل مین ہر فضیلت کے
دو صفتین رذیل پیدا ہون * پس فضیلت گویا اُن دونون کے

بیچ ہی * جب اگلی تقریر سے معلوم ہوا کہ اجناس فضیلت کی
چار ہیں تو اجناس رذیلت کی آٹھہ ہوئیں دو اُن میں سے
اطراف حکمت کے ہیں سفہ و بلہ لیکن سفہ طرف افراط کا
مشغولی ہی قوت فکر کی اُن چیزون میں جو واجب نہین یا
اُس مین جو کہ قدر واجب سے زیادہ ہو اُسکو گربزی کہتے ہیں
اور بلہ طرف تفریط کا بے کاری ہی اُسکی امور واجبی سے اور
مطلقا اُن کو چھوڑ دینا اپنی خواہش سے یا اُن مین قصور کرنا *
اور دو اُن مین سے اطراف شجاعت کے ہیں لیکن افراط کو
تہور کہتے ہیں وہ اقدام کرنا اُن ہلاکی کے مقامون پر ہی جنکو
عقل اچھا نہین جانتی * اور طرف تفریط کا نام جبن ہی وہ ڈرنا
اُن چیزون سے ہی کہ جن سے دہشت کرنا عقل کے نزدیک
درست نہین * اور دو اُن مین سے اطراف عفت کے ہیں
پر اُس کی طرف افراط کو شرہ یعنے بد کاری کہتے ہیں وہ زیادہ
رغبت کرنا ہی خواہشون کی طرف قدر معقول سے اور طرف
تفریط کا نام سکون ہی یعنے اپنے تئین اُن ضروری لذتون سے
جو شرع اور عقل کے نزدیک بہتر یا درست ہی محروم رکھنا
اپنے اختیار سے نہ کہ خلقت کے روسے * اور دو اُن مین سے

طرف عدالت کی ہیں * طرف اول ظلم ہی وہ عبارت ہی حق تلفی اور مال مردم خوری سے * اور طرف ثانی کو انظلام کہتے ہیں یعنے ظلم ظالم کا قبول کرنا اور اُسکی اطاعت کرنی ذلت کے روسے ہی اُن چیزون مین جو اُسکی خواہش کے مطابق ہون اور بعضے عدالت کی دونون جانب کو جور کہتے ہین کیونکہ طرف ثانی بھی ظلم ہی اپنے اوپر یا غیر پر * اور جیسے عدالت جامع جمیع کمالات کی ہی ویسے ظلم جو اُسکے مقابل مین ہی وہ جامع ہی تمام نقایص کا اور یہین سے ہی کہ شیخ الاسلام عبد الله انصاری وغیرہ محققون نے کہا ہی کہ جو آزار نہین وہ گناہ بھی نہین کیونکہ جہان تک گناہ وہ ظلم ہی خواہ اپنے اوپر یا اورون پر * بیت * جو کچھ تو چاہے سو کر پر ستانہ ای ظالم * ہمارے دین مین سوا اسکے کچھ گناہ نہین * اور بعضے بزرگون نے کہا ہی اہل طریقت اکثر چیزون مین اختلاف کرتے ہین لیکن سب اس پر متفق ہین کہ راحت پہنچانی سب سے بہتر ہی * اور دکھہ دینا بہت بدتر * اور حدیث صحیح مین ہی کہ ظالم کی نیکیان مظلوم کے نامۂ اعمال مین لکھی جاتی ہین اور مضمون آیۂ کریمے کا بھی یعنے ہم اُن پر ظلم نہین کرتے ہین و لیکن وے اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہین

اُس سے خبر دیتا ہی اسی طرح سے حد توسط کو اجناس فضایل کی
تمام انواع مین قیاس کیا چاہیئے * چھٹھا لمعہ * عدالت کی
شرافت کے بیان کرنے مین * پہلے تمہید کے طور سے تقریر کی
جاتی ہی کہ مطابق عقل و نقل کے ذات پاک حضرت حق جل وعلا کی
احاطۂ افہام سے باہر ہی اور اُسکے ایوان اجلال کا کنگرہ طائر
بلند پرواز ادراک کی پرواز سے برتر بلکہ غایت سیر عقول
بشری اور نہایت عروج قوت نظری کی وہ ہی کہ نسبت و
اعتبارات کے واسطے سے جو باعتبار تعلق ذات اقدس کے
ممکنات سے ہی ثابت ہوے * بیت * بولا کہ غلط ہم سے
نشان کب پاوے * رتبہ ہی ترا عالم صورت ہی کا * پر اول
آئینہ جس مین رخسار اُس معشوق قدیم کا اہل عرفانکو دکھائی
دیتا سو وحدت ہی نہ وہ وحدت جو مقابل ہی کثرت کے * کیونکہ وہ
ایک سایہ ہی اُسکے سایون سے اور وہ وحدت بھی نہین جو اعداد
مین ساری ہی اس لیئے کہ وہ ایک پرتو کے سوا نہین اُس کے
جمال بے زوال کی تجلی سے بلکہ وہ وحدت ہی کہ اگر شمع جمال
کو روشن کرے تو یہہ عالم کثرت پروانے کی مانند اُس کے
آگے جل مرے * بیت * جو شمع جمال اپنی روشن کرے * کبے

تاب جو آنکھہ ٹھہرا سکے * اُسکے جلال عالم سوز کی تجلی کے آگے
ذرے دکھائی ندیوین اور کثرت مقام ظہور مین نہ ٹھہرے اور
اسکی ذات پر کمال کی وسعت مین کوئی چیز شمار مین نہ آوے
چنانچہ نحو آیۂ کریمہ کا * یعنے آج کسکی پادشاہت ہی خدا ے
واحد قہار ہی کی ہی. بیان اُسکا اچھی طرح سے کرتا ہی * بیت *
مالک ہستی کا ہی شہ جز واحد قہار کون * شحنہ اُسکے قہر کے
ہن اس مین ہی سیار کون * یہین سے ہی کہ اہل حکمت کے
رئیسون اور مذہب کے بڑے مشائخون نے تصریح کی ہی کہ
حق تعالی کی وحدت ذاتی اور ہی نوع وحدت کی مغایر ہی
وحدت عددی کی چنانچہ شیخ کبیر امام خبیر عارفون کے پیشوا
ابی محمد حنیف رضی اللہ تعالی عنہ کی معتقد کے صدر مین عبارت
عربی سے مرقوم ہی معنے اُسکے یہ ہین * کہ خدا واحد ہی پر واحد
عددی نہین اور مثل اُس واحد کے بھی نہین جو احاد مین ہی
تصور اِس وحدت کا جو قانون ادراک عقلی کے طریقے سے
باہر * اور بغیر روش کشف و عیان کے اُس تک پہنچنا
متعذر ہی اور بسبب مشکل ہونے اِس تصور کے فرمایا ہی
جب اللہ کا ذکر کیا جاے جس حال مین وہ واحد ہی نفرت کرین

دل اُن کے جو آخرت پر ایمان نہین لاتے * چنانچہ امام راغب اور دوسرے محققون نے بھی تحقیق کی ہی * اور جو پرتو کہ دیدۂ عقل کو نظر آسکتا ہی سو وحدت عددی ہی کیونکہ بغیر اُسکی روشنی کے کوئی چیز مقام ظہور مین آ نہین سکتی * اور نہ ہونے سے اُسکے کسی شخص کی بقا کی صورت ممکن نہین * اور حکماء متألہین کے نزدیک جو ارباب کشف وشہود کے امام ہین مقرر ہی کہ کمال ہر ایک صفت کا وہ ہی کہ اپنے ضدون سے قریب ہونے اور ماننے کے گھیرے مین آوے * چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ کے مبارک اسمون مین مشاہدہ کیا جاتا ہی * هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم * بس جو موجود ایسا ہو کہ باوجود اِس کثرت احکام الٰہی کے وحدت اِس مین ظاہر ہو تو وہ اشرف ہوسکتا ہی پر دلکش آوازون اور اچھے نغمون اور موزون شعرون اور اچھی صورتون مین جو تاثیر ہی سبب اُسکا شرف وحدت تناسب کا ہی اور آثار غریبہ جو وفق اعداد پر مترتب ہین وہ بھی اِسی قسم سے ہین اور حکمت کے بیچ مقرر ہی کہ جتنا مزاج موافق اور وحدت حقیقی کی طرف نزدیک تر اور مائل ہووے

اُس مین جو صورت یا جو نقش پایا جاے افضل و اکمل ہوگا
اِسی واسطے سلسلۂ موالید مین جب کہ مزاج معادن کا وحدت
اعتدالی سے بعید ہی تو صورت نوعی اُسکی فقط مبداہی حفظ
ترکیب کا * پھر جب اِس مرتبے سے ترقی کرکے درجہ اعتدال
نباتی کو پہنچے ساتھہ اُس حفظ ترکیب کے مبدا تغذیہ و تنمیہ و
تولید کا ہوتا ہی * اور اِس رتبے سے گذر کے جب
اعتدال حیوانی مین پہنچے تو اِن آثارون کے ساتھہ مبدا حس
و حرکت ارادی کا ہوتا ہی * جب اِس پایے کو چھوڑ کر
اعتدال انسانی کو پہنچے تو اُن تمام آثارون کے ساتھہ
مبدا نطق کا یعنے ادراک کلیات اور اُسکے توابع کا ہوتا ہی *
اور اشخاص انسانی کے مزاج اعتدال حقیقی کی طرف جس قدر
نزدیک ہون کمالات اُن کی زیادہ تر ہون یہان تک
کہ درجۂ نبوت کو پہنچین پھر اُنکے درمیان بھی بہت سے مراتب
متفاوت ہین یہان تک کہ رتبۂ ختم کو پہنچے جو مظہر ہی ہر ایک
کمال کا اور نہایت سب نہایتون کی ہی کہ اُسکے آگے کوئی
مرتبہ نہین * اور علم موسیقی مین مقرر ہوا ہی کہ کوئی نسبت
شریف تر مساوات کی نسبت سے نہین اور جو نسبت وجود

انحلال کی کسی وجہ سے نسبت مواسات کی طرف رجوع نہ کرے وہ حد ملایمت سے خارج اور تنافر کے تحت مین داخل ہی * تبصرہ * جب اطراف کلام کی اِس مقام تک پہنچی تو اُن نغمون کے بعضے کی تفصیل کی طرف اشارہ کرنا بہتر ہی اور بیان اُس کا جس طور پر کہ لائق اِس مقام کے ہو یہہ ہی کہ نغمہ وہ ایک آواز ہی جس مین ایک نوع کی درنگ ہوتی ہی * لیکن جس وقت حدت وثقل کی ایک حد معین مین مکرر ہو اور اُس سے کوئی تاثیر ایسی جو خاصیت تالیف کی ہی پیدا نہو تو اُس علم کے جاننے والے کی نظر اُسکی طرف نہین ہی * کیونکہ نظر اُسکی نغمون پر منحصر اِس وضع سے ہی کہ میانہ اُن کا مطابق حدت وثقل کے یا زمان متخلل کا میانہ درمیان اُن کے موافق مقدار کسی نسبت ملائم یا متنافر کے حاصل ہو * شق اول کو علم تالیف کہتے ہیں اور ثانی کو علم ایقاع * اور جب حدت وثقل کے بیچ اختلاف پایا جاے تو بالضرور اُن نغمون کے درمیان کسی نسبت ملایم یا نسبت متنافر مین تفاوت پیدا ہوگا اِس لیئے کہ اگر تفاوت اُن کے درمیان مثل بالفعل سے یا مثل بالقوت ہے ہو تو ملائم ہی نہین تو متنافر * اور مراد

مثل بالفعل سے وہ ہی کہ قدر تفاضل اقل کے برابر ہو یعنہ
اُس صورت مین ہو سکتی ہی کہ ایک نغمہ دوسرے کا دوچند ہو
جیسے چار اور دو * چھہ اور تین * اِسے بعد ذي الکل کہتے ہین *
اور مثل بالقوت سے مقصود یہہ ہی کہ جو مثل بالفعل نہین ہی
دونا کرنے سے مثل بالفعل ہو سکے اُس کی دو قسمین ہین
ایک وہ ہی جو قدر تفاوت کی طرف سے قوت ہو. جیسے چھہ اور
چار * تفاوت اُن کے درمیان دو کا ہی * اور دو کے دونا کرنے
سے چار ہوتے ہین * اِسے نسبت زائد بالجز کہتے ہین * دوسری
وہ ہی کہ جن دونون کے درمیان تفاوت ہی اُن کے ایکھی کی
جانب سے قوت ہو. جیسے چھہ اور دو * کیونکہ تفاوت اُن کے
درمیان چار کا ہی پر دو کو کہ احد المتفاوتین ہی دوچند کرنے سے چار
ہوتے ہین * اُسکو نسبت کثیر الاضعاف کہتے ہین * اور جو نسبت کہ
اُن وجہون پر ہو یا اُن کی طرف راجع ہو وہ ملائم ہی * اور جو
برخلاف اُسکے ہو وہ متنافر ہی * اور یہانسے معلوم ہوا کہ جو دو نغمے کہ
انکے درمیان نسبت غیر عددی یعنے نسبت صمّی مین سے ہو وہ متنافر ہی *
نسبت صمّی عبارت اس نسبت سے ہی کہ وہ ایسے دو مقدارونکے
بیچ ہو کہ کوئی مقدار ان دونون کو ایک ساتھہ کھو نہ سکے *

جو خاصیت مقدارون کی ہی اور وہ عدد کے بیچ پائی نہ جاے اور
متنافر ہو مثال اس کی وہ نغمہ ہی جو تام وتر سے یا اس کے اس
جز سے پیدا ہو کہ نسبت اسکی کل کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت
ضلع مربع کی اسکی قطر کی طرف ہی اور جو نسبت ان دونون کے
درمیان عددی ہو پر اقل مفنی اکثر کا نہو اور ان دو عددون کے
کے بیچ تفاوت اس جز سے نہو جو بالقوۃ عدد زائد کے برابر ہو سکے
اور اسکی کسی نسبت ملائم کی طرف اُن وجہون سے بھی رجوع نکرسے
جنکا بیان شرحوار ہو گا تو وہ البتہ متنافر ہی مانند اُن دونون نغمون
کے جو ایک دوسرے پر زیادہ بمقدار چار سبع کے ہو * مثلاً
ایک نغمہ سات کا دوسرا گیارہ کا ہو کہ تفاوت اُن کے درمیان
چار سبع کا ہی نہ سات کا کہ اقل ہی تضعیف سے گیارہ ہوتا ہی
اور نہ چار سبع کہ قدر تفاوت ہی اور اگر اقل مفنی اکثر کا ہو
تو اُسّے خالی نہین کہ قدر تفاوت اقل کے برابر ہی یا اُسّے زیادہ
اول نسبت نصف و ضعف کی ہی اس کو بعد ذی الکل کہتے ہین
اور ثانی کا نام کثیر الاضعاف ہی اور اگر تفاوت اُنکے درمیان
اس جز سے ہی جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہو سکتا ہی اگر وہ جز
نصف اور یا دون نصف کو جیسے بعد ذی الکل کہتے ہین نسبت

عددی سے نکھو وے جیسے نصف اور ثلث ہی اِسے ابعاد وسطی کہتے ہیں، وہ اُنھیں دو صورت میں منحصر ہی * اور اگر تفاوت ربع و سدس سے ہو تو جزو تفاوت نصف کو اور جو سبع و خمس سے ہو تو مادون نصف کو کھو دیگا * لیکن ابعاد وسطی کی پہلی قسم کو بعد ذی الخمسہ کہتے ہیں. جیسے دو اور تین * اور دوسری قسم کو بعد ذی الاربعہ کہتے ہیں. جیسے تین اور چار اور اگر تفاوت اُس جز سے ہو جو نصف اور مادون نصف کو کھو ندے اُسکا نام ابعاد صغار ہی اور وہ زائد بالربع ہوتا ہی اور یہ قسمیں تمام دو عددوں کے درمیان تداخل کے ساتھ یا اُس جز کے تفاوت کے ساتھ متحقق ہیں جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہو سکے ان قسموں تک کہ تفاوت محسوس ہو سکتا ہی لیکن حلق انسانی سے اُنکا ادا ہونا اگر ممکن ہو تو ملائم و معتبر ہیں اور جو تفاوت اُس مرتبے سے ہو کہ کچھ معلوم نہیں ہوتا یا بہت کم محسوس ہو یا حلق انسانی سے اخراج اُنکا محال ہو تو موسیقی والے کی نظر میں اُنکا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ جس صورت میں کچھ معلوم نہو یا تھوڑا تفاوت محسوس ہوتا ہی تو اُس صورت میں علم تالیف سے جو لذت معتبر مطلوب ہی حاصل نہوگی لیکن وجہ اجزا کی

صورت مین اگرچہ اخراج اُنکا دوسرے آلات سے ممکن ہی لیکن جب کہ وے طبیعت انسانی کے طریقے کے جو نسبتین اصوات حلقی کی ہین بر خلاف ہوئین تو طبیعت انسانی کی زیادہ رغبت اُسکی طرف نہوگی * اور لذت معتدبہ اُس سے پنائی جاگی * حالانکہ فن موسیقی زیادہ لذت کے لیئے موضوع ہی پس جو نغمہ کہ بر عکس اُسکے ہی وہ مد نظر اِس فن کا نہوگا یہان سے معلوم ہوا کہ جو نسبت بر خلاف نسبت آواز حلق اِنسانی کے ہی وہ معتبر نہین * اور نہایت نسبت اصوات حلقی کی بہ حسب استقرا کے بڑے بُعدون مین وہ ہی کہ ایک نغمہ دوسریکا دو چند ہو جیسے ایک اور چار اور چھوٹے بعدون مین وہ ہی کہ ایک زائد ہو چھتیس جزون مین سے کسی جز سے یعنے ایک ۳۶ کا ہو دوسرا ۳۷ کا اِسکے اوپر جو مرتبے ہین سو معتبر نہین * اما بیان اُسکا کہ ایک نسبت دوسری کی طرف کس طرح سے رجوع کرے یہہ ہی کہ باوجود اسکے جو نسبت ضعفی کہ اُسے نسبت مثلی کہتے ہین وہ سب نسبتون کی اصل اور سب سے اشرف ہی اور وہ اپنی نہایت شرافت سے اور بہ سبب قریب ہونے کے وحدت کی طرف ہر ایک جانب اُسکی دوسری کے قایم

مقام اُس وضع سے ہوتی ہی کہ ملائمت جون کی تون باقی رہتی ہی * یعنے اگر ایک نغمہ دونا ہو اور دوسرا آدھا پھر اُس آدھے کو اگر اُس دونے کی جگہہ میں رکھیں یا بر عکس اِسکے کرین تو سُر کا رشتہ نہ توٹے اور گانے کا تار ویسا ہی باقی رہے مثلاً ایک نغمہ آٹھہ کا ہو جو دونا ہی چار کا اگر اسّس چار کے مقام میں آٹھہ کو رکھین اور تین کے نغمہ کے ساتھہ گانے لگین تو اُسّس آٹھہ اور تین سے ایک بعد ملائم پیدا ہوگا باوجود اِسکے کہ اُن کے درمیان اتفاق اچھا نہیں ہی لیکن ملائمت اُن کی اِس لیئے ہی کہ چار جو نصف آٹھہ کا ہی تین کے ساتھہ ملائمت رکھتا ہی اور تین کی طرف سے اگر تو بھی اعتبار کرے اور کہے کہ تین نصف ہی چھہ کا اُسکے اور آٹھہ کے درمیان ملائمت ہی تو بھی مقصد پورا ہوگا * اور بہ صورت راجع طرف بعد ذی الاربعہ کے ہوگا اور جو پانچ کو تین کے ساتھہ استعمال کرین ملائم ہو * اور ابعاد صغار کی طرف رجوع کرے اِسلیئے کہ پانچ اور چھہ کے بیچ ایک نسبت ملائم ہی چھوٹے بعدون سے اور تین قائم مقام چھہ کا ہی یا کہون کہ درمیان اڑھائی اور تین کے نسبت چھوٹے بعدون کی ہی اور پانچ قائم مقام اڑھائی کے ہی اور اُن صورتون کو تمام

متفق باتفاق ثانی کہتے ہیں * اِس مقام میں صاحب بصیرت کو
معلوم ہو کہ بعد ذی الخمسہ کو بعد کثیر الاضعاف اور بعد
ذی الاربع کی طرف اور بعد ذی الاربع کو بعد ذی الخمسہ
کی طرف رجوع کرسکتے ہیں کیونکہ اگر پہلی صورت میں دو کو قائم
مقام چار کے خیال کریں تو بعد ذی الاربع کی طرف رجوع کرے
اور جو تین کو چھہ کی جگہہ میں تصور کریں تو بعد کثیر الاضعاف کی
طرف رجوع کرے * اور دوسری صورت میں اگر تین کو قائم
مقام چھہ کے فرض کریں تو بعد ذی الخمسہ کی طرف راجع ہو
اور بعد ذی الکل کی شرافت و اصالت میں سے جو زیادت
اُسکی مثال بالفعل سے ہی یہہ ہی کہ وہ بعد اوسط کی طرف واسطۂ
عددی اور واسطۂ تالیفی دونوں سے منقسم ہوتا ہی * لیکن
مراد واسطۂ عددی سے وہ عدد ہی کہ دو عددوں کے بیچ متوسط
اِس طور سے ہو کہ نسبت اُسکی باعتبار قرب و بعد کے دونوںکی
طرف برابر رہے. جیسے چار متوسط ہی درمیان چھہ اور دو کے *
اور عبارت واسطۂ تالیفی سے ایک عدد ہی جسکی زیادت
کی نسبت جو اُسے اقل کے اوپر ہی اور کسی عدد زائد کی زیادت
کی طرف ویسی ہو. جیسی نسبت عدد اقل کی اکثر کی طرف ہی

جیسے چار دو کی نسبت کی برابر اور جو نسبت اُن کے درمیان واسطہٗ تالیفی ہی سو تین اور چھہ کے بیچ ہی کیونکہ زیادت چار کی تین کے اوپر جو واسطہ تالیفی ہی درمیان تین اور چھہ کے ایکھی ہی اور چھہ کی زیادت چار اور دو کے اوپراور نسبت اُن دونون کے بیچ ویسی ہی جیسی نسبت ہی درمیان تین اور چھہ کے * پر بیان پہلی صورت کا اِس طور سے ہی کہ چار کی نسبت دو کی طرف بعد ذی الکل ہی اور جب تین کو جو واسطہٗ عددی ہی اُن کے بیچ لاوین دونسبتین پیدا ہون ایک درمیان دو اور تین کے یہہ بعد ذی الخمسہ ہی دوسری درمیان تین اور چار کے وہ بعد ذی الاربعہ ہی * اور تقریر دوسری صورت کی یہہ ہی کہ نسبت چھہ کی تین کی طرف بعد ذی الکل ہی اور چار کو جو نسبت تالیفی ہی اگر درمیان اُن کے متوسط کرین دو نسبتین حاصل ہون ایک نسبت چار کی تین کی طرف یہہ بعد ذی الاربعہ ہی دوسری نسبت چار کی چھہ کی طرف وہ بعد ذی الخمسہ ہی اور اِسی تفصیل سے نسبت ضعفی بعد ذی الکل کی وجہ تسمیہ اور نسبت تالیفی دونون کی معلوم ہوئی اِسی تمہید کے رو سے معلوم ہوا کہ تمام ابعاد ملائم نسبت

مساوات کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ بعد ذی الکل میں قدر تفاضل مثل بالفعل ہی * اور دوسری صورتون مین مثل بالفعل کے جدا ہونے سے مماثلت بالقوت قدر تفاضل کی جانب سے یا جنکے درمیان تفاوت ہی اُن کی کسی طرف سے یا مماثلت بالذات یا بالواسطہ ہی * جیسے تفصیل اُسکی ہوئی * پس ملائمت کا مرجع مماثلت ہی جو ظل وحدت کا ہی * اور قدیم حکیمون کے نزدیک نسبت کی پہچان اور اُسکی وجہون کے استنباط کرنے اور اُسکے وسیلے سے اور اچھے اچھے علمون کے حاصل کرنے مین بڑا اعتبار ہی پر نسبت عددی اور نسبت ہندسی اور نسبت تالیفی مشہور نسبتون مین سے ہی نسبت عددی سابق تقریر سے معلوم ہوئی اور نسبت ہندسی وہ ہی کہ اول کی نسبت دوسری کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت دوسری کی تیسری کی طرف اِسے نسبت متصلہ کہتے ہیں یا جیسی تیسری کی چوتھے کی طرف ہو اسکو نسبت منفصلہ کہتے ہیں نسبت تالیفی وہ ہی کہ اوسط و اصغر کے درمیان جس قدر تفاوت ہی اُسکی نسبت اوسط و اکبر کی قدر تفاوت کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت اصغر کی اکبر کی طرف ہی جیسے مذکور ہوا اور اُن دونو کے استخراج کے

قاعدے ارثماطیقی کی کتابون مین مذکور ہیں اور علم ہندسہ سے
بھی معلوم ہوتے ہیں * اور اکثر دقیقے علوم کے اور حکمت کے
بہت سے اسرار نسبت کے احکام پر مبنی ہیں فیثاغورس
سے منقول ہی کہ قواعد موسیقی کو آسمانون کی آوازون سے
نکالا اور اُسنے یہہ کہا ہی کہ کوئی خوش آیند نغمہ آسمانون کی
آواز سے نہین اگرچہ اِس بات کو حکیمون کے بعضے فاضلون
نے ظاہر کے اوپر قیاس کیا اور کہا ہی کہ آواز کا سبب ہوا
کے زور شور سے چلنے پر موقوف نہین لیکن شاید اُس سے
بطریق کنائے کے اِس نسبت شریف کی طرف اشارہ ہو جو
حرکات فلکی کے درمیان ہی زمانہ کی جلدروی یا آہستگی کے
مطابق جو اُسکے تابع مین واقع ہی کیون کہ یقین ہی کہ کوئی
ایسی ایک نسبت شریف ہوگی جو مدار ہی عالم کون و
فساد کے انتظام کا * پس تعجب نہین کہ اُس نسبت یا
اُسکے قریب کو اگر نغمون اور آوازون مین تقلید کرین تو
نہایت بہتر اور دلچسپ ہو جسکو خدا نے دانائی بخشی سو
جانتا ہی کہ روح کا متعلق ہونا بدن سے اِس لیئے ہی کہ ایک
نسبت شریف اعتدال کی اجزاے عناصر مین حاصل

ہوئی ہی اور اِسی واسطے جب وہ چھوٹ جاتی وہین
وہ تعلق بھی جاتا رہتا ہی پس حقیقت کے روسے روح عاشق
ہی اُسی نسبت کی اور اسی سبب سے ہی کہ جہان کہین اچھی
نسبت پائی جاے موجب دلچسپی اور رغبت قلبی کا ہو
جیسے خوبصورتی کہ عبارت ہی تناسب اعضا سے اور بلاغت
و فصاحت جو عبارت ایک مناسبت خاص سے ہی اجزاے
کلام کے بیچ اِس وضع سے کہ موافق مدعا کے طریقہ گفتگو کا
محفوظ رہے اور تاثیر نغمون کی بھی بسبب تناسب کے ہی جیسے
بیان ہوا اور تحقیق یہہ کہ وہ ایک معنی ہی اگر اجزای عنصری
مین جو آپس مین ملے ہوئے ہین پائی جاے تو اعتدال مزاج
ہی * اگر نغمون کے درمیان ہو اُسکا نام خوش الحان * اور
جو چال و چلن مین حاصل ہو ناز و کرشمہ * اور اگر گفتگو مین
ظاہر ہو تو فصاحت و بلاغت * اور جو اعضا کے درمیان ہو تو خوب
صورتی * اور اگر ملکات نفسانی کے بیچ ہو تو عدالت ہی * نفس
انسانی ہر ایک مقام مین عاشق و طالب اُسی معنی کا ہی
جس رنگ مین دکھائی دے اور جس لباس کے ساتھہ نمود ہو *
بیت * ہی مجکو چاہ حسن کی وہ جس مکان مین ہو * حیوان مین

نمود ہو یا اِنس و جان میں ہو * جنبے سے یا قبا سے جو ہو اپنی
سج بنا * پہچان لو نگا تیرے تئیں جس نشان میں ہو * تبصرہ *
تفہیم اِس لمعے کی سابق بحثوں کے درمیان معلوم ہوئی کہ مدار
عدالت کا رعایت کرنی اُس مناسبت کی ہی جو وحدت کی طرف
رجوع کرتی ہی * پس جب کہ اعتبار عدالت کا اُن کاموں پر
موقوف ہوا جو عالم معاش کے بندوبست کے وسیلے ہیں تو اُس اعتبار
کی تین قسمیں ہوئیں اِس لیئے کہ وہ کام تین نوع کے ہیں *
ایک وہ ہی جو تقسیم اموال اور بخشش سے تعلق رکھے *
دوسری وہ جو معاملے اور داد و ستد میں ہی * تیسری سیاست
و تادیب سے علاقہ رکھتی ہی * لیکن اُن تینوں صورتوں میں
تناسب درکار ہی * پر قسم اول میں کہتے ہیں جب نسبت
اِس شخص کی اس مال اور اس بخشش کے ساتھہ مانند نسبت
اُس آدمی کے ہی جو مرتبے یا ایسے مال یا ایسی بخشش میں جو
نظیر اُس بخشش کی ہی اُس مال سے برابر آگے ہو پس
یہہ بخشش حق اُسکا ہی اگر کچھ زیادتی یا نقصان اُس میں ہو تو
تدارک اُسکا واجب ہی یہہ نسبت منفصلہ سے تشبیہ رکھتی ہی *
اور دوسری قسم میں کدھی نسبت منفصلہ کو استعمال

بگڑنے اور گدھی نسبت متصلہ کو * بہلی جیسے کہیے تو کہ نسبت اس بزازکی اُس کپڑے سے کیسی ہی جیسے اسس بڑھی کی اُس چوکی سے ہی تو معاوضے مینن کچھ ظلم نہین * اور دوسری جیسے کہے تو کہ نسبت اس کپڑے کی اس سونے کے ساتھہ کیسی ہی جیسی نسبت اس سونے کی اس چوکی سے ہی پس اگر کپڑے کو چوکی سے معاوضہ کرین تو حیف نہین یہہ مثال اخلاق ناصری مین اسی طرح سے مذکور ہی لیکن اُس مین خلل ظاہر ہی ہان اگر نسبت کپڑے کی سونے سے مانند نسبت کرسی کی سونے سے ہو تو معاوضے مین حیف نہین ہوتا ہی و لیکن یہہ نسبت متصلہ نہین ہی جیسے سابق اُسکی تعریف سے معلوم ہوا پر تیسری قسم مین جو نسبت معتبر ہی وہ نسبت ہندسی کی مشابہ ہی جیسا کہیے تو کہ نسبت اسس شخص کی اپنے مرتبے کے ساتھہ مانند نسبت اور ایک شخص کی ہی اسکے مرتبے سے * پس اگر اس شخص سے بہلی پر کچھ ظلم یا کچھ نقصان اُسکا ہو تو اُسی نسبت سے اُسکا بدلا کرنا واجب ہی تا عدالت برقرار رہے * غرض مرتبۂ اعتدال کو نگاہ رکھنا اور اُسس سے امور ناملائم کو دفع کرنا بغیر پہچانے وسط کے حاصل نہین ہوتا * ہرگاہ کہ سابق

تقریرون سے ظاہر ہوا کہ وسط کو دریافت کرنا نہایت مشکل
ہی پس شریعت الٰہی کی طرف جو میزان حق و باطل کی ہی
رجوع کیا چاہیئے تا وحدت حق کا جو ہر اُس سے پورا کرے اور
جب کہ انسان کی طبیعت مقتضی اُسکی ہی کہ شہر و آبادی
مین رہے اور ایک دوسرے سے کاروبار کیا کرے اور
زندگانی اُسکی بغیر شراکت و اعانت کے ممکن نہین اور
مشارکت مین بھی دینا لینا عوض و معاوضہ ضرور ہی * مثلاً
نان بائی کسان کے لیئے روٹی پکانا اور کسان اُسکے واسطے
کھیتی کرتا ہی * اور درزی جولاہے کی خاطر کپڑا سیتا اور جولاہا
اُسکے لیئے کپڑا بنتا ہی * اور اسی طرح کے بہت سے کام ہین
لیکن اِس عالم احتیاج کے جدے جدے کام کے درمیان ایکھی
چیز ایسی جو دونون جانب کی تھامنے والی ہو نہین ہوسکتی
پس اسی واسطے احتیاج ہوئی کہ پیسے کو درمیان لاسئے *
کیونکہ اُسّسے تکفل اُسکا ہوسکتا اور نام اُسکا عادل متوسط ہی
لیکن جب کہ وہ بے زبان ہی اِس لیئے پھر ایک عادل گویا کی
طرف احتیاج ہوئی اور وہ پادشاہ عادل ہی * پس حضرت
حق تعالیٰ نے بنی نوع انسان مین سے ایک پادشاہ کو مقرر کیا

اور سپر و شمشیر سے اُسکی تائید کی کہ اگر کوئی پیسے کی
عدالت سے منکر ہو اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور رسید ھی
راہ سے پھر جاسے تو شمشیر قاطع سے اُسکا سر براہ کرے پس
احتیاط عدالت کی تین چیزون سے متصور ہوتی ہی * ایک شرع
مقدس الٰہی * دوسری پادشاہ عادل * تیسری پیسا * چنانچہ
حکیمون نے کہا ہی * پہلا ناموس شریعت الٰہی ہی * دوسرا
ناموس پادشاہ جو تابع اُسکے ہی کیونکہ دین اور پادشاہی
دونون توامان ہیں * تیسرا ناموس پیسا ہی * اور ناموس اُنکی
زبان مین سیاست کو کہتے ہین * پر ناموس اکبر جو شرع ہی
چاہیے کہ سب اُسکی تبعیت کرین * اور دوسرا ناموس جو
پادشاہ ہی وہ رعایا کی آسایش مین رہے * اور تیسرا
ناموس جو پیسا ہی لازم ہی کہ پادشاہ کے اختیار مین ہو * چنانچہ
نص قرانی مین بھی اُسکی طرف اشارہ ہوا ہی معنے اُسکے یہ ہین
اور ہمنے اُن کے ساتھہ کتاب اور میزان کو اِس لیئے نازل
کیا کہ انسان عدالت پر قایم رہے اور اُتارا ہم نے لوہے کو
اُس مین سخت ڈر اور آدمیون کے لیئے منفعت ہی * کیونکہ
کتاب سے اِشارہ شریعت کی طرف ہی اور میزان سے کنایہ

اُسکا ہی جو ہر ایک شی کے انداز سے کی ترازو اور اُن چیزون
کی نسبت کے پہچاننے کا جنکے درمیان تفاوت ہی سبب ہو
پس اُن مین داخل ہی * اور توجہ سے اشارہ ہی اُس تلوار
کی طرف جو بادشاہ جنگ جو اور ریاست خو کے قبضہٗ
اقتدار مین ہو * پس اُن باتون کے مقابل ظالم تین شخص
ٹھہرے * پہلا بڑا ظالم وہ ہی جو شریعت الٰہی کی اطاعت
نہ کرے وہ بدکار اور کافر کہلاتا ہی * دوسرا ظالم اُس سے
چھوٹا وہ ہی جو پادشاہ وقت کی متابعت سے سر پھیرے
اُسے باغی کہتے ہیں * تیسرا ظالم اُسّے چھوٹا وہ ہی جو عدالت
کی راہ پر کہ پیسے کے سبب بنتی ہی نہ چلے اور اپنے حق سے
زیادہ طلب کرے اُس کا نام چور اور خیانت کرنے والا ہی
لیکن فساد اُن دونون کا تیسرے سے بہت ہی بڑا ہی کیونکہ
جو کوئی شریعت الٰہی کے امر و نہی کے دائرے سے نکلے بار آئینہ
وہ اُن دونون ناموسون مین سے کسی کی اطاعت نہ کریگا
اور اُسّے ہر قسم کے فساد پیدا ہو سکتے ہیں جو شخص کہ
پادشاہ وقت کے حکم سے سر پیچی کرے اور اس آیۂ کریمہ
کے مضمون پر جسکے معنے یہ ہیں * کہ تم اطاعت کرو خدا کی اور

اطاعت کرو اُسکے رسول اور اُن لوگون کی جو تم مین سے صاحب حکم ہین * عمل نہ کرے تو بادشاہ حقیقی کے حلقۂ فرمان سے باہر ہو اور ہر طرح کی بدعت اُسّے متصور ہی اِس صورت مین سب کو لازم ہی کہ بقدر امکان اُسکے دفع کرنے کے لیئے سعی کرین * حکایت * نامور بادشاہون کی اخبار کے لکھنے والون نے تواریخ کی کتابون مین یون نقل کی ہی * کہ ملک شاہ بادشاہ اگلے زمانے کے بادشاہون مین سے اور اُس وقت کی بادشاہت کا سررشتہ اُس کے قبضۂ اقتدار مین تھا پیل گردون اُسکی اطاعت کی عماری اُٹھاتا اور ابلق ایام اُس کے امر و نہی کا تازیانہ سہتا * رمضان کی اُنتیسوین تاریخ کو قصبۂ نشاپور مین اُس نے فتح کے جھنڈے بلند کیے اور صفحۂ خاطر کو ہر ایک نوع کی کدورت سے پاک و مصفّا کیا * شام کے وقت جون ہین شاہ خورشید ملک مغرب کی طرف متوجہ ہوا اور خیمۂ زرین کو دریا کے کنارے پر کھڑا کیا اور دن کے شور و غوغا کے سبب غروب کے خلوت خانے مین آرام فرمایا اور روزہ دارونکی آنکھین یعقوب کے مانند یوسف عید کے انتظار مین دن کی مثال سفید ہو گئین تھین چاہتے تھے کہ ہلال عید

جو یوسف کنعانی کی آبرو کے برابر ہی پیشانی فلک پر نمود ہوا اس لیئے اپنے اپنے سینے کی انگیٹھی مین لبان ہوس کا آتش اشتیاق سے جلاتے تھے اور مارے گرسنگی کے بدحواس ہو رہے تھے * نہایت گھبراہت سے ہر ایک شخص چاند دیکھنے کو چھت کے اوپر چڑھا از بسکہ غلبۂ خیال سے ہر ایک کھرا مینہہ کا اُنکی آنکھون مین ہلال کی مانند نظر آیا * بیت * یان تک سما گیا تو دل بے قرار مین * تیرے سوا نہ سوجھے کچھ اِس چشم زار مین * القصہ درگاہ کے مقربون نے عید کے لالچ سے شرع کے مقدمون اور دین کی شرطون سے آنکھہ چھپا کر بادشاہ کے حضور عرض کی کہ عید کا چاند نظر آیا اور شاہ کو اپنے لائے کہ ارشاد ہوا شہر مین منادی پھیر دین کہ کل عید ہی اُس عصر مین امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک جوینی جو بڑے مجتہدون مین سے اور امام شافعی کے چچیرے بھائی اور امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی کے استاد ہیں مسند نشین فتوا و اجتہاد کے تھے * جب اِس ماجرا سے واقف ہوئے فی الفور اعلام کیا کہ ابو المعالی کہتا ہی کہ کل رمضان ہی جو کہ میرے فتوا پر عمل کرے چاہیئے کہ صبح روزہ رکھے * جب بادشاہ کے

حواسشیون کو اُسکی خبر ہوئی اِس بات کو بری طرح سے اظہار
کیا اور عرض کی کہ ابو المعالی نے خلاف حکم سلطانی کے کیا
ہرگاہ کہ عوام خلائق اِس دیار کے اُسکے معتقد ہیں اُسی کے فتوا پر
عمل کرینگے یہہ حرکت دولت بادشاہی کے لائق اور آپ کی
شان کے موافق نہیں بادشاہ اسبات سے بہت غصے ہوا لیکن
ازبسکہ نیک ذات اور درست عقیدہ تھا اور اہل علم کی عزت
اپنے اوپر فرض جانتا اور اپنی استعداد کے مطابق امام الحرمین
کے رتبے سے بھی واقف تھا * ارکان دولت سے کہنے لگا کہ
تم جاؤ * امام کو مہربانی اور حرمت کے ساتھہ میرے آگے لاؤ *
ہرچند وے کہنے لگے کہ اُسنے حضرت کا حکم نمانا پھر اسکو حرمت
سے کیوں بلاییے * ارشاد ہوا کہ جب تک اُسکی بات نہ سنوں
میں ایک خبر کے سنتے ہی ایسے بزرگ کو بے حرمت نہیں کرسکتا
ہوں * الغرض جب امام الحرمین کے پاس فرمان پہنچایا
جو کپڑے کہ گھر میں پہنے ہوئے تھے اُسی کپڑے سے بارگاہ
سلطانی میں آئے * چوبداروں نے حضور میں عرض کی کہ
امام نے اتنی نافرمانی پر اکتفا کیا * گھر میں جس لباس سے تھا
اُسی لباس کے ساتھہ بارگاہ معلی میں حاضر ہوا * اور محفل شاہی کا

کچھ ملاحظہ نہین کرتا ہی * بادشاہ یہہ سنکر زیادہ غصّے ہوا اور دیوان خانے کے داروغہ کو بھیجا کہ کس لیئے اِس حالت سے آتا ہی کیا نہین جانتا کہ بادشاہونکی مجلس مین اِس طور سے جانا بے ادبی ہی * تب امام آواز بلند سے کہنے لگے کہ بادشاہ کو لازم ہی کہ اپنی بات کا جواب آپ ہی سنیے * اِس لیئے کہ اورون کو مقدور نہین جو تقریر اُسکی بخوبی حضور مین عرض کرین * غرض جب حضور تک پہنچا کہنے لگا ای بادشاہ مین اِسی کپڑے سے نماز ادا کرتا ہون اور درست ہی * تو جس لباس سے خدا تعالی کی بندگی مین حاضر ہو سکیے وہ بادشاہ کی بندگی کے بھی لائق ہی لیکن جب کہ عادت اِس طرح کی ہی کہ ایسے کپڑون سے شاہون کے حضور نہین جاتے دل مین گذرا کہ پاس ادب کا کرون اچھے کپڑے اور رموز سے پہن کر حاضر ہون پر جس وقت حکم عالی پہنچا اِسی لباس سے مین بیٹھا ہوا تھا ڈرگیا کہ جب تک کپڑے بدلون اور کچھ دیری ہو تو بہ سبب اُسکے فرشتے میرے نام کو بادشاہ اسلام کے باغیون کے دفتر مین لکھین بلکہ اسی پایجامے سے جو مین پہنے ہوئے بیٹھا تھا اگر آتا تو بادشاہ کے حکم بجالانے کے لیئے جلدی کے ثواب سے محروم نہوتا * بادشاہ نے

فرمایا اگر اطاعت سلطانی کو اس مرتبے سے تو واجب جانتا ہی * تو میرے حکم کے برخلاف کسواسطے منادی پھروانا ہی * جواب دیا کہ جو بات فرمان بادشاہی سے علاقہ رکھتی ہی اُسکا مجھے قبول کرنا واجب ہی * پر جسکا تعلق فتوا سے ہی لازم ہی کہ مجھہ سے پوچھین * کیونکہ احکام شرعی اور رسوم دینی مین حکم علماہی کا ہی * روزہ رکھنا عید کرنا فتوا سے علاقہ رکھتا ہی نہ سلطان کے حکم سے * جب یہہ باب ذہن نشین سلطان کے ہوئی غصّے کی آگ رضامندی کے پانی سے بجھائی اور امام کو انواع نوازش وبخشش کے ساتھہ رخصت کیا الحمد للہ کہ اس زمان فرخندہ اوانمین جو شاہزادۂ عالمیان کی صبح ظہور کا نور حضرت صاحب قرانکی یمن دولت اور حضرت بادشاہ کی تاثیر عدالت سے اللہ تعالیٰ اُنکا ملک اور غلبہ ہمیشہ رکھّے کہ عالم اُنکی عدالت گستری اور شریعت پروری سے روشن اور گریبان افلاک اُنکی مرحمت و مہربانی سے معطر ہی گروہ خلایق کی مصلحتون کا مدار اور احکام شریعت غرا کی اصل ہی جب تلک ہلال سلطانی خورشید کے ساتھہ تربیت سے مدارج کمال کو پہنچے حق سبحانہ تعالیٰ حضرت سلطان سلیمان مکان اصف

نشان کے ہلال دولت کو حضرت صاحب قران سکندر زمان
مخدوم اکابر دوران کے پرتو انوار مین پہنچا کر زوال کے چشم
زخم سے محفوظ اور آسمان اُبہت و جلال کے اُن دونون
نیرون کے سعادت و اقبال کے ستارون کو مغرب وبال کی
علامت سے مامون رکھے * مثنوی * الٰہی تو میری دعا کر قبول *
بحق پیغمبر و آل رسول * تنویر * حکیم ارسطاطالیس نے
کہا ہی کہ عدالت فضیلت کے جز کے برابر ہی بلکہ وہ تمام فضیلت
ہی * اور ظلم جو مقابل اُسکے ہی رذیلت کے جز کے مقابل ہی
بلکہ وہ سر تا پا رذیلت ہی * لیکن عدالت پہلے شخص اور
اُسکے خصائل سے علاقہ رکھتی ہی جیسے اُسکی طرف اشارہ
ہوا ہی پھر اُسکے شریکون کے ساتھہ اہل خانہ یا شہر کے
رہنیوالون مین سے ہون * اِسی واسطے پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا ہی * کہ ہر ایک تم مین سے اپنے اعضاے
جسمانی اور قواے نفسانی کا نگہبان ہی * وہ قیامت مین پوچھا
جائیگا اُنکے احوال سے * اور جب فرمایا کہ عادل لوگ منبر کے
اوپر حق سبحانہ تعالیٰ کے نور کی مثال ہین * صحابیون نے پوچھا
وے کون آدمی ہین * فرمایا وے جو پہلے اپنے حق مین اور اپنی

اولاد کے حق مین عدالت کرین * پھر اُن کے حق مین جو اُنکے مالک مین اور اُنکے تابع فرمان رہین * حکیمون نے بطور تمثیل کے کہا ہی * جو چراغ کہ اپنے پاس ہی اگر اُسے روشن نہین رکھہ سکتا ہی پس جو کہ اُس سے تفاوت ہی بطریق اولی اُسکو روشن نہین رکھہ سکیگا * یعنے جو کوئی اپنی اور اپنے خصائل اور اعضا کی عدالت سے عاجز رہے پھر اُس سے اہل خانہ اور شہریون کی عدالت متصور نہین ہی * چاہیئے کہ پہلے اپنے تن بدن کی عدالت سے خبردار ہو اور افراط تفریط کی مضرت سے احتراز کرے بعد اُسکے گھر کے لوگون یا شہر کے رہنے والون سے وہی طریق سلوک رکھے اور نائب خداوند تعالی کا کہلاے * حکیمون نے کہا ہی کہ جب خلق اللہ کے بندوبست کی ڈوری ایسے بزرگ کے قبضۂ اقتدار مین رہے تو زمانے کے انتظام کا سر رشتہ بخوبی مستحکم ہو * اور اُسکے مبارک دور کی تاثیر سے کھیتی اور نسل مین برکت پیدا ہو * روایت ہی کہ کسری کے خزانے مین ایک تھیلا پایا اُس مین گیہون کے دانے ازبسکہ بڑے بڑے چھوہارے کی مثال تھے اُس تھیلے پر لکھا تھا کہ جس زمانے مین بادشاہون کی عدالت

نہایت کامل تھی برکت اِسس مرتبے مین تھی * درست ہی کہ اِس زمان واضح برہان مین حضرت خاقان صاحب زمان کی عطوفت و رحمت کی برکت سے تھوڑی مدت کے بیچ ہر طرح کی جمعیت و خاطر جمعی اہل بلاد اور کافہ عباد کو پہنچی اور ملکون کا میدان جو ظالمون کے ظلم سے پایمال ہلاکت کا ہو گیا تھا آبادی پر آیا یہہ نشانی نزول رحمت اور علامت حصول برکت کی ہی * بیت * خدایا تو ملک اِسے آباد رکھہ * دل خلق کو خرم و شاد رکھہ * ساتوان لمعہ * عدالت کی قسمون مین * ارسطاطالیس نے تقسیم اِسکی تین قسمون سے کی ہی * ایک وہ ہی کہ اسپر اقدام کرنا اِس لیئے ہی کہ حق تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کیا جاے کیونکہ اُسکی مہربانی نے بے سابقہٗ استحقاق کے خلعت وجود کے بیتئین ہر ایک موجود کو انعام فرمایا * اور اپنے خزانۂ احسان مین سے اِس عالم امکان کی ہر ایک شی کو بے شمار نعمتون سے نوازش کیا * پس اقتضا عدالت کا یہہ ہی کہ ہر ایک متنفس اپنے اور اس حق کے درمیان جو لازم ہی اُسی کے بجالانے مین طریق مستحسن کو نگاہ رکھے اور اُسکی بندگی کے چلن مین کسی طرح سے قصور نہ کرے * دوسری وہ جو

اقتضا

متعلق ہی اپنی نوع کے بشر کلو سے مثلا بادشاہوں کی تعظیم * علما
اور آیمۂ دین کی تکریم کرنی * آمانتون کو پھیر دینا * معاملے مین
انصاف کرنا * تیسری وہ ہی کہ جو گذرے اُنکے حق سے ادا ہونا
اِس طور پر کہ اُن کے اموال مین سے اُنکے قرضون کو آدا کرے *
وصیتون کو بجالاے اور جو اُسکی مثال سے ہو * جو شخص احکام
شریعت سے آگاہ اور پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کے اخلاق
سے خبردار ہی سو جانتا ہی کہ حضرت نے بہ حکم اسکے کہ ہر قسم
کی زبان اُن کو عنایت کی ہی * اکثر مقام مین عبارت فصیح
اور اشارۂ صریح سے اقسام عدالت کا بیان فرمایا اُن مین سے
ایک اشارہ یہہ ہی * کہ فرمایا ہی تعظیم خدا کے حکم کی اور مہربانی
خلق اللہ کے اوپر * جاننا چاہیئے کہ یہہ عدالت کی تمام قسمون پر
مشتمل ہی کیونکہ رعایت کرنی عدالت کی یا اُن چیزون مین
ہی جو بندے اور اُسکے پروردگار کے درمیان ہین * فقرہ اولی
سے اشارہ اُسکی طرف ہی یا اُن چیزون مین جو اُسکے اور
دوسرے آدمیون کے بیچ ہین * اور اُسکی طرف فقرہ ثانی سے
کنایہ ہی * اور دوسری حدیث مین فرمایا جسکے معنے یے ہین
کہ دین نیکی کرنی ہی * لوگون نے پوچھا کسکے واسطے فرمایا خدا

اور اُس کے رسول کے واسطے اور سب مومنون کے لیئے * عاقل
دانا جانتا ہی کہ اتنی حکمت شریف کو ایسی مختصر عبارت
مین اس فصاحت و بلاغت کے ساتھہ سوا اِس ادیب کامل
کے جسنے مکتب سے اسکی کہ میرے پروردگار نے میرے تئین
ادب سکھایا پس آداب میرے اچھے ہوے * ادب سیکھا ہی
کون بیان کرسکتا ہی * اسی واسطے حکماے متاخرین جب شریعت
محمدی کی حقیقتون سے آگاہ ہوئے اور انھون نے دیکھا کہ وہ تمام
حکمت عملی کی تفصیلون پر مشتمل ہی تو حکیمون کی سب باتونکی
تفتیش اور انکی تمام کتابون کے تتبع کرنے کو فضول سمجھا * بیت *
جو دیکھا باغ بان کا قد و بالا * اُٹھایا سرو گلشن سے دل اپنا *
عبادت الٰہی کی تحقیق مین گفتگو یہہ ہی کہ حق سبحانہ تعالی نے
قوا و اعضا مین سے ہر ہر کو ایک ایک غرض کے لیئے خلق کیا ہی *
تا سب ملکر کمال حقیقی کے حاصل کرنے کے لیئے جو غرض اصلی ہی
سبب ہون یعنے خلافت الٰہی جو عبارت بادشاہت سے ہی
اُسکے اسرار پر وقوف حاصل ہو * چنانچہ مطالع کے درمیان اشارہ
اِسکی طرف ہوا ہی پس ان قوتون اور اُن اعضا کو اُنکی
غرضون مین صرف کرنا عبادت اور عدالت اور شکرگذاری

ہی * اور سوا اُن کے متوجہ کرنا گناہ اور ظلم اور ناسپاسی ہی *
جب کہ اُسکا التزام کرنا نہایت مشکل ہی حق سبحانہ تعالی نے اپنے
کلام بلاغت انتظام کے درمیان اُنکے اوصاف مین فرمایا کہ میرے
بندو نمین سے شکر گذار تھوڑے ہین * لیکن ہر ایک قوت و عضو کو
کس کام مین مصروف رکھیئے تفصیل اُسکی شریعت محمدی
مین شرح وار ہوئی ہی * اسی طرح سے آدمیون کے حقوق بھی
معاملہ اور نکاح اور قتال و قصاص کے ابواب مین مشروح ہو چکے
ہین وہان سے معلوم کیا چاہیے پر عدالت کی وجھون مین سے
بڑی وجہ عدالت بادشاہی ہی کیونکہ وہ عدالت کی سب
صورتونکی جامع ہی اس لیئے بغیر اس کے کسی شخص کو مقدور
عدالت کا نہین ہو سکتا * بالفرض اگر ہو تو نہایت مشکل سے *
کیونکہ تہذیب اخلاق کی اور بندوبست خانہ داری کا بھی انتظام
احوال سے علاقہ رکھتے ہین اور باوجود اتنی فکر ذکر اور محنت
و مشقت کے خاطر جمعی جو وسیلہ تحصیل کمال کا ہی میسر کہان *
جیسا کہ اخبار مین آیا ہی کہ اگر بادشاہ عدالت اختیار
کرے تو ہر ایک بندگی کے ثواب مین جو رعایا سے ہو شریک
رہے * اور جو ظلم اختیار کرے تو ہر معصیت کے وبال مین اُنکے

ساتھہ برابر ہو * اور حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہی کہ قیامت کے دن پادشاہ عادل خدا کے مقرب بندون مین سے ہوگا اور سلطان ظالم اُسکی رحمت کی بارگاہ سے دور رہیگا * حدیث مصطفوی مین وارد ہوا ہی کہ ایک گھرٹی کی عدالت ستر برس کی عبادت سے بہتر ہی اِس لیئے کہ ایک ساعت کا عدل تمام ملکون کے درمیان ایک دم مین پھیل جاتا اور مدت تلک اُسکا چرچا رہتا ہی * عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ اگر مین جانتا میری کوئی دعا مقبول ہی تو بادشاہ کی نیک خوئی کے لیئے دعا کرتا کہ نفع اُسکا تمام خلائق کو پہنچے * جب کہ عدالت کی اِس نوع کی تفصیلین سیاست مدن سے مناسبت رکھتی ہین اِس مقام مین اِسی قدر اختصار پر اکتفا کیا اور اِس بحث مین لوگون نے اعتراض کی ہی کہ تفضل محمود ہی اور عدالت مین داخل نہین کیونکہ عدالت عبارت ہی برابری سے اور تفضل زیادہ * سابق معلوم ہوا کہ اعتدال کی حد سے تجاوز کرنا افراط سے معلوم ہو یا تفریط سے مذموم ہی * پس چاہیئے کہ تفضل مذموم ہو * جواب اُسکا اس طور سے دیا ہی کہ تفضل عدالت کے باب مین احتیاط

مصطفوی

کی قسم سے ہی تا اُسکی نقصانی سے ایمن رہے * اور ہر ایک
مالکے کے توسط مین احتیاط کرنی ایک طور پر نہین * چنانچہ سخاوت
مین جو وسط ہی اسراف و بخل کے بیچ احتیاط اُسکی زیادت
کی طرف میل کرنے سے ہوتی ہی * اور عفت مین جو وسط ہی
درمیان بدکاری اور پارسائی کے نقصانی کی جانب میل کرنے
سے اور تفضل متحقق نہین * مگر بعد رعایت کرنے شرایط عدالت
کے اس طور پر کہ پہلے حد استحقاق مین ہو بعد اُسکے احتیاط کی
جانب مین پھر زیادتی اُس مین ضم کی جاسے * اور اگر کسی
نے اپنے تمام اموال کو بیجا مصرف مین خرچ کر ڈالا اُسے متفضل
نہ کہینگے بلکہ وہ مبذر ہی * پس تفضل عدالت ماموں اور متفضل
عادل محتاط ہی شرافت اُسکی اس سبب ہی کہ یہہ طریق
عدالت کے باب مین مبالغہ اور احتیاط ہی نہ اس سبب سے کہ
خارج ہی * یہہ وہ جواب ہی جو قوم نے دیا ہی لیکن یقین ہی کہ
داناؤن کو یاد کرنے سے اُن باتونکے جو اس فن کے توسط معتبر مین
مذکور ہوئین اُسّے بہتر جواب حاصل ہو * جاننا چاہیئے کہ تفضل کو
عدالت مین کدھی اختیار کرتے ہیئن تا موجب نقصان اپنے حق
کا نہو کیونکہ اگر درمیان دو شخص کے حکم کرے تو کسی

جانب میں تفضل متصور نہو * حالانکہ رعایت کرنی اصل اعتدال اور مطلق مساوات کی لازم ہی * **تنفاویر** * حکیمون سے ایک گروہ نے کہاہی کہ اگر رابطہ محبت و اخلاص کا آدمیونکے بیچ مربوط رہتا تو سلسلۂ عدالت کی طرف احتیاج نہوتی کیونکہ اہل معاملے میں سے بسبب ربط و اتحاد کے ایک دوسریکی رضاجوئی اختیار کرنا اور کوئی کسی کے حق میں طمع نکرتا * تحقیق اسبات کی یہہ ہی کہ رابطہ اخلاص کانہایت مستحکم ہی رابطۂ عدالت سے کیونکہ محبت ایک وحدت جبلی داخل طبیعت ہی اور عدالت ایک وحدت قسری اُس سے خارج ہی * ساتھہ اُسکے عدالت بغیر محبت کے منتظم نہین ہوتی * پس پادشاہ مطلق محبت ہی اور عدالت اُسکا نائب ہی اُس معنی کا یہہ ہی محبت اِس آیۂ قدسی کے رو سے جسکے معنے یہ ہین * کہ مین ایک گوشۂ مخفی مین تھا پس چاہا مین نے کہ پہچانا جاؤن تب پیدا کیا مین نے خلق کو ایجاد آشیا کا سبب ہی * پس دوام اور انتظام بھی اُسی پر مبنی ہو سکتے ہین * بیت * بلبلے ای عشق کہن سال تو ہمدم نوہی * تیرے فرمان کے تابع ہی ہر اک پیر و جوان * اگر خدا تعالی چاہے تمام بحث محبت کی حکمت منزلی مین

آدیگی * اٹھوان لمعہ * فضیلتون کے حاصل کرنے مین * حکمت کے بیچ مقرر ہوا ہی کہ مبادی ان حرکتون کی جو کمالات کی طرف پہنچاتی ہی یا طبیعت ہی یا صناعت * اول جیسے حرکت نطفے کی اطوار مختلفہ پر یہان تک کہ کمال حیوانی کو پہنچاسے * ثانی جیسے حرکت چوب کی اوزار کے وسیلے سے یہان تک کہ کمال تخت کو ملا دے لیکن طبیعت صناعت کے اوپر مقدم ہی کیونکہ طبیعت بے مداخلت ارادۂ انسانی کے مبادی عالیہ سے اخذ فیضان کرتی ہی بخلاف صناعت کے اِس لیئے کہ تعلق اُسکا ارادہ انسانی سے ہی * پس طبیعت گویا صناعت کا استاد اور معلم ہی اور جیسی نسبت کمال طبعی کی مبادی عالیہ کے ساتھہ ہی ویسی کمال صناعی کی نسبت طبیعت سے ہی پر نسبت اُسکی صناعت سے باعتبار تقدیم و تاخیر اسباب کے اور اُسکی تدبیر مین ایک وجہ مناسب سے ہوسکتی ہی تا جو کمال کہ فعل طبیعت کے اوپر تقدیر الٰہی سے مترتب ہی صناعت سے تدبیر انسانی کے سبب حاصل ہو یا وہ زیادتی جو صناعت کو ہی وہ حاصل ہونا اُن کمالات کا ہی جو ارادے اور مشیت سے علاقہ رکھتے ہین * مثلاً جب انسان جانور کے بیضے کو موافق گرمی مین

جیسے چھاتی کی گرمی ہی سواوے تو بہت سے بچے ایکبارگی پیدا
ہون کہ برابر اُسکے جانور کے ازخود سینے سے ایکبارگی پیدا
ہونا مشکل ہی * جب تمہید اِسس مقدمے کی ہوئی تو اب
مین کہتاہون کہ جب مہذب کرنا اُن خلقون کا جن پر نظر اہل
فن کی مقصور رہی امر صناعی ہی * تو البتہ اِسس بات مین
طبیعت کا اقتدا اِسس طور پر کیا چاہیئے کہ جو ترتیب وجود مین
مقدم ہو اُسے تہذیب اخلاق مین بھی مقدم رکھین اور
جو کوئی قوتون کے مراتب مین تامل کرے تو اُسے معلوم ہو
کہ لڑکے کو جو قوت پہلے حاصل ہوتی ہی وہ طلب کرنا غذا کا ہی
اِس لیئے کہ جو نہین وہ پیدا ہوتا ہی تو دودھ کی طرف متوجہ
ہوتا ہی یہہ صرف الہام ربانی سے ہی کیون کہ اُسس خالق نے
فرمایا ہی کہ مین نے ہر ایک شخص کو اسکی پیدایش عطا کی پھر
اُسے راہ بتائی اور جب قوت اُسکی زیادہ ہونے لگتی ہی
تو اُسکے طلب کرنے مین چلانے اور رونے اور اُسکی مانندون سے
توسل ڈھونڈھتا ہی پر اوائل مین بسبب حکم اجمال کے امور متشاکلہ کے
درمیان جیسے ماں کی اور اُسکے غیر کی صورت ہی امتیاز نہین کر
سکتا پھر جب اُسکی خواہش ظاہری اور باطنی مین جون جون

قوت آتی جاتی ہی خیال اُسکا اُن شکلون کے یاد رکھنے پر جنھین
وہ دیکھتا ہی قادر ہوتا اور مطالب کی صورتون کو جو حواس کے
وسیلے سے اُس کے دل مین گذرین اُنکی درخواست کرتا ہی
جیسی خصوصیت ماکی اور اُسکے غیر کی ہی اور اس قوت کے
کامل ہونے سے ایک نوع کمال قوت غضبی کی اُس مین پیدا
ہوتی ہی تا اُس کے وسیلے سے دفع ضرر کا اور مزاحم و مانع کی
صورت مین مقصد پانیکے لیئے نہایت مقاومت کرے پھر جو
اسکے ٹالنے کو استقلال نپاوے تو شور و فریاد اور اپنے غیر کی
اعانت سے کمک ڈھونڈھے * پھر جب یہہ قوت پوری ہوتی ہی
تب نفس ناطقے کا ایک اثر خاص جس کا نام قوت حیا ہی
اُس مین ظاہر ہوتا ہی اور وہ نتیجہ تفرقہ کرنے کا ہی درمیان
نیک و بد خوب صورت و بد صورت کے اور یہہ قوت بھی آہستہ
آہستہ مراتب کمال کی طرف ترقی کرتی ہی * پھر جب قوت
شہوی اور قوت غضبی شخص کین اُس کمال کو جو اُسکے لائق
ہی پہنچاتی ہی تب وہ قصد نوع کے باقی رہنے کی کرتی ہی * مثلا
پہلی قوت بسبب کھانے پینے اور بڑھنے کے جب اُسکو ایک
مرتبۂ کمال کی طرف نزدیک کردے تو وہ چاہتا ہی کہ ایک اور

جس شخص کو پیدا اگر سے اس لیئے کہ بسبب اُسکے نوع باقی رہے تب مادّہ منی کا اس مین پیدا ہوتا اور خواہش نکاح اور جنے جنانے کی کرتا ہی * اور دوسری قوت جب اسکے حافظے مین قرار اور مضبوط ہو تب امور ناموافق کے دفع کرنے کے لیئے اور مذہب و ملت کی حرمت کی پاسداری اور سیاسات وغیرہ کے واسطے جنکے فائدے انواع کی طرف رجوع کرتے ہین سعی کرتا ہی لیکن تیسری قوت یعنے قوت تمیز جب جزئیات کے درک کرنے سے مستحکم ہو تب کلیات کا تعقل اور انواع و اجناس کا تصور کرنے لگتا ہی * پھر جب اسپر قادر ہوا تب وہ اسم عقل کا مصداق ہوتا ہی * پھر ان کمالون کے ظاہر کرنے مین جو خاصہ انسانی ہی شروع کرتا ہی یہی وقت انسان بالفعل ہونے کا آغاز ہی پر اسکے آگے اسکو انسان کہنا ایسا ہی جیسے کیری کو آم کہنا اور اسی مرتبہ کے بیچ ان کمالون مین جن کا تعلق طبیعت کی تدبیر سے ہی منتہی ہوتا ہی * اور یہہ مرتبہ تدبیر صناعی کی ابتدا ہی یہان تک کہ اس کمال اصلی کو جو اقصی مراتب انسانی کا ہی اور اسکی تعبیر مطالع کے درمیان نیابت خدا یعنے بادشاہت سے کی ہی پہنچے * پس طالب کمال کو لازم ہی کہ اسی طریق

سے تحصیل کمالات میں رہے اور پہلی قوت شہوی کو مہذب کرے تا اس کے سبب ملکہ عفت یعنی پارسائی حاصل ہو بعد قوت غضبی کو تا کہ شجاعت حاصل کرے تب پیچھے تکمیل قوت تمیز کی کرے یہان تک کہ حکیم کہلاوے * پس اگر اتفاقاً ابتداے پیدایش میں قانون حکمت کے طریقے سے تربیت پائی ہو تو اس سے کیا بہتر لیکن اُن قوتونکا یاد رکھنا اپنے اوپر واجب جانے اور شکر اس نعمت عظمی کا اُس حکیم مطلق کی درگاہ میں بجا لاوے اور جو برعکس اِسکے پرورش پائی ہو تو نا اُمید نہوا چاہیے بلکہ آیندہ اُسکے تدارک میں ہمیت مصروف رکھے * جانا چاہیے کہ بغیر اُن لوگون کے جنکی خدا نے تائید کی ہی اور بحکم اِس آیہ قرآنی کے جسکے معنے یے ہیں * کہ اللہ نے مجھے گمراہ پایا پس تیرے نہیں ہ ایت کی انہیں کمال خلقی اور فضل غیبی کے وسیلے سے عمل کسبی اور فکر بشری سے مستغنی کیا ہی کوئی شخص وضیات کمال کے ساتھہ مخلوق نہیں ہی اور اُسکے حاصل کرنے کے لیئے محنت و مشقت سے بھی مستغنی نہیں اگرچہ بہ سبب تفاوت استعداد کے کوئی بہ آسانی حاصل کرتا اور کوئی بدشواری * پس جیسے خطاط اور تاجر کو پہلے مشق لکھنے اور کاروبار کی چاہیے

یہان تک کہ کاتب یا تاجر ہو ویسے طالب فضیلت کو اُنکا ہون
پر جو موجب اُسکی تحصیل کا ہی اقدام کرنا لازم تاوہ ملکہ اُسکو
حاصل ہو یہہ صناعت فن طبابت کے ساتھہ مشابہت تام رکھتی
ہی کیونکہ منظور نظر طبیب کا حفاظت کرنا اعتدال مزاجی کا ہی
جب تک کہ ممکن ہو * اور اعادہ کرنا اُسکا بعد زوال کے اور اس فن کے
طالب کرنے والے کا قصد اعتدال خلق کی احتیاط کرنی ہی پھر اسے
حاصل کرنا بسبب اختلال کے بلکہ یہہ علم حقیقت کے رو سے
خود طب روحانی ہی جیسے سابق مذکور ہوا * یہین سے ہی کہ
جالینوس حکیم نے حضرت عیسی علیہ السلام کو لکھا تھا کہ یہہ نامہ
طبیب بدنی سے طبیب روحانی کو پہنچے * پس جیسے علم طب
کے دو جز ہین * ایک احتیاط کرنی صحت کی * دوسرا بیماری کو
دور کرنا * ویسے اس فن کی بھی دو قسمین ہین * ایک وہ جو
فضیلت کی محافظت سے تعلق رکھے * دوسری جو دفع رذیلت کے
لیئے کام آوے * پس طالب کو پہلے اُن تینون قوتون میں نظر کرنا
لازم ہی جنکا ذکر سابق مذکور ہوا * اگر اُن سبھونکا احوال اعتدال
کے طور پر ہی تو اُسکی محافظت کی سعی کیا چاہیئے * اور جو اُس
سے منحرف ہو تو اُسکے بدلنے میں کوشش کرے * جب اُنکی

تہذیب سے فراغت ہو تو قوانین عدالت کی حفاظت مین مقدور بھر سعی بلیغ کرنا واجب جانے یہان تک کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہو * اور ہمیشہ اپنی اوقات کو اُس مین مصروف رکھے تب کمال حقیقی کے نہایت مرتبے کو پہنچ جائے * نوان لمعہ * صحت نفسانی کی محافظت مین * جب روح کو نہین کسی نوع کی فضیلت حاصل ہو تو اُسکی حفاظت کرنی اور اُس قوت فاضلہ کو اپنے اختیار مین رکھنا اور اچھے اچھے آدمیون سے صحبت و ملاقات رکھنی اور بُرے لوگونکی مجلس سے احتراز کرنا واجب ہی کیونکہ اپنے یار و مصاحب کی خوئین طبیعت مین جلد اثر کرجاتی ہین * اِسی واسطے حکیمون نے کہا ہی کہ طبیعت گویا چور ہی یعنے اپنے ہمنشین کے اخلاق کو پوشیدہ لے لیتی ہی اور جیسے بدون کے اختلاط سے اپنے تئین بچانا واجب ہی اُسی طرح سے اُنکی باتون سے بھی خصوصاً اُن کلامون سے جنھین اُن کے خیال اور وہم باطل تراش کر اُنکو بناوٹ مین رکھتے ہین کیونکہ ویسی ایک مجلس مین بیٹھنا یا ویسی ایک بات کو سننا اِس شیوے مین اتنی بدیان مزاج مین آجاتی ہین کہ اُنسے چھوٹنا سوا ایک مدت کے اور بہت سی تدبیر کے میسر نہین ہوتا * اور اکثر ہی کہ ہمہ صحبت

علما و دانشمند کی بھی گمراہی کا سبب ہو جاتی ہی* اور علم فقہ
مین جو مقرر ہوا ہی کہ اُن شعرون کا پڑھنا جو بری باتون پر مشتمل
اور اُنمین طبیعت کی رغبت ہوا و حرص کی طرف ہو حرام ہی* سو
اِسی حکمت کی طرف رجوع کرتا ہی اور اسباب سرور کے جو کچھ
شراب خوارون کے شعار ہین انکا حرام ہونا بھی اِسی قسم
سے ہی کیونکہ عمل کرنا اُن چیزونکا موجب ہی شہوت پرستی
اور بدکاری کا* بھید اُسکا یہہ ہی کہ پیدایش اِنسانی مین بسبب
علاقہ بدنی کے روح کو قواے جسمانی کے ساتھہ بھی نسبت ہی
اور اسباب شہوت و غضب کے اِسمین داخل
ہین پھر ہوا و حرص کی طرف رغبت کرنی کسی ہی جیسے
نیچے اُترآنا کہ اُسمین کچھہ تکلف نہین اور فضیلات کا قصد
کرنا کیسا ہی جیسا بلندی پر چڑھنا* پر یہہ بدون محنت شاقہ
اور تکلیف تامہ کے متصور نہین یعنے بغیر ترک کئے ہوا حرص
جسمانی کے میسر کہان* ع* آسمان سروری یارو بہت ہی
دور ہی* یہین سے ہی کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام کی
حدیث مین آیا ہی کہ* بہشت احاطہ کی گئی مشقت اور ریاضتون
سے اور دوزخ ہوا و حرص اور خواہشون سے* جاننا چاہیئے

کہ دوستون سے آمیزش کرنی اور ہنسنا بولنا ایک
آنداز موافق کے ساتھہ بہتر ہی بلکہ وہ زیادہ الفت اور محبت
دائمی کا سبب ہوتا ہی * جیسے اور خلقون کی دو دو طرف ہیئن
ویسے اِسکی بھی دو جانب ہیئن * طرف افراط کو جھوٹھہ اور
مسخرا پن اور بے غیرتی کہتے ہیئن * اور جانب تفریط کو بے مزگی
اور بدکاری اور پشیمانی * پس یے دو طرفین مانند اور طرفون
کی مذموم ہیئن اور مرتبہ وسط کا محمود اُسکا نام کشادہ روئی
خوشی خوئی خوش طبعی اور ظرافت ہی اور اِس حد کے
نگاہ رکھنے والے کو خندہ رو خوش خو خوش طبع اور ظریف کہتے
ہیئن * حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس عظم
شان کے ساتھہ مزاح کرتے تھے لیکن سچ ہی بولتے * اور
امیر المومنین حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ بھی باوجود
اُس مرتبۂ ولایت کے ہنسی اِس مرتبے سے کرتے کہ وسے
تینون خلیفہ کے بعد جب مسند امامت پر بیٹھے سلمان فارسی
رضی اللہ عنہ سے کچھہ ہنسی کی بات کی تب اُن نے کہا یہہ وہ
ہنسی ہی کہ اِسنے تمکو سب کے پیچھے ڈالا سبب اِسکا یہہ ہی
کہ حضرت کی خلقت مین عشق ولایت کا جو موجب جذبۂ باطنی

اور غلبۂ وحدت باقی کا ہی بیشتر تھا اور خلافت واسطۂ
ظاہری اور علاقۂ کثرت فانی کے سوا نہین اُنکے درمیان آسمان
و زمین کا فرق ہی اِسی واسطہ چندان شوق ثانی کی طرف
میلان طبیعت کا نہ تھا * بیت * موسیا آداب دانان او رہےؔ *
دل جلے اور سینہ بریان او رہےؔ * جو چاہے کہ اپنی روح کو
صحیح اور تندرست رکھے تو اُسکی حفاظت مین سعی کرے
طریق اُسکا اِس طور پر ہی کہ اپنے قوا کو خواہ وے نظری ہون
یا عملی اچھے کامون مین مصروف رکھے کیونکہ ہر ایک قوت اپنے
اپنے کام کی مشاقی سے مضبوط اور غفلت کے سبب سست ہو
جاتی یہان تک کہ محل زوال مین پہنچتی ہی اور یہہ طریق ریاضت
بدنی کے برابر ہی * کیونکہ طبیب کو لازم ہی کہ صحت بدنی کی
حفاظت کے لیئے مراتب سعی مین سے کسی مرتبے کو فرو گذاشت
نہ کرے یہان تک کہ بدن صحیح و تندرست ہو کر ہر طرح کی
بیماریون سے بچ رہے بلکہ ریاضت روحانی صحت نفسانی کے لیئے
مشقت کے روسے زیادہ ہی ریاضت بدنی سے کیونکہ اِس ریاضت
کے واسطے کئی ایک باتون کے سوا نہین بخلاف ریاضت
نفسانی کے اِس لیئے کہ اگر نفس انسانی نظر و فکر کی مواظبت

سے معطل رہے اور حقائق کمال کے ادراک سے جو غرض
اصلی ہی اعراض کرے تو بےشبہ حماقت و نادانی سے
موصوف ہوتا ہی * اور عالم عقول کے فیضان سے جو غذاے
روحانی اور رزق آسمانی ہی محروم رہتا * باطن مین کمال
انسانی کے مرتبے سے گر جاتا اور ظاہر مین حیوان بے زبان
کی مثال دیکھائی دیتا * پھر جب غفلت کی نیند سے چونک
اُٹھے خواہ اس عالم مین یا اس جہان مین سوا افسوس و
پشیمانی کے کچھ اُسکے ہاتھہ نہ لگے * چنانچہ حق سبحانہ تعالی نے فرمایا
ہی اُسکے معنے یہ ہین * کہ اگر تو دیکھے گناہ گارون کو جس حال
مین کہ وے اپنے خدا کے حضور مین سر نیچے کیئے اور کہین یا
پروردگار ہمارے ہم نے دیکھا اور سنا پھر ہمین دنیا مین بھیج
تو ہم نیکی کرین اور ہم یقین کرنے والے ہین * ہر چند کہ علم
و فضل سے زمانے کا یکتا ہو اور اُسکے عصر مین کوئی اُسکا ہمتا نہو
چاہیئے کہ عجب و پندار کے سبب مراتب کمال سے گر نہ پڑے
اور اب تک بھی سعی و کوشش کے طریقے سے باز نرہے * کیونکہ
اس عالم تردد مین ایک سے ایک عالم متبحر اور داناے عصر
ہی اور اپنے کبر سن کو کسب کمال کے چھوڑ دینے کا عذر

اور سستی و ناتوانی کا بہانہ نکرے * افلاطون سے پوچھا کہ تعلم کب تک مستحسن ہی بولا جب تک کہ عیب جہالت کا رہے * اور لازم ہی کہ جو کچھ اُس نے حاصل کیا ہی اُسکے ضبط اور تکرار کرنے دیکھنے سے میں کاہلی نہ کرے * کیونکہ فراموشی علم و ہنر کے حق میں بڑی آفت ہی * صحت روحانی کے احتیاط کرنیوالے کو چاہیئے کہ اپنے دل میں سوچے کہ نعمت مجازی کے طلب کرنے ہارے جو محل زوال اور مقام انتقال میں ہی اُسکے پیدا کرنے کے واسطے کیا کیا رنج و محنت اور سفر کی اذیت اُٹھاتے ہیں * پس دولت حقیقی اور خصلت ذاتی کے حاصل کرنے کی تاکید جس سے اُسکے جوہر ذات کی آرایش ہو ہر ایک صورت سے اپنے اوپر واجب جانے * اور اِس دولت فانی کو نعمت باقی کے اوپر ترجیح نہ دے * فرض کیا کہ بہت سے تردد کے بعد دولت دنیا کی حاصل کی * پھر جب وہ مر گیا تو اُس کے ورثے جو اکثر اُن میں سے اُسکے دشمن بھی تھے لے لیتے ہیں * بخلاف فضیلت کمال کے کیونکہ وہ رفیق دونوں جہان میں ہی * اِسی واسطے پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام کی حدیث میں آیا ہی کہ دنیا کو چھوڑ دے تو خدا تیرے تئیں چاہے * اور ترک کر اُن چیزوں کو جو

آدمیون کے پاس ہیئن تو وے لوگ تجکو پیار کرین * اور دوسری حدیث میئن ہی تو دنیا کے بیچ غریب اور مسافر ہو کے رہ اور اپنے تئین قبر کے رہنے ہاروں مین سے گن * ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ جو کوئی دن کاتنے پر قادر ہو چاہیئے کہ وہ زیادہ طلبی سے باز رہے اِس لیئے کہ اُسکی نہایت نہین اور اُس کے ڈھونڈھنے والے کو بہت سی آفتین پہنچتی ہیئن * اور کہا ہی کہ اسباب دنیاوی سے غرض دفع احتیاج کے سوا نہین * جیسے بھوکھ اور پیاس اور آفت بدنی سے بچنا نہ اُس کی لذت مقصود ہی بلکہ لذت اصلی تندرستی روح کی ہی جو میانہ روی کی چال سے ہاتھہ آتی ہی * پس معلوم ہوا کہ زیادہ طلبی سے اعراض کرنا سبب ہی لذت و صحت دونون کا * اور اُسکی خواہش میئن منشا ہی دونون کے گم کرنے کا * سلیمان ابن داؤد کے صحیفے میئن علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ لکھا ہی کہ دنیا کے درمیان طلب زیادتی کی نہ کرو اسلیئے کہ گھر کے بیچ صاحب خانہ ہو یا مہمان اشتہا سے زیادہ کھا نہین سکتا * پس غنی اور غریب قدر حاجت میئن برابر ہیئن بلکہ صاحب فراغت کو زیادہ وبال ہی * اور اُسکو سوا اِسکے کچھہ اور فائدہ نہین جو کہے کہ یہہ چیز میری

ہی * اور جسکے گھر مین اوقات بسر یکا حرج نہو تو مقدار حاجت سے تجاوز نہ کرے اور پوچ کامون سے پرہیز کرے * اور چاہیئے کہ کسی وجہ سے شہوت و غضب کو اپنے اوپر غالب نہ کرے * اور تحریک اُسکی فقط طبیعت ہی کے اوپر موقوف نرکھے بلکہ عقل مصلحت اندیش کی تدبیر سے بھی تعلق رکھے اور اپنے تئین اُن آدمیون کے برابر نکرے جو اپنے دل مین اُس لذت کا خیال کیا کرتے ہین جو معاشرت یا غصے کے وقت مثلاً انکو پہنچی ہو پھر اُسکے سبب اُسی طور سے ایک لذت ایسی اور اُٹھائی جو وہ سبب دوسری اور شہوت یا غضب کا ہو * پھر اسی وضع سے اپنے تئین ایسے وبال سے گرفتار رکھین کہ اُسسے چھوٹنا بہت مشکل ہو یہ حالت اُس شخص کے حال سے شبیہ ہی جو اپنی چال سے بلا مین مقید ہو جاسے پھر اُسسے چھوٹنے کی تدبیر مین مشغول ہو * اور ظاہر ہی کہ کوئی دانا ایسی حرکت پر اقدام نہین کرتا اور جب طبیعت کے حوالے کرے تو اسطور سے کرے کہ اُسکے وقت مین عقل کی مصلحت سے انتظام پاوے اور حد اعتدال سے تجاوز نہو تا فضیلت پارسائی اور شجاعت کے مرتبے کو پہنچے * اور لازم ہی کہ

کہنے بولنے کام کرنے اٹھنے بیٹھنے چال چلن مین پہلے سوچ لے تا عادت انسانی کے طور سے جو چیز کہ مخالف ہی ارادۂ عقل کا اُس سے سرزد نہو* احیاناً اگر عادت نے سبقت کی اور کوئی ایسا کام جو اُس کے قصد کے برعکس ہی اُسسے ہو گیا تو اپنے تئین ندامت مین اس وضع سے ڈالے جو اُس کی عبرت کا موجب ہو* جیسے اُس نے ایسے کھانے پینے کی جرات کی جس سے پرہیز کرنا عقل کے رو سے واجب ہی تو اسکی سزا اپنے اوپر اس طور سے مصلحت سمجھے کہ باردیگر اُس کی خواہش نکرے بلکہ روزہ رکھے اور اپنے تئین اسس قصور کے واسطے زجر و ملامت مین ڈالے اور جو اتفاقاً اُسس سے بیجا غصہ سرزد ہوا تو علی الرغم اُس کے ایک نادان کو اپنا ملازم کرے تا بہ سبب صدور امر ناملائم کے اُسسے چپکا ہو رہے اور غصے کو پی جایا کرے یا کچھ مال خیرات یا خدا کی بندگی ایسی جو اُس پر شاق گذرے کرے* تا بار دیگر ارتکاب ایسی حرکت کا نہ کرے* حکیمون کی تواریخ مین منقول ہی کہ جب بادشاہ نے سقراط کو ناحق کے لیئے حکم کیا اسس لیئے کہ اُس سے کوئی فضل یادگار رہے اور اُس سے لوگ فایدے حکمت کے اُٹھادین* تب اُسنے ایک ایسی کتاب

دراز عورت کو اختیار کیا کہ ہر کہہ و مہ کے پاس وہ زبان درازی مین علامۂ عصر اور مشہور تھی * اس لیئے کہ اسکی صحبت سے قوت غضبی کو مقہور کرے اور اُقلیدس حکیم شہر کے احمقون کو خلوت مین بلا کر پیسا دیتا تا اُسکو برملا زجر و ملامت کرین * اور جو کوئی اپنے مزاج مین کاہلی دریافت کرے چاہیئے کہ نیک کامون کی مشقت سے جو اسکی عادت معہود سے زائد ہین اپنی تادیب کرے * غرض اُن کامون کی مشق مین خو کرے کہ طبیعت کو امکان غفلت و اہمال کا نہو یہان تک کہ اُن پر قادر اور اُن سے خوگر ہو جاے * اور برے کامون کو اگرچہ چھوٹے بھی ہون تو اُن کو چھوٹا نہ جانے * اور اُن سے احتراز کرے تا موجب سستی کا نہو * یہین سے ہی کہ شرع کے بعضے اماموں نے تصریح کی ہی کہ جس گناہ کو صغیرہ حساب کرتے ہین بنظر شخص کے وہ کبیرہ ہو سکتا ہی * اس معنی کو پیغمبر ﷺ کی حدیث سے بھی نقل کیا ہی * اور صغائر آہستہ آہستہ باعث کبائر کے ہوتے ہین بلکہ گناہ صغیرہ کے بار بار کرنے سے حکم گناہ کبیرہ کا پیدا کرتا یا وہ خود کبیرہ ہو جاتا ہی * باعتبار اُس اختلاف کے جو علما کے بیچ ہی * اور لازم

یہی کہ اپنی پہچان کے سعی کرنے مین مقدور بھر کوتاہی نہ کرے * اور اُسی وجہ کے رد سے جو جالینوس نے کہی ہی کہ ہر کوئی اپنے تئین چاہتا ہی اور بحکم اُس قول کے جسکے معنے یہ ہین * کہ دوستی ہر ایک شی کی تجھے اندھا اور گونگا کر دیتی ہی * نہ اپنے عیب سے واقف ہو سکتا نہ پرائے عیب سے * پس مناسب یہہ ہی کہ دوستی کسی دانا کی اختیار کرے اور بعد اسکے کہ جب رابطہ دوستی کا مربوط اور طریقہ نشست و برخواست کا مضبوط ہو تب اسکو اپنے عیبون کے اطلاع کر دینے کی تکلیف دے اور اِسی بات مین بہت سا مبالغہ اور الحاح کرے * ہر چند کہ وہ کہے کہ تجھہ مین کوئی عیب نہین دیکھتا ہون راضی نہو بالکہ پوچھنے مین اور بھی اصرار کرے * پھر اگر اُسنے کسی عیب سے مطلع کر دیا تو لازم ہی کہ بیزار نہو بالکہ خوش ہو اور امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرمانے مطابق جسکا مضمون یہہ ہی * کہ جسنے میرے عیبون سے مجھکو واقف کر دیا خدا اسپر رحمت بھیجے * اُسے اپنے حق مین احسان سمجھے اور شکر اُسکا اپنے اوپر واجب جانے اور اُنکے چھوڑنے کی تدبیر مین رہے اگر دوستون سے اپنا مقصد بر نہ آوے تو

دشمنون سے التماس کرنا واجب ہی کیونکہ دشمن
اظہار عیوب مین پروا نہین کرتا بلکہ وہ اُسکے افشا
کرنے مین اکثر ساعی ہوتا ہی * پس اِسی طریقے سے
اپنے عیب پر مطلع ہو سکتا ہی * پھر ایسا کرے جو کسی
طور سے اُس مین خلل راہ نپاوے * یہی معنے ہین
اُسکے جو جالینوس نے دوسرے مقام مین کہا ہی کہ نیکون کو
دشمنون سے نفع حاصل ہوتا ہی * اور حضرت عیسی علیہ
السلام سے منقول ہی کہ مین نے بے ادبون سے ادب
سیکھا * اور بعضے حکیمون نے کہا ہی کہ فضیلت کے طلب کرنیوالے کو
چاہیئے کہ اپنے آشناؤن کے احوال کو آئینے کی مثال خیال کرے
اور اپنی سیرت اور خو خوارق کی صورت اُس مین دیکھ لے
تو افعال بد کو اپنے معلوم کرے * کیونکہ نفس انسانی جس طرح
غیر کی برائیون پر جلد واقف ہو جاتا ہی اُس طرح اپنی
بدیون سے خبردار ہو نہین سکتا * دسوان لمعہ * امراض
نفسانی کے معالجہ کرنے مین * جیسے طب جسمانی مین مقرر ہی
کہ حفاظت تندرستی کی احتیاط اور موافق چیزون کے اختیار
کرنے سے ہوسکتی اور بیماری دوا کے استعمال کرنے سے جو

اُسکی ضد سی مندفع ہوتی ہی * طب نفسانی مین بھی یہہ قاعدہ
جاری ہی * اور جب کہ فضیلتون کی چار قسمین اور رذیلتونکی
آٹھہ ہین چنانچہ سابق گذرین * پس رذایل کو اُس اصطلاح
کے روسے جو کہتے ہین کہ دو ضد اُن دونون موجودونکا نام ہی
جنکے درمیان تفاوت اُس مرتبے سے ہو کہ کدھی دو اکٹھے
نہو سکین * اضداد فضائل کے نہ کہہ سکئے لیکن باعتبار اصطلاح
عام کے اطلاق ضدون کا اُنہین دونون پر منحصر نہین * اور
طب نفسانی کی اصل یہہ ہی * کہ پہلے مرضون کو پہچانے پھر
شناخت اِسکی کہ کس مرض کا کیا سبب ہی اور اُسکی
علامت کیا * پھر دریافت کرنا اُسکا کہ اس مرض کی دوا کس طور
سے کیا چاہیئے * اور جب کہ قواے انسانی کی تین نوع ہین *
قوت تمیز * قوت غضب * قوت شہوت * تو اُن کا منحرف
ہونا حد اعتدال سے کیفیت کی جہت سے یا کمیت کی جانب سے
ہی * پر ثانی زیادتی کرنی اعتدال کی حد پر یا اس حد سے نقصان
کرنا * پس ہر ایک قوت کی بیماری تین وجہہ سے ہو سکتی
ہین * افراط یا تفریط یا رداءت کیفیت سے * امّا افراط قوت
تمیز کا باعتبار شق نظری یا بنظر شق عملی کے ہوتا ہی * اول جیسے

فکر کی حد سے تجاوز کرنا اور بحث و مناظرے میں مبالغہ کرنا *
اور بے محل ٹھہر جانا مثل اسکاٹ بے بیجا ہی * اور ان محصلونکے
عرف مین جو لذت یقین سے محروم ہین اسے تدقیق کہتے ہین *
اور بہ سبب اس کے مطالب یقینیہ سے رہ جاتے * پر دوسری
قسم اگر امور جزوی مین ہو اس کا نام گربزی ہی یعنے خلاف
حکمت * اور جو امور کلی مین ہو اسے دہا کہتے ہین یعنے انداز سے
زیادہ عقلمندی * اور تفریط قوت نظری کی خمود یعنے سستی
فکر کی اور بلادت ہی * اور قوت عملی کی بلاہت ہی * غرض و
تصور کرنا فکر کا ہی حد واجب سے عملیات مین ہو یا علمیات مین *
اما رداءت اس قوت کی جیسے شوق ان علمون کا کرنا جو نتیجے
کمال حقیقی کے نہین دیتے زیادہ اس قدر سے جو ممد تحصیل یقین کا
ہو * چنانچہ علم جدل اور خلاف اور سفسطے کا یعنے بحث کرنیکا
زیادہ اسے کہ تحصیل تعین کا ہو * اور جیسے علم جادوگری رمالی
ہی زیادہ بازی گری کا اس لیئے بہ سبب ان کے غرض اصلی کے رتبے
سے رہ جاتا ہی * اما قوت غضبی کا افراط جیسے بہت غصہ کرنا
اور انتقام کے پیچھے پڑ جانا اور آتش خشم کو حد اعتدال
سے زیادہ بھڑکانا اور تفریط اس کی جیسے بے غیرتی اور بزدلی ہی *

پر رواءت اِس قوت کی کیسی جیسے بیجا غصہ کرنا مثلاً کنکر پتھر یا چار پایون یا لڑکون یا اُن لوگون پر جو اُنکے تابعدار ہیئن غصے ہونا * یا بیموجب خفگی کرنی * پر قوت شہوی کا افراط جیسے کھانے پینے پر زیادہ حرص کرنا اور عورتون سے بہت صحبت رکھنی ایسی جو استحسان عقلی سے خارج ہو * اور تفریط اسکی یہہ ہی کہ جس قدر کھانا پینا ضروری ہی اُس مین قصور کرنا اور بیاہ شادی کا ارادہ جس سے بقاء نسل مقصود ہی نہ کرنا اِسکا نام خمود شہوت ہی یعنے شہوت کو بجھانا پر رواءت اِس قوت کی جیسے منی اور گوبلے کھانیکی بھوکھہ ہونی اور شہوت رانی مردونکے ساتھہ کرنی غرض شہوت رانی اسموضع کی کہ عقل کے نزدیک بد ہو اور یہ سب امراض بسیط کی جنس ہیئن * اور اُنکے تحت مین بہت سے انواع مندرج ہیئن * پھر اُنکے آپس کے ملنے سے بہت سے مرض پیدا ہوتے ہیئن اُن مین سے بعضون کو مہلک کہتے ہیئن * اس لیئے کہ وہ اکثر امراض دائمی کا سبب ہوتے ہیئن * جیسے حیرت نادانی غصہ وری بزدلی غمگینی حسد انتظاری عشق اور بدکاری ہی * اور جب کہ تاثیر اُن بیماریون کی بہت ہی تو سعالجہ اُنکا ضرور * لیکن ہرایک اپنے اپنے مقام مین

ظاہر ہو گی انشاء اللہ تعالی * اور جبکہ بدن اور روح کے
درمیان ازبسکہ علاقہ اور شدت سے رابطہ ہی * چنانچہ
اُنکے کسی مین جو کیفیت پیدا ہو دوسرے مین بھی سرایت
کرتی ہی * پس سوچا چاہیئے کہ سبب اِس کیفیت ردیہ کا
اگر کوئی مرض بدنی ہی جیسے سوء مزاجی یا بدترکیبی تو دوا
اُسکی طب جسمانی سے کرنا ضرور * اور جو عادت اُسکی بدکاری
کے سبب سے ہو تو طب نفسانی سے * اور جیسے تدبیر جسمانی
غذا کے اور دوا کے استعمال کرنے سے ہو سکتی ہی * اور کدھی
اتفاق ایسا ہو جاتا ہی کہ احتیاج زہر اور سخت کامونکی طرف
ہوتی ہی جیسے داغ دینا یا کسی عضو کو کاٹ ڈالنا * تدبیر نفسانی
بھی اِسی روش پر ہی * پہلے اپنے اخلاق کو درست کرے
اور برے کامون سے اپنے تئین نیک کامونکے وسیلے سے بچاوے
یہہ گویا غذا کی قسم سے ہی * دوسرے اپنے تئین کہنے سُننے
کام کرنے اور سوچنے کے رو سے زجر و ملامت مین رکھے یہہ گویا
دوا کے طور پر ہی * تیسرے ارتکاب کرنا اُسکا جو موجب ایک
ایسی رذیلت کا ہو جو خلاف اُسکا ہی یہہ صورت تشبیہ رکھتی
ہی اُس حالت کے ساتھہ جب اتفاق زہر کے علاج کا ہو * چوتھے

عقوبت و تعذیب اور تکلیفات شاقہ اختیار کرنا اور اُن ریاضتوں مین مصروف ہونا جن سے نفس انسانی کو رنج پہنچے یہان تک کہ وہ قوت ضعیف اور فرمان بردار ہو جاے یہہ داغ دینے اور قطع کرنے کا شبیہ ہی * یہہ طریق معالجے کا ہی اجمال کی وجہ سے * پر تفصیل کی وجہ سے کتنے مرضون کے علاج کا بیان جو اُن تینون قوتون سے علاقہ رکھتے ہیں ہو گا تا اور مرضون کا قیاس اُنپر کرین * پر قوت تمیز کی بیماریان اگرچہ بہت ہیں لیکن مخوف تر اُنھین سے تین قسم کی ہیں * ایک حیرت * دوسری جہل بسیط * تیسری جہل مرکب * پہلی نوع افراط کی قسم سے * دوسری نوع تفریط کی * تیسری رداءت کیفیت کی قسم سے ہی * لیکن علاج حیرت کا یہہ ہی کہ جب دلیلین ایک مطلب کی آپس مین متعارض ہون اور وہ مطلب خفی ہو مثلاً نفس انسانی اُسکی دونون طرف کے یقین کرنے سے لاچار ہو تو چاہیئے پہلے اِس قضیئے پر یہہ کو سوچے کہ دونون نقیضونکا ماننا اور اُن کا اُٹھ جانا محال ہی * جب اُسے یقین اجمالی حاصل ہو کہ نفس الامر مین ہر ایک مسئلے کی دونون طرفون مین سے ایک طرف حق ہو گی اور دوسری جانب باطل * پھر اُس

مطالب کے مناسب مقدموں میں بطور قوانین منطقی کے تدقیق کرے * اور اس تدقیق میں احتیاط کی شرطیں اچھی طرح سے ملحوظ رکھے * یہان تک کہ حق باطل سے علٰحدہ ہو * اور وہ حیرت کے احاطے سے چھوٹ جاے * علاج جہل بسیط کا وہ عبادت ہی نادانی سے بے اعتقاد کیئے علم کے اپنے شان میں پر ابتدا میں یہہ بد نہیں ہی بلکہ وہ علم سیکھنے کی شرط ہی * کیونکہ اگر وہ عالم ہی یا اپنی شان میں اعتقاد علم کا کرتا ہی تو سیکھنا محال لیکن اُس مرتبے میں رہنا بد ہی اور شرع و عقل کے رو سے اُس کو ملامت کرنا واجب * علاج اُس کا یہہ کہ وہ انسان اور دوسرے حیوانوں کے احوال میں تامل کرے تا اُسے یقین ہو کہ اُن پر فضیلت آدمیوں کی باعتبار علم و تمیز کے ہی اور وے نادان جو زیور علم خالی ہیں حقیقت میں گونگے جانوروں کی مثال ہیں بلکہ اُن سے بھی بد تر * چنانچہ مطالع کے درمیان ظاہر ہو چکا اِسی واسطے اُن فضلا کی محفل میں جو میدان کمال کے شاہسوار ہیں جب حاضر ہوں تو اُن سے گفتگو کرنے کی کچھ راہ نہ پاے * اور حیوان بے زبان کی مانند منہہ دیکھہ کر رہ جاے * پس سوچا چاہیئے کہ وے آپس میں جو باتیں کیا کرتے ہیں

سو جانوروں کی آواز سے مناسبت رکھتی ہیںن یا آدمی کے کلام
سے * اس لیئے کہ ان کی باتین اگر نطق انسانی کے شمار مینن
ہوبن تو ان علما کے مجمع مینن جو جواہریان کے بازار کے جوہری
ہیںن رواج پاتین * یا کہ انھین آدمی کہنا کیسا ہی جیسے گیہون
کے جھاڑ کو گیہون اور انگور خام کو انگور کہنا * اور تھوڑے تامل
سے ظاہر ہوتا ہی کہ اتنے گونگے جانور بہ حسب پیدایش کے اپنے
کمال نوعی کے پہنچنے کے لیئے قوا اور آلات جسمانی کو مصروف
رکھتے * اور اس راہ راست جس سے اُسکی نہایت کو پہنچتے ہیںن
منحرف نہین ہوتے * بخلاف اس نادان کے جو بھلے بُرے کی پہچان سے
غافل ہی * اور اپنے ارکان اور جوارح اور قوا کو پیدایش کے
خلاف مقتضی مینن صرف کرتا اور تحصیل کمال کی سیدھی راہ سے
جو خاصہ نوع انسانی کا ہی باز رہتا ہی * پس یہہ جاہل بے شبہ
ان حیوانون سے بدتر ہی * پھر جب اِسی قیاس کے اوپر احوال
جمادات کا ملاحظہ کیا جاے تو معلوم ہو کہ اِس مرتبے سے بھی وہ
فروتر ہی کیونکہ اس نے بہ سبب اپنی بدچالی کے فطرت انسانی کو
اعلی علیین کے رتبے سے اسفل السافلین مینن ڈال دیا *
ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ اگر بینا اور نابینا دونون کوئے مینن

گر پترپن تو کم بختی مین دونون شریک هین پر اندها بہ سبب
اپنے اندھے پن کے بچاؤ سے معذور ہی اور بینا بہ سبب تقصیر کے
عقلان کے نزدیک مستحق ملامت و عتاب کا ہوتا ہی * چنانچہ
عربی شعر مین کہا ہی مضمون اس کا یہہ ہی * بیت * مین نہین
دیکھتا ہون انسان مین * عیب جیسا ہی نقص قادر کا * اور
اہل نقل و علم کے اتفاق سے ثابت ہوا ہی کہ کوئی فضیلت بدون
علم کے تمام نہین ہو سکتی اِسی واسطے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے
کتاب اعجاز انتساب مین پیغمبر علیہ السلام کو علم کی زیادتی
کے دعا مانگنے کے لیئے حکم کیا اور فرمایا ہی * کہہ ای محمد کہ ای
میرے پروردگار میرے علم کو زیادہ کر * اور جب عایشہ صدیقہ نے
حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ * آدمی کس
چیز کے سبب اچھے ہوتے ہین فرمایا کہ عقل کے سبب * اور
حضرت مصطفی علیہ السلام نے حضرت مرتضی علی رضی اللہ
عنہ سے فرمایا کہ ای علی جب کہ آدمی اپنے پروردگار سے قرب
منزلت ہر طرح کی بندگی کے سبب پیدا کرتے ہین * پس تو
عقل و فکر کے وسیلے سے اُنکے مرتبے اور قرب سے بھی سبقت
کر * اور حدیث مین آیا ہی کہ * آدمی عالم یا متعلم ہی اور

باقی گوبر کے کیڑے سے * ایک اصحابی نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون عمل بہتر ہی * فرمایا کہ علم پھر اُسنے یہی سوال کیا تو یہی جواب ارشاد ہوا * یہان تک کہ اُسنے تین بار پوچھا اور حضرت نے یہی جواب دیا * تب اُسنے عرض کی کہ مین عمل سے سوال کرتا ہون نہ علم سے فرمایا کہ علم کے ساتھہ تھوڑا عمل بہتر ہی بہت عمل سے جو جہالت کے ساتھہ ہو * علاج جہل مرکب کا * حقیقت اُسکی اعتقاد کرنا اُن باتون کا ہی جو مطابق واقع کے ہین اور یہہ بےشبہہ مستلزم ہی اپنے عالم ہونیکے اعتقاد کا باوجود کہ وہ عالم نہین * یا جیسا وہ نادان ہی پر نہین جانتا کہ نادان ہی * اِسی واسطے اُسکو جہل مرکب کہتے ہین * اور جیسے اطبا بدنی بعضے امراض دائمی کے علاج کرنے سے عاجز ہوتے ہین * اطبا ے روحانی بھی ویسی بیماریون کی دوا سے لاچار ہین * کیونکہ جب کوئی اپنے تئین عالم اعتقاد کرتا ہی پھر علم کی طلب اور اُسکا حاصل کرنا کیونکر اُسسے متصور ہو * چنانچہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہما السلام نے فرمایا ہی کہ جنم کے اندھے اور کوڑھی کو مین اچھا کرسکتا ہون پر احمق کے علاج سے لاچار ہون * لیکن جو علاج کہ فی الجملہ جسم

منفعت اُسّے متوقع ہو سو علوم ریاضی کا اشتغال ہی کیونکہ
اُس علم کے درمیان حق باطل سے نہایت جدائی رکھتا ہی
اور وہم کی مداخلت چندان اُس میں نہیں.. جیسے علم ہندسے
اور حساب اور مانند اُسکی تا طبیعت اُسکی لذت یقین کی
پاوے * پھر جب اپنی معتقدات کی طرف رجوع کرے اور
اِس طرح کی چین اور لذت نپاوے اور اپنے خلل سے واقف
ہو جہل اُسکا بسیط ہو جاتا ہی * اور فضائل کے حاصل کرنے کی
استعداد اُس میں پیدا ہوتی ہی * پر قوت غضب کی بیماریان
اگرچہ بے شمار ہین لیکن سخت تر اُن میں سے تین نوع
کی ہین * ایک غصہ * دوسری نامردی * تیسری دہشت
پہلی قسم افراط کی جہت سے * دوسری تفریط کی * تیسری
رداءت کیفیت کے سبب ہی * علاج غضب کا * غضب وہ
ایک کیفیت نفسانی ہی بسبب اُسکے روح اور خون جو
سواری اُسکی ہی جوش و خروش میں آتے ہین * سبب
اُسکا خواہش انتقام کی ہی * پھر جب وہ کیفیت زیادہ
زور کرتی ہی تو وہ جوش خروش اُسکا اور بھی بڑھ جاتا ہی یہان
تک کہ دماغ اور رگین جو روح کی آمد و رفت کی راہ ہین

اُسکی آتش خشم کے دھوئین سے بھر جاتی ہیئن * اور
تاریکی سے اسکی عقل کی روشنی چھپ جاتی * اور تمام کام
اسکے برخلاف عقل کے ہو جاتے ہیئن * حکیمون نے تمثیل انسان
کی اُس حالت مین اُسکے ساتھہ دی ہی کہ جیسے آگ سے
بھرے ہوئے ایک غار مین کوئی پڑا ہی اور دھوئین کی شدت
سے کچھہ دکھائی نہین دیتا * ایسے وقت مین علاج اُسکا مشکل ہی
کیونکہ اس حالت مین اُسے جتنی نصیحت اور زجر و ملامت
کرین تو اور بھی اُسکی آتش خشم کے بھڑکانے کا سبب ہو *
لیکن اِس صورت مین اُسے لازم ہی کہ وضع بدل ڈالے یعنے
اگر وہ کھڑا ہی تو بیٹھہ جاے اور جو بیٹھا ہو تو کھڑا ہو یا لیٹ
جاے علی ھٰذا القیاس تاکہ غصّہ اُسکا فرو ہو اور اُسکو نافع *
اور ٹھنڈا پانی پینا اُسکو مفید ہی اگر کچھہ خوف نہو * اور پیغمبر خدا
علیہ السلام کی حدیث کے موافق وضو کرنا سو جانا اسی طرح سے
اُسکو نافع ہی * اور غصہ ہونے مین سب کے مزاج برابر نہین
کیونکہ بعضون کے غصے کی آگ ہرتال کی مثال ایک چنگاری
سے سلگ جاتی ہی * اور بعضون کی روغن دار چیز کے برابر
شعلے کی طرف احتیاج ہوتی ہی * اور بعضونکی سوکھی لکڑی کی

مانند پھونک پھانک کی طرف * اور بعضونکی بہت دیر سے مشتعل
ہوتی ہی * پر یہہ مرتبہ بہ سبب عجز و نامردی کے نہین بلکہ عظم
شانی اور دور اندیشی کے باعث ہی * اور تفاوت ان مرتبونکا
باعتبار آغاز حرکت غضب کے ہی بعد اسکے جب غصّے کے
اسباب پے در پے ہوا کرین تب وے سب درجے برابر ہین
بلکہ پچھلے شخص کا غصہ سخت بالا ہوتا ہی اس لیئے کہ اُسکے
غصّے کے ظاہر ہونے کا واسطہ کسی سبب قوی کی جہت ہوگا *
اسی واسطے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و سلم نے
فرمایا ہی * کہ تم حلیم کے غصّے سے اپنے تئین بچائیو * اور حضرت
کی حدیث مین ہی کہ فرزند آدم کئی قسم ہین بعضے ایسے
ہین کہ جلد غصہ ہوتے اور جلد پھر جاتے ہین اور بعضے دیر غصہ ہوتے
پھر جلد پھر جاتے ہین * اور بعضے وے ہین کہ بدیر خفا ہوتے اور بدیر
ٹھنڈے ہوتے ہین * اور بعضے ایسے ہین کہ جلد غصے ہوتے اور
دیر سے تسکین مین آتے ہین * پر اُنمین سے دوسرے درجے
کا سب سے بہتر ہی اور سب کا برا اخیر مرتبے کا * امام غزالی
رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین جب کہ غصہ آدمی کی عقل کو کھو دیتا ہی
تو بادشاہ کو لازم ہی کہ غصے کے وقت کسی معاملہ پر حکم عقوبت کا

نکو سے اِسواسطے کہ شائد وہ غصے کے سبب قدر مستحق سے تجاوز کر جاے * اور اُسکے دل مین خوشی حاصل ہو * یہہ بھی سے ہی کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک متوالے کو دیکھا جب چاہا کہ اُسے پکڑ کر درّۂ شرعی مارین کہ اُسنے گالی دی * وو ہین امیرالمومنین نے اُسے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اب اِسے اگر تازیانہ مارون تو اپنی تسکین خاطر کے لیئے اُسکو دکھ دون نہ خدا کے لیئے * ایک دن تقصیر بندون مین سے کسی کو عمرابن عبدالعزیز کے حضور لائے اُسنے سخت درشت باتین کہین تب فرمایا کہ اگر میرے تئین اِس وقت غصہ نہوتا مین تجھے عقوبت کرتا * اور اسباب غضب کے دس ہین * عجب * افتخار * مراء * لجاج * مزاح * تکبر * استہزا * غدر * ضیم * منافسہ * اور غضب کے لواحق جو اس مرض کو عارض ہوتے ہین سات ہین * ندامت * ترہیب * دنیا و آخرت کی مکافات * دوستون کی دشمنی * استہزا رذیلون کی شماتت اعدا کی * تغیر مزاج کا * تالم درد ہمان حال * لیکن حقیقت کے روسے دیوانے کا غصہ ایک ساعت کے سوا نہین * جیسے حکیمون نے کہا ہی کیونکہ ہر آئینہ غصہ ور کا مزاج اعتدال

صحیح سے بہت حرارت کی طرف مائل ہی * پھر اگر یہہ مزاج دیر پائی کرے جنون سبب پیدا ہو * چنانچہ قوانین طبی کے واقف کار اُسے جانتے ہین * یہن سے ہی کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی * کہ گرم مزاجی ایک نوع کا جنون ہی اگر اس مزاج کے آدمی کو پشیمانی نہو تو وہ علامت ہی استحکام جنون کی * اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ روح خارج کی طرف حرکت شدید کرتی ہی * اور دل جو روح حیوانی کا منبع ہی خالی رہ جاتا ہی * اور روح کی مدد جو ہمیشہ عضوون کو پہنچتی ہی منقطع ہو جاتی ہی یا بہ سبب اسکے کہ حرارت غضبی کی تپش جوہر روح مین پہنچ جاتی ہی * اور بخار اُسکا دخان ہو جاتا ہی * غرض ان دونون حالتون مین مرگ ناگہانی کا سبب پیدا ہوتا ہی * یا اخلاط اُس شخص کے سوختہ ہوتے ہین اور اُسے امراض ردیہ جو موذی ہلاکت کی طرف ہون پیدا ہوتے ہین * اسی واسطے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کی کہ میرے حق مین کچھ نصیحت کی بات فرمایئے اُسکو تین بار غصہ ہونے سے منع فرمایا اور اسی پر اقتصار کیا * اصحاب مین سے ایک صحابی پیغمبر

علیہ الصلوۃ والسلام کے روبرو کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ دین
کیا ہی فرمایا کہ نیک خوئی * پھر وہ داہنی طرف آیا اور یہی
سوال کیا پھر حضرت نے یہی جواب ارشاد فرمایا * پھر بائین
طرف آکر پوچھا تو یہی جواب سنا اِسی طرح سے پیچھے جا کر
سوال کیا * فرمایا کہ تو نہین سمجھ سکتا ہی کہ دین وہ ہی کہ تو
غصے سے باز رہے اور کلام مجید مین ہی * جو کوئی غصے کو پی جاوے
اور آدمیون کی خطا سے درگذرے * علاج غضب کا اور
بیماریون کی مثال دفع موجب سے ہوسکتی ہی * پس اگر
سبب اُسکا پندار ہو وہ ایک گمان کاذب ہی اپنے حق مین
اُس مرتبے کا جسکا مستحق وہ فی الواقع نہین ہی اُسکے دور کرنے کا
طریق یہہ ہی کہ اپنے عیبونکو دھیان کرے اور اپنے تئین غضب
مین ڈالے پھر اُسکے ساتھہ اورون کے کمال کو ملاحظہ کرے
اِس لیئے کہ کوئی ایسا نہین کہ اگر انصاف کی نظر سے اپنے احوال
کو دیکھے تو جس کمال کا سزاوار ہی ظاہر نہو * کیونکہ [redacted] حق
سبحانہ تعالی نے موجودات کی ہر ایک شی کو بموجب اُسکی
استعداد کے اپنے خاص اسمون اور اپنی صفتون کے پرتو سے
معین کیا ہی اُس مین کسی کی مشرکت نہین اور اس عالم

نظام کے بیچ ہر شخص کو اُسکے حاصل کرنے کی قوت عنایت
فرمائی * ع * اِس ملک مین طاؤس ساہی کام مین ہر ایک گس *
اور جو سبب اُس کا مال یا خوبصورتی یا نسب یا جاہ سے ہی
پس اگر مال ہو تو داناؤن کو معلوم ہی کہ جو چیز لوٹ اور چھنتے
اور چوری یا غارت ہونے کی آفتون سے بچ نہین سکتی وہ
سبب افتخار کا کس طرح ہو سکتی ہی * اور جو خوبصورتی ہو تو
ظاہر ہی کہ جو چیز تھوڑے عارضے سے زائل ہوتی ہی عقلا کے
افتخار کا موجب کیونکر ہو گی * بیت * مغرور مت ہو ہر گز مال
و جمال سے ہان * اک شب مین اُسکو لے لین اور اسکو
ایک تپ مین * اور اگر نسب ہی تو وہ آبا اجداد کی شرافت
کے اعتبار سے ہوگا فرض کرین کہ اگر باپ اُس کا مثلاً اُسّے کہے
کہ تو اِس شرافت کا جو دعوا کرتا ہی وہ فی الحقیقت میری
ہی اِسّے کیا بزرگی تیری جو تو فخر کرتا ہی تو وہ بے شبہہ لاجواب
ہو جایگا اور شاید کہ فضلاے زمان مین سے کسیکے ساتھہ
باپ اُس کا درجہ مساوات کا رکھتا تھا اِس لیئے شرافت
اُس کی طرف عائد ہوئی * پس کیونکر اُسکے ساتھہ نسبت
رکھتی اُس فاضل کے برابر فخر کرنے کا سبب ہو سکیگی *

یہہ خصلت ناقصون کی ہی کہ باپ کی شرافت کے اوپر مغرور رہو
دعوی افوقیت کا علمایر اِسس طورسے رکھتے ہیش کہ گویا اپنے
باپ کے رتبے سے بھی زیادہ ہیش فرض کیا کہ وے اُن سے کمتر
ہیش تو تھوڑی بزرگی کے سبب جو ایک شخص کی ذات میش
ہی اشرف ہوسکتا ہی اُن بہت بزرگیون سے جو اُس کے غیر میش
ہیش * اور اِسی خیال باطل کے سبب اپنے تئیں عقلا کے نشان
ملامت اور فضلا کے محل عتاب بناتے ہیش * چنانچہ عربی شعر میش
لکھا ہی اُس کے معنے یے ہیش کہ * بیت * اگر تو فخر آبا کا کرے ہی
وے تو گذرے ہیش * ولیکن یہہ بہت بد ہی کہ تو اُن سے ہوا
پیدا * اور حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے جو مکارم
اخلاق کے متمم ہیش ارشاد کیا مضمون اُس کا یہہ ہی * کہ

تم اپنے نسب کی باتیں پیش نہ لاؤ بلکہ اپنے اعمال کی گفتگو کرو
اور امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی معنے
اُس کے یہ ہیش * قطعہ * میش بتاتا ہون اپنا مری ہی کنیت *
ادب میش عجم کا ہون یا میش عرب کا * جوان ہی وہی جو کہے
ہان کہ میش ہون * نہ وہ ہی جو بولے کہ تھا باپ میرا * نقل
ہی کہ یونان کے رئیسون میش سے ایک شخص نے ایک

غلام دانا پر اظہار فخر کیا غلام بولا کہ اگر تیرے فخر کا سبب یہہ لباس فاخرہ ہی جس سے تونے اپنی سجاوٹ کی ہی تو وہ اس کپڑے مین ہی * اور جو یہہ گھوڑا تیز قدم ہو جس پر تو سوار ہی تو یہہ بزرگی تیری نہین * اور اگر فضیلت بدری ہی تجھے اسّے کیا حاصل * جب کہ ان فضیلتون مین سے کچھ تیری نہین پس اگر تجھہ سے اپنی اپنی شرافت لے لین یا کہ جس وقت تیری طرف عائد بھی نہین تو احتیاج پھیر لینے کی بھی نہین پھر اسّے تیری کیا شرافت ہوگی * اور روایت ہی کہ ایک حکیم کسی مالدار کی صحبت مین رہتا تھا اور وہ مال و متاع دنیاوی کے سبب اپنے تئین کھینچتا اور فخر کرتا * اتفاقا حکیم کو احتیاج تھوکنے کی ہوئی داہنے بائین دیکھہ کے اُس دولتمند کے منہہ پر تھوکا حاضران مجلس اُسے بد کہنے لگے حکیم نے جواب دیا کہ ادب کی چال یہی ہی کہ نامعقول جگہہ مین تھوکیئے * مین نے جتنا ادھر اُدھر دیکھا کوئی مکان اسکے مُنہہ سے جو نادانی کے عیب سے صورت انسانی اُس کی مسخ ہو گئی ہی خراب نپایا * اور اِس فقیر نے بعضے استادون سے خدا ان پر رحمت بھیجے سنا ہی کہ پارس کی اطراف مین ایک دنیادار مالی

و متاع اور دولت فانی کے سبب مغرور و مسرور تھا ایک دن کسی ولی کے پاس گیا جب اُسنے مراقبے سے فراغت کی اور اُسکی طرف نظر پڑ گئی خادم پر خفگی کی اور کہا کہ اِس گدھے کو یہان سے نکال دے اور یہان تک غصے ہوا کہ وہ دنیادار باہر نکلا پھر جب ٹھنڈے ہوئے خادم نے استفسار کیا بولے کہ مین نے سوا سے شکل حماری کے اِسکی صورت سے مشاہدہ نہ کیا * مراء اور لجاج جو عبارت جنگ و جدل سے ہی وہ علاقۂ اُلفت کے زائل ہونے کا سبب اور رابطۂ وحدت کے ٹوٹنے کا موجب ہین اِس لیئے کہ مخالفت ضد ہی موافقت کی * اور بہ سبب اسکے کہ کثرت کو غلبہ اور رفع مندی ہی سلسلۂ انتظام کے ٹوٹنے کا احتمال اور بنا سے اتحاد کے گرجانے کا شبہہ ہی اِس واسطے کہ قوام کثرت کہرمان وحدت سے منوط و مربوط ہی * پس لیے دونون خصلتین جہان کے بند و بست کے اُٹھا دینے کا جو بڑا مفسدہ ہی سبب ہوتی ہین * پر کبر وہ قریب عجب کے ہی اور فرق اُنکے درمیان یہہ ہی کہ عجب اُس کمال کا اعتقاد کرنا اپنی شان مین ہی جو حقیقت کے رو سے اُس مین نہین اور پھر اسی کمال کا دعوا کرنا اورون کے ساتھہ اگرچہ وہ اُسکا

معتقد نہو * علاج اُسکا اِس طور سے ہی کہ سوچے مین کہان سے
پیدا ہوا ہون اور حقیقت میری کیا * جو شخص دو مرتبہ پیشاب کی
راہ سے نکلا ہو کس طرح دوسرا اوار کبر و غرور کے ہی جب یقین
اُسکا حاصل ہو تو کبر و نخوت کی بیماری سے اپنی روح کو صحیح
تندرست رکھے * اور مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ
آدمی کو غرور کرنا کیا لائق ہی اِس لیئے کہ اول اُسکا غلیظ نطفہ
اور آخر بدبو مردہ اور بیچ مین خود نجاست کا ڈھونے والا * اور
حدیث قدسی مین ہی کہ کبر میری چادر اور بڑائی میری
ازار بس جو کہ ان دونون کے لیئے جھگڑے اُس کو دوزخ
مین ڈالونگا * اور حدیث نبوی مین آیا ہی کہ حشر کے میدان
مین تکبر کرنے والونکو چھوٹی چھوٹی چیونٹیون کے برابر بناوین حقیقت
اُسکی یہہ ہی کہ سوا اُسے غنی مطلق کے جسکے دامن جلال مین
کسی طرح سے گرد احتیاج کی لگ نہین سکتی * اور وجود
جمیع ممکنات کا اُسکے انوار وجود کا پرتو اور اُسکے دریاے بخشش
کا قطرہ ہی کوئی لیاقت تکبر کی نہین رکھتا * اِس لیئے کہ تکبر
و احتیاج مین منافات ظاہر ہی * بیت * کبر بد ہی اور گدا
سے زشت تر * جیسے جاڑے مین کرین جاڑے کو تر * برا سے تہزا

اونا آدمیونکا شیوہ ہی اور بڑے لوگونکے دل لینے کے لیئے
اور اُن کے پاس جانے اور مال و مرتبے کے واسطے یہہ چال اختیار
کرتے ہین * اور جو کسی کو فضیلت و ہنر ہو اور وہ آزاد ہو تو وہ
عیب جانے کہ اس شیوے سے توسل ڈھونڈھے بلکہ اپنے ہنر و
فضیلت سے اُنکے پاس عزت حاصل کرے * حدیث مین آیا ہی
کہ روز قیامت مین ٹھٹھولون کو بہشت کے دروازے پر
بلاوین جب وے وہان پہنچین در کو بند کر لین پھر دوسرے
دروازے سے بلاوین جسوقت وہان جائین وہین دروازے
موندین * اسی طرح سے اُن کے ساتھہ یہی سلوک اختیار اور ٹھٹھے کی
صورت پر اُنھین عذاب کرین * ایکن خدر وہ دولت اور رتبے
اور اُس کے غیر مین ہوتا ہی پر اُسکی سب قسمون کا موجب
خیانت ہی کیونکہ وہ بدون کی بد اور بڑونکی بُری ہی اور
کسی دانا کے نزدیک بہتر نہین * پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے
اس طریق کو اخلاق منافقین سے شمار کیا ہی اور فرمایا کہ حشر کے
دن فریب دو منہوالونکا ایک نشان ہوگا کہ اُسسے سب لوگ اُنکے
فریب پر مطلع ہونگے یہہ خلق ترکونمین بہت ہوتا ہی اور وفا جو ضد
اُسکی ہی روم اور حبش کے بیچ اکثر ہی * تمیم وہ عبارت

ہی کسی کو تکلیف دینے سے انتقام کے لیئے کہ وہ تحمل ظلم کا
کرے * برائی اُسکی ظلم و انظلام کی حقیقت سے مفہوم
ہوتی ہی * عاقل کو چاہیئے کہ انتقام لینے پر اقدام نہ کرے جب
تک یقین نہو کہ وہ ایک اور ضرر کا باعث نہو لیکن
یہہ بہت سوچ اور فکر تردد اور قوت حلم کے حاصل ہونے سے
ہوسکتی ہی بلکہ بخش ہی دینا بہتر ہی اس واسطے کہ بہ سبب
اسکے دشمن دوست ہوجاے اور طوق شرمندگی کا اُسکی
گردن مین پڑے * کیونکہ اہل غیرت عدو کے بخش دینے کو
باوجود اسکے کہ وہ انتقام لینے پر قادر ہی اپنے اوپر سخت
و ناگوار جانتے ہین * چنانچہ عربی مثل مین کہا ہی معنے اُسکے یہ
ہین کہ دشمنون کا عفو سخت تر ہی دوستون کے ظلم سے *
اور مناسبت وہ دم بھرنا ہی اُن نفیس چیزون کے طلب
کرنے مین جو مشتمل ہین کتنے خطرون پر * لیکن بادشاہون
اور اہل دول کو اُسسے احتراز کرنا بہتر ہی بہر ہمارا تمہارا کیا
چلتا * کیونکہ جس بادشاہ کے خزانے مین نفیس جوہر ہو اُسکے
تلف ہو جانے سے ایمن نہین رہ سکتا * ظاہر ہی کہ گردش
آسمانی اور انقلاب زمانی کے سبب بہت سے ہیر پھیر اور اُلٹ

پلٹت دنیا کے کارخانے ہونے ہیں کیونکہ خیاط روزگار ممکنات کے
لباس طمع کو خطوط شعاعی کے تار سے سیتا ہی * پھر فتنہ
و فساد کی کھونچ کھانچ سے پھاڑکر آتش فنا مین جلا دیتا ہی *
اور نقاش قضا جس ترکیب کی صورت کو اجزاے عنصری سے
بناتا پھر ہاون فلکی مین کوٹ کر اُس مادے سے دوسری ترکیب
تیار کرتا * چنانچہ آیۂ قرآنی مین آیا ہی معنے اُس کے یہ ہین کہ
عادت خدا کی وہ چیز ہی کہ تحقیق آگے گذری اور تو کبھی
خدا کی عادت کے واسطے تبدیل نہ پائیگا * اور جب بادشاہ
اُن نفائس مین سے کوئی ایسی چیز جسکو دل سے چاہتا ہو
کھووے تو بے شبہہ آثار غم و الم کے اُسکے صفحۂ خاطر مین
زیادہ اُس خوشی کے مرتبون سے پیدا ہون جو اُسکے ہاتھہ آتے
وقت حاصل ہوئے تھے * چنانچہ نقل ہی کہ ایک بلور کا قبہ نہایت
خوبصورت اور بڑے بڑے کاری گرون نے اُسے چھیل کر کے
گرد و مدور ایسا بنایا تھا کہ گویا سانچے کا ڈھلا ہوا تھا اور اُسکی
صفائی کے آگے آب و تاب جواہر کی بے آب تھی * اور دیکھنیوالے
اُسکی شادابی سے اپنی آنکھین ٹھنڈی کر لیتے * بادشاہ کے
حضور بطریق تحفے کے لاے * بادشاہ نے بہت تامل سے اُسکو

ملاحظہ فرمایا تو بہت پسند کیا اور اُس کی آنکھون مین دوسرا
آفتاب و مہتاب نظر آیا ٭ ارشاد ہوا کہ اسے خزانے مین
حفاظت سے رکھین تا دونون وقت اُس کے مشاہدے سے دل کو
خوش کرے ٭ اور یہ مقرر تھا اُس کے کہ کون دولتمند ہی کہ زمانہ
اُسے مکدر نہین کرتا جب حادثۂ زمانی نے اپنی عادت کے طور پر
اُس کو تلف کر دیا بادشاہ اس کے سبب بہت دلگیر ہوا ٭
یہانتک کہ بند و بست ملکی کی تدبیر مصاحبون کی صحبت رعایا کی
رفاہ سے درگذرا اور رات دن تاسف سے اپنے یاقوت
لبون کو گوہر دندان سے کاٹتا اور غایت افسوس سے
اشک عقیقی چہرۂ کہربائی پر بہاتا ٭ اور آنسوؤن کی لڑی
لیکر اُسکے سوداکے بازار مین آیا اور اپنے نقد اوقات کو
اُسکے ذکر مین صرف کرنے لگا ٭ اس قدر سودا نے اُسکے دماغ بیچ
جوش مارا کہ قبۂ بلورین فلک کا اتنے گوہر شب چراغ کے
ساتھ اُسکی آنکھون مین تاریک ہو گیا ٭ لعل باوجود اُس
سنگدلی کے اُسکی آتش غم سے موم کی مثال پگھل گیا ٭
اور جگر مرجان کا اُس گران جانی سے خون ہوا ٭ خواص و اعیان
ملک کے کسی گوہر نفیس کی تلاش مین جس سے بادشاہ کا

دل بہلے جتنی سعی و تردد کرتے تھے محروم اور نا امید پھرتے * آخر الامر عنان ملک داری کا سلطان کے قبضۂ اقتدار سے چھوٹ گیا اور خلل کلی امور مین پیدا ہوا * جبکہ بادشاہون کا یہہ حال ہی پس زیر دستون کے اگر کوئی اچھی چیز ہاتھہ لگے زبر دست لوگ اُس کی طمع سے سر اُٹھاتے ہین اور اُس کے چھیننے کے لیئے ہاتھہ بڑھاتے ہین * اگر وہ کچھہ چون چرا کرے پشیمانی کھینچے بلکہ نہ دینے کی صورت مین اپنی جان سے ہاتھہ دھو بیٹھے * پس عاقل کس لیئے ایسا اختیار کرے جس سے اتنے فساد برپا ہون * مصرع * مین چاہ جہان کی ہون نہ جہان جان ہی میری * یہی ہی کلام غضب کے اسباب اور اُسکے علاج مین * پر جو کوئی زیور اعتدال سے آراستہ ہی غضب کی دوا اُس کے نزدیک آسان ہی * کیونکہ غضب وہ ظلم ہی اور عدالت کی سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہی اور کسی طرح بہتر نہین * جو لوگ اپنے خیال باطل سے توہم کرتے اور کہتے ہین کہ غضب علامت بڑی جوان مردی کی ہی اور اپنی نادانی سے اُس کو شجاعت جانتے ہین محض خیال فاسد ہی اِس لیئے کہ جو خصلت سبب فتنہ و فساد کا ہوتی اور جس سے اتنی خرابیان

منصور * اور خویش واقارب نوکر چاکر باند غلام لوگ
بگڑ جاتے ہین وہ اس وجہ سے عقل کے نزدیک بہتر ہوتے * اسی
واسطے پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ * جوانمرد وہی
جوان مرد وہ شخص ہی جو غصے کے وقت اپنے تئین تھامبے *
اور جب بعضے لڑائیون سے مراجعت فرمائی ارشاد کیا کہ * ہمین
جہاد اصغر سے پھر آیا جہاد اکبر کی طرف * لوگون نے پوچھا کہ جہاد
اکبر کیا چیز ہی فرمایا کہ * اپنے نفس امارہ کے ساتھ لڑنا * اور
زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ * تیرے دشمنون مین سے بڑا
دشمن تیرا نفس امارہ ہی جو تیرے دو پہلو کے درمیان ہی *
اگر افراط غضب کے ساتھ رواہت کیفیت کی بھی ملجاے تو
حیوان بے زبان سے تشبیہ پیدا کرکے بہائم وجماد کے ساتھ جیسے
پاس مال و متاع ہین یہی طریق درپیش کرے اور چارپایون
اور کبوتر اور بلّی وغیرہ حیوانات کی مارپیٹ سے اپنی تشفّی
خاطر چاہے یہان تک کہ اگر قلم کا قط بنانا اُس کی خواہش کے
مطابق نہو یا چاندی کے سبب صندوق یا پٹارے کا قفل اگر کھول نہ سکے
خفگی کے مارے اُس کو توڑ ڈالے اور دیوانون کی مانند بیہودہ
گالیون مین زبان کھولے یہہ طریق نہایت رذیل ہی * چنانچہ

حساف کے بادشاہون مین سے ایک بادشاہ جو نہور مین مشہور
تھا نقل کرتے ہین کہ جب کشتی اُسکی دریا کے سفر سے دیر کو
پہنچتی دریا پر غصہ کرتا اور حکم کرتا کہ اُس کے پانی کو نکال ڈالین
اور پہاڑون سے بھر دین اِسی طرح سے دریا کی تہدید کرتا *
اور حکیم ابو علی مسکویہ نے بعضے احمقون کی نقل کی ہی کہ جب
چاندنی رات کو سوتا اور بیدار ہوتا تو چاند کے اوپر خفگی کرتا اور
گالیان دیتا * اور مہتاب کی ہجو کہتا اکثر ہجو چاند کی شان مین
اُس سے مشہور ہین * بیت * مہتاب نور بخشے ہی بھونکے
سگ پابد * گیتی کو پوچھ غصہ ترا چاند پر ہی کیون * غرض
ایسی ایسی حرکتین نہایت بد اور سبب ہنسی کا
ہین * بعض جو اُن اوضاع کو اختیار کرے حماقت و نادانی
مین مشہور ہو * یہہ خاصیت ناقصون کی ہی * جیسے
رندیان اور بیوقوف بڈھے اور لڑکے اور بیمار ہین * اور
جس طرح کیفیات بدنی بالغرض مودی اپنی ضد کی طرف ہوتی
ہین اِسی طرح سے کبھی ایسا ہوتا ہی کہ نفسانی کیفیتون مین
بھی رذیلت غضب قوت شہوی کی زیادتی سے جو عبارت
ہوا و حرص سے ہی اور ایک وجہ سے اُنکی ضد بھی پیدا ہوتی *

کیونکہ حریص کو سب خواہشون سے باز رکھین اُسکے غضب کی آگ بھڑکے * او ر بخیل کا اگر کچھ مال نقصان ہو اپنے دوستون اور ہم نشینون پر جو کسی وجہ سے اُس مین مداخلت نہین رکھتے ہین غصہ کرے * لیکن ثمرہ اُن بد خصلتون کا ناراستی اور ندامت کے سوا کچھ نہین * اور جو صاحب عدالت عقل کی ترازو مین اپنے جواہر اخلاق کو سنجیدہ رکھے * اغماض و اکرام و عفو و انتقام مین ہے جو حال کہ پیش آوے طریق اعتدال پر چلے * منقول ہی کہ سکندر بادشاہ کی خدمت مین ایک بے وقوف شوخی اور عیب جوئی کرنے لگا خواصون مین سے کسی نے عرض کی اگر بادشاہ اِسکو تنبیہ کرین تو اِس حرکت سے باز رہے اور اورون کی عبرت کا موجب ہو * بادشاہ نے فرمایا کہ یہہ بات رای صحیح اور عقل صریح کے برخلاف ہی کیونکہ ہم سے اب تک اُسکو کچھ ایذا نہین پہنچی ہی * اور جو شخص کہ اِس ماجرا سے واقف ہو اُسی کو یہہ کہے * اور جب مین اِسکو دکھہ دون تو بلا شبہہ میری مذمت اور عیب جوئی مین مبالغہ کریگا اور داناؤن کے نزدیک اُسکے لیئے جاے عذر ہوگی * اور کسی وقت مین باغبانون

مین سے ایک شخص بہ سبب نافرمانی کے اسیر ہوا تھا سلطان سکندر اُس کی لغزش سے درگذرا اور اُس کو آزاد کیا * حضور مین سے ایک شخص نے بہت تیش کھا کر کہا کہ اگر مین تمسا ہوتا اِسے مروا ڈالتا * شاہ نے جواب دیا جب مین تجھسا نہین ہون اِس واسطے اِس کو نمارا * علاج بزدلی کا وہ چپ رہنا ہی انتقام کے لینے سے جب کہ مناسب ہو اور وہ ضد ہی غضب کی اِس لیئے کہ وہ اسباب مین افراط ہی * اور ہر آئینہ بہت سے مفاسد اس مرض کے لازم ہین جیسے ذلت و خواری و بد زندگی یا اُس کے حقوق مین لوگون کا طمع فاسد کرنا اور کامون پر کم ثابت رہنا اور سستی مزاج کی اور طلب راحت کرنی جو سبب نا امیدی کا ہی سعادتون سے اور ظالم کو اپنے اوپر قادر کرنا اور اپنی اور اپنے اہل کی بُرائیون مین راضی ہونا نصیحت اور گالی سنکر چپ رہنا اور بے غیرتی اختیار کرنی اور سب کامون سے رہجانا * پر علاج اس بیماری کا اور مرضون کے برابر رفع سبب سے ہوتا ہی * اور وہ اپنے تئین اس حالت کی قباحت پر تنبیہ کرنے اور غصے کی چال پر چلنے سے موافق تدبیر مناسب کے

ہوسکتا ٭ ہرگاہ کہ افراد انسانی مین غضب مرکوز ہی جب ناقص ہو تحریک کار سے آگ کی مانند پتھر سے نکلے تو اس باب مین مخاصمہ کرنا اُس شخص کے ساتھہ جسکے مکر و فریب سے بچ سکئے بہتر اور پیش آنا اُن آدمیون سے جو اُس کے گالی دینے اور خفیف کرنے مین مبالغہ کرین نافع ہی ٭ اس مقام کے مناسب ایک نقل ہی کہ منصور بن نوح کو جو والی خراسان کا تھا وجع مفاصل عارض ہوا اور اُس زمانے کے بڑے بڑے طبیب دوا کرنے سے عاجز ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سے اِسکی تدبیر نہین ہوسکتی ٭ تب ارکان دولت کی راے اِس پر ٹھہری کہ محمد ذکریا رازی سے جو رازدان قوانین طب کا ہی مشورت کیجیئے ٭ اور کسیکو اُسکے لانے کے واسطے بھیجا ٭ جس وقت دریاے شور کے کنارے پر آیا ناؤ کی سواری سے ڈرنے لگا آدمیون نے اُس کے ہاتھہ پانون باندھہ کر کشتی مین ڈال دیا بہرصورت دریا سے پار ہو کر حضور تک لاے ٭ اگرچہ ہر طرح کی تدبیر کرنے مین کچھ قصور نہ کرتا تھا لیکن نتیجہ مراد کا حاصل نہوتا ٭ فرد ٭ کسنجبین نے قضارا بڑھایا صفرا کو ٭ عجب کہ روغن بادام سے ہو خشک دماغ ٭ بعد اسکے بادشاہ سے عرض کی کہ ہرچند مین نے معالجے جسمانی

کپہنچے پر کچھ فائدہ نہوا ۞ اب تدبیر نفسانی باقی رہی ہی اگر اُسسے
آرام ہوا تو بہتر نہیں تو کچھ بھروسا نہیں دیکھتا ہون ۞ یہہ کہہ کر
بادشاہ کو تنہا حمام کے درمیان لے گیا اور کہہ دیا کہ کوئی یہان نہ
آوے آخر جب حمام کی گرمی نے بادشاہ کے بدن مین تاثیر کی
تب ایک چھری نکال کر سامھنے آیا اور دشنام معارضہ دینے لگا
اور کہا کہ تونے حکم دیا تھا کہ میرے ہاتھہ پانون باندہ کر پانی مین
ڈال دین اور بے حرمت کر کے کوسون کی راہ سے لاوین ۞
اب مین اسی چھری سے انتقام اُس کا تجھہ سے لونگا ۞ یہہ
بات سنتے ہی سلطان کی آتش غضب بھڑکی اور بے اختیار
وہان سے اُچھلا محمد ذکریا نے جلد باہر آکر ایک پُرزے کاغذ مین لکھہ کر
بادشاہ کے کسی خواص کو دیا اور کہا کہ شاہ کو باہر لاؤ جو
اِس مین لکھا ہی اُسی تدبیر سے عمل کرو ۞ اور وہین تیز قدم
گھوڑے پر سوار ہو خراسان سے باہر نکلا آخر الامر بادشاہ کی
اُسی طریق سے تدبیر کرنے لگے کہ شفاے کلی حاصل ہوئی سبب
اُس کا یہہ ہی کہ مواد بلغمی کو جو موجب مرض کا تھا حرارت غضبی
نے گرمی حمام کی مدد سے تحلیل کر دیا پھر بادشاہ نے ہرچند اُسے
بلوایا پر اُس نے ملاقات نکی اور عذر کر بھیجا کہ بندے نے خدمت

سلطانی مین جو بے ادبی کی ہی او وہ مصلحت علاج کے لیئے تھی *
شاید بادشاہ کدھی اُسکو یاد فرماے اور خاطر مبارک مین گرانی
آسے تو بادشاہون کے قہر سے کسی طرح جان بر ہونا متصور
نہین * اِن باتون سے غرض یہہ ہی کہ آتش غضب کا اشتعال
کرنا اگرچہ وہ بہ سبب سرد مزاجی کے سست ہوئی ہو ممکن ہی *
جیسے بعضا شخص لڑائیون اور خوف کی جگہون مین
جاتا اور طوفان کے وقت کشتی مین جا بیٹھتا اس لیئے کہ خوف
وہراس کے صدمے سے اطلاع حاصل ہو * علاج خوف کا وہ عبارت
ہی ایک ہیئت نفسانی سے جو توقع کے نزدیک مکروہ ہو * اور
نفس انسانی اُسکے دفع کرنے پر قادر نہو * اور نسبت توقع کی
اُس شی کے ساتھ ہو سکتی ہی جو زمان استقبال مین ہو سکے
پس وہ شی ضروری ہی یا ممکن اور ممکن کا سبب یا فعل
شخص ہو یا اُسکے فعل کا غیر لیکن اِس صورت مین ڈرنا
مقتضا عقل کا نہین * پس کسی عاقل کو نچاہیے کہ اُنکی کسی
صورت مین خوف کرے * اور اگر وہ شی ضروری ہی اور معلوم
ہو کہ دفع اُسکا قدرت بشری کے احاطے سے باہر ہی تو علاج اُسکا
سواے اِسکے نہین کہ اِس پر راضی ہو اور اُس آفت کو قبول

کرے * کیونکہ بہ سبب اُس حالت کے دین و دنیا کی تدبیرون سے رہ جاتا ہی * ایسی خصلت کہ جسکے سبب یہہ فساد برپا ہو اُسکو شقاوت دارین مین پہنچاتی ہی اور جو ممکن ہو اور سبب اُسکا فعل شخص کا نہو لیکن جب وہ اپنی ذات کی نظر سے ہونے نہونے مین برابر ہی تو ہونے پر یقین کر کے بالفعل اپنے تئین غم و الم مین ڈالنا خلاف راے صواب کے ہی * بلکہ اُسے ہونے نہونے پر چھوڑ دینا چاہیئے یہہ قسم اگرچہ رضا و تسلیم کے رو سے قسم اول کے ساتھہ خصوصیت رکھتی ہی * لیکن جب ہونے کا یقین نہین ہی تو اپنے تئین خوف مین ڈالنا اولی ہی * اور اگر سبب اُسکا فعل شخص کا ہو تو لازم ہی کہ برے اختیارون سے اجتناب کرے اور اُس کام کا اقدام نہ کرے جس سے مآل اُسکا بد ہو جاے * اِس لیئے کہ جان بوجھہ کے بُرائیون پر کمر باندھنا مقتضا عقل کا نہین * کیونکہ جو جانتا ہی کہ جس بُرائی کے ظاہر ہونے مین فضیحت ہوتی ہی اور جو چیز ہونے والی ہو اُسکا ہونا کچھہ دور نہین پس یقیناً اُس پر اقدام نہ کریگا پس سبب خوف کا پہلی صورت مین حکم کرنا ممکن کے اوپر ہی اُسکے وجوب کا اور اس صورت مین اُسکے امتناع کا ان دونونکا منشا سمجھہ بوجھہ کا

قصور ہی اور جب خوف کے سبب و نمین سے موت بہت برا سبب
ہی تو اُسکو چھوتا جاننا اور اُسّے پروانہ کرنا مناسب ہی * علاج
خوف موتکا پہلے سوچا چاہیئے کہ موت انسانکی فناے ذاتی نہین اِسواسطے
کہ نفس ناطقہ دریاے ملکوتی کا ترشح اور عالم جروت کے آثار سے
ہی * اور فنا کو اُسکی بقا کے میدان مین دخل اور حوادث
زمانی کا اُسکے جوہر ذات سے کچھ علاقہ نہین * بیت * مرتا ہی
کب وہ جو کہ ہوا زندہ عشق سے * ثابت ہی جاودانی ہماری
کتاب مین * اور یہہ قاعدہ حکمت کے بیچ عقلی دلیلون سے
مستحکم ہو چکا ہی اِسس مقام مین جو کہ مناسب ذکر کا ہو
یہہ ہی کہ اگر انسان فرض کرے کہ اُسکے اعضا مین سے کوئی
عضو مثلا ایک اُنگلی جاتی رہے تو اُسکی انانیت مین کچھ نقصان
نہین ہوتا * اِسی طرح سے اگر دوسرا کوئی عضو جاتا رہے یہان
تک کہ تمام عضو اُسکے بتدریج منتفی ہو جائین اور نظر تعمق سے
مرتبہ ذات مین تامل کرے تو اُس کو محفوظ پاوے * جب یہہ
اِسس مقدمے کی ہوئی تو معلوم ہوا کہ موت سے ڈرنا یا
اِسی واسطے ہی کہ اُس کی حقیقت کو جانتا نہین اور اُس کے خیال
مین گذرتا ہی کہ مرنا موجب فناے ذاتی کا ہی * یا یہہ سبب

تصور کرنے اُس الم کے جو موت کی حقیقت مین ہی یا گمان
کرتا ہی کہ مرنے مین کچھ اُسکا نقصان ہوتا ہی یا اُن احوال کو
سوچتا ہی جو بعد موت کے پیش آئین خواہ اُسی کو جیسے
عاقبت کے عذاب یا اُس کی اولاد کو یا اُسے حیرت آجاتی ہی کہ
مرنے سے کیا ہوگا لیکن جب عقل کی نظر سے اُن چیزون کو دیکھے
اور اندیشے کی کسوٹی پر پرکھے تو وے سبب خوف کا ہو نہین
سکتی ہین * پہلی صورت مین اس واسطے ہی کہ تمہید سے
معلوم ہوا کہ حقیقت موت کی عبارت ہی علاقۂ نفس انسانی
کے چھوٹ جانے سے جو بدن کے ساتھہ ہی اور آلات بدنی
کے رہجانے سے * اور دوسری صورت مین اِس سبب سے کہ
ہرگاہ الم جسمانی حیات کا سبب ہی اور حیات تعلق نفسانی کا
پرتو اور موت اِس تعلق کو اُٹھا دیتی ہی * پس حقیقت مین
موت اُس الم کے دفع ہونے کا سبب ہی کیونکہ جو چیز غیر ملایم
کے معلوم کرنے کا سبب تھی سو تو منعدم ہوگئی پھر خوف کس
بات کا * اور تیسری وجہ مین جاننا چاہیئے کہ موت حقیقت انسانی
کے آثار کی متمم ہی * چنانچہ قدیم حکیمون نے اُس کی تعریف مین
کہا ہی کہ انسان زندہ گویا اور مرنے والا ہی پس موت

اُس کی نہایت اور تمامی ہوئی پھر اُس مین تو ہر نقصان کا کرنا قصور عقل ہی * مصرع * سنا نہین کہ ہوا جو کوئی تمام ہوا * دانا کو چاہئے کہ طبیعت کے بندی خانے سے نکل کر عقل کے میدان وسیع مین آوے اور حیات عقلی کو حیات جسمانی کے اوپر ترجیح دے * اور اُس کمال کی طرف جو عقل کے وسیلے سے حاصل ہو قصد کرے * اور ہمت کے پانون سے ساتوین آسمان پر چڑھ کے عالم ملکوت مین اپنی منزل اختیار کرے * ابیات * سحر کو طائر قدسی سے مین سنی یہہ صدا * مقام رہنے کا ہرگز نہین ہی یہہ دنیا * بنایا عالم علوی مین گھر ہی تیرے لیئے * عبث تو دام ہوس کا یہان اسیر ہوا * * فرد * تجھے جو دولت وصل اُس کی ہاتھہ آئی علا * ندا ال طرح اقامت کو تو یہان حاشا * اور ریحو تھی وجہ مین جب ترتب عذاب کا گناہ کی صورت پر ہی * پس چاہیئے کہ جو موجب گناہ کا ہو اُس پر اقدام نہ کرے * کیونکر منت سے خوف اُسکی بد فعلیان ہین * اور پانچوین صورت مین اگر دہشت اُسکی اپنے قبیلہ اور اولاد و خویش و اقارب کی شکستہ حالی سے ہی تو سوچے کہ فیضان ہدایت ازلی کا بہ مقتضاے حکمت لم یزلی کے

اِس عالم موجودات کی ہر ایک شی کو جس طرح اُسکا
بند و بست مناسب جانتا اُسکی نہایت معین پہنچا دیتا ہی کہ کسی
شخص کو اُسکے بدلنے کا بقدور نہین ہو سکتا پھر کیا غم ہی *
فرض کیا کہ اگر وہ زندہ بھی رہے لیکن اُس کے جیتے جی مین
پرورش اُن لوگون کی اُسکے ارادے کے موافق میسر کہان
پاتا۔ مشیت الٰہی کے تدبیر سے پرورش پاتے ہین * چنانچہ
آنکھون دیکھتے ہین کہ بہت سے فاضل اپنی اولاد کی تربیت کے
واسطے بجان و دل ساعی ہوتے ہین پر کوشش اُن کی اصلا فایدہ
نہین کرتی * اور جو تاسف اُس کا اِس لیئے ہی کہ وہ سب
سے جدا ہو جاتا اور مال و ملک اُسکے ہاتھ سے چھوٹتا ہی تو یہہ
حُزن کی قسم سے ہی لیکن یہہ اُن چیزون کے واسطے غم کھانا ہی
جن کی غمخواری مین کچھ فائدہ نہین * انشاء اللہ تعالی علاج
حُزن کا بھی اِسکے پیچھے بیان ہوگا * پھر اِسکے بعد تقریر کی جاتی
ہی کہ حکمت کے درمیان مقرر ہی کہ (ہر ایک موجود کو معدوم
ہونا ہی) * اور بدن انسانی بھی جملہ موجودات سے ہی پس
اُس کو معدوم ہونا ضرور ہوا کیونکہ اجزاے عنصری اگرچہ
حرکات فلکی کے سبب آپس مین ملے ہین لیکن ہر ایک بنظر

اپنی اپنی ذات کے داعی افتراق کا پس بالضرورت ایک دن جدے ہو جاینگے اسکے لیئے کیا اندیشہ ہی * بیت * بے سیل متفق کہ اکھارینگے یہہ درخت * بے باد مخالف کہ بجھادیوین یہہ چراغ * پس جو شخص اپنی زندگی اور بدن کی آرایش چاہتا وہ ضمناً اُس فساد کو چاہتا ہی جو اُس کے بدن کو لازم ہی چاہیئے کہ تصور کرے کہ اگر موت نہوتی تو مقاصد کی نوبت ہم تک کیونکر پہنچتی * ابو علی سکویہ نے کہا ہی اگر فرض کرین کہ اسلاف مین سے کوئی ایسا شخص جسکا حفظ نسب مقصود ہو جیسے حضرت ولایت پناہ امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ اپنی ہر آل و اولاد کے ساتھہ اب تک کہ مدت چارسی برس کی ہی اور وہ زمانہ ابو علی سکویہ کا تھا زندہ رہتے یقین ہی کہ دس ہزار سے زیادہ ہوتے کیونکہ باوجود اتنے ظلم ستم کے جو اِس خاندان مین ہوئے اور ظالمون نے اُن کے استیصال کرنے مین سعی و تردد کیا اب بھی قریب دو لاکھہ کے اُنمین سے بلاد متفرقہ مین موجود ہین اور ہر ہر شخص مین جو اُنکا ہم عصر تھا اگر یہی اعتبار کرین تو اِس چارسی برس کی مدت مین زیادہ اِس حساب سے ہووے اور یہین سے معلوم ہوا کہ اگر چارسی برس تک آدمی مرین

اور توالد و تناسل کا سلسلہ برقرار رہے تو خلقت نہایت کثرت سے موجود ہو جاے پھر جب یہہ مدت دونی ہو تو لوگونکا دونا دون خانہ شطرنج کے دونے دون بڑھکار کے درجے سے باہر جاے اور کوہ و بیابان اور عرصہ ربع مسکون کو جیسے مہندسون نے عقل و فکر کے وسیلے سے نایا ہی اگر ہر ایک شخص کے لیئے تقسیم کرین تو کسی کو اتنی جگہہ میسر نہ آوے جو پاؤن رکھے اور سیدھا کھڑا رہے اور جو چاہین کہ ہاتھہ اُٹھا کر آپس مین ملکر کھڑے ہون جب بھی زمین تنگی کرے * پھر بیٹھنا اُٹھنا سونا آرام کرنا چلنا پھرنا ضرورت کے واسطے کہان پایئے کھیتی حویلی وغیرہ درکنار * جب کہ آٹھہ سی برس کی مدت بلکہ اِسّے کمتر مین نوبت یہان تک پہنچے تو اُسکے دونے دون کا کیا دخل * پس حیات جاودانی چاہنی اور مرنے کو بُرا جاننا خیال فاسد ہی * دانا کو لازم ہی کہ آیینۂ خاطر کو ایسے گمان فاسد کے غبار سے صاف و مصفا رکھے * اور سوچے کہ جو اِس عالم امکان کے بندوبست مین مشاہدہ کرے تو آئین کامل اور قانون افضل ہی اور توہم زیادتی کا لاحاصل * پر جو کوئی آرزو دوام زندگانی کی کرے اور طول امل کے سبب درازی عمر کی اعتدال کی حد سے چاہے تو سوچے کہ بہت حیات

سے غرض لذت زندگانی ہی اور معلوم ہی کہ پیری کے وقت تمام قوتین اُسکی سست ہو جاتی ہیںن اور اُسکے حواس ظاہری و باطنی مین خلل راہ پاتی ہی اور تندرستی جو اصل لذائذ ہی نہین رہتی اور اِس آیت کے مقتضا کی طرف جسکے معنے یے ہیںن کہ جسے ہم بہت عمر دیتے ہیںن اُسے خلق کے بیچ سرنگون کرتے ہیںن تمام احوال اُسکے راجع ہو کر قوت اُس کی سستی سے آرام بے آرامی سے اور آبرو بے آبروئی سے متبدل ہوتی ہی چنانچہ قبیلہ اور اولاد اُسّے بیزار ہو جائین علاوہ ہردم ایک ایک ہمدم کی مفارقت یار و آشنا کی جدائی اور ہر ساعت طرح بطرح کے دکھہ درد مین گرفتار ہووے پس جو شخص حد اعتدال سے طول عمر کی تمنا کرے تو حقیقت مین اُن پریشانیونکا طالب ہو جو اُسکے تابع ہیںن * اور جب معلوم ہوا کہ موت سے چارہ نہین اور حقیقت اُسکی نفس انسانی کا رہائی پانا بدن کثیف کے بوجھہ اُٹھانے سے اور آزاد ہونا طائر ملکوتی کا قالب ناسوتی کے قفص سے ہی اور تحقیق ہوئی کہ قرارگاہ نفس انسانی کا اور ہی عالم ہی پس دانا کو چاہیئے کہ سعادت سرمدی کے حاصل کرنے اور لذت ابدی کے پانے کے لیئے سعی و کوشش کرے *

اور چارپایون کی مانند دانے پانی کی طرف سر نہ جھکاوے * اور قواے جسمانی کو لذات عقلی کے تحصیل کرنے کے واسطے مصروف رکھے اور اِس پیدایش مین علاقات بدنی کے تعلق سے قطع نظر کرکے مطابق اُس آیت کے جسکے معنے یہ ہین کہ تم موت کے آگے سے مرجاو اپنے تئین موت ارادی سے مردہ صفت بناوے * پھر جس وقت مرگ طبیعی آ پہنچے تو زمین و مکان کی تنگی سے چھٹکارہ پاکر اعلی علیین کے وسعت آباد مین رب العالمین کی درگاہ مین جو مقصود اصلی اور راہبیا اور اُسکے دوستون کا مکان ہی پہنچ کر حیات ابدی حاصل کرے * چنانچہ افلاطون نے کہا ہی تو اپنے ارادے سے مرجا پھر حیات طبیعی سے زندہ رہ * شعر * خوب دن وہ ہی کہ اس منزل ویران سے چلون * ساتھہ جانان کے چلون راحت جانی پاؤن * ذرہ سا رقص کنان راہ طلب گاری مین * پہنچون مطلب کو گراس چشمۂ خور تک پہنچون * یہی علاج ہی امراض قوت غضبی کا * اما قوت شہوی کی بیماریان بھی افراط یا تفریط کی جہت سے یا رداءت کیفیت کے سبب پیدا ہوتی ہین * اور ہر ایک کے تحت مین بہت انواع ہین لیکن مخوف تر ان مین سے چار ہین * افراط شہوت * بطالت *

حزن * حسد * پس ان کے علاج کا بیان بطور اختصار کے مناسب ہی * علاج افراط شہوت کا اگر وہ بسبب کہانے پینے کے ہو تو اُن کی رذالت اور شریکون کی خست کا ملاحظہ اور اُن خرابیون اور برائیون کا جو اُن سے پیدا ہوتی ہیئن ضرور ہی * جیسے سستی اور ذلت اور بے اعتباری اور لوگون کے نزدیک سبک ہوتا ہی * اور ہر طرح کی خرابیان جیسے کم عقلی اور بے وقوفی اور نوع بنوع کی بیماریان جو قواعد طبی کے طور پر اُن سے ظاہر ہوتی ہیئن * چنانچہ طبیبون نے کہا ہی کہ تمام مرضون کا موجب کہانے پینے کی زیادتی ہی * اور حضرت علیہ السلام کی حدیث مین آیا ہی کہ شکم خالی رکھہ کر کھاؤ تو صحیح و تندرست رہو * اور دوسری حدیث مین فرمایا ہی کہ * پر شکم کہانا سب بیماریون کی جڑ ہی * اور جو شہوت عورتون سے ہو تو لحاظ کیا چاہیئے کہ ضعف بدن اور فساد عقل اور نقصان عمر اور تلف مال کے برے سببون مین سے عورتون کی چاہ ہی * امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی علیہ الرحمۃ نے اِس شہوت کی تشبیہ عامل ظالم سے دی ہی کہ اگر بادشاہ اُسکو مطلق العنان کر دے

تو رعیتون کا مال و اموال لوٹ لے اور اُن کو فقر و فاقے مین
ڈالے اور بادشاہ کے خزانے مین فوج کے بندوبست کے
لیئے کچھ نہ پہنچاوے ٭ اسی طرح سے یہہ قوت شہوت بھی
اگر مغلوب و تابع عقل کے نرہے تو تمام مواد صالحہ و اخلاط
محمودہ کو جسے قوت غاذیہ کی رعیتون نے حاصل کیا تھا اپنے
حوائج مین صرف کرے ٭ اور سب قوا و اعضا کو ضعیف و
سست کر دے اور جو عقل کے حکم سے اعتدال کے طریقے
پر بقدر ضرورت کے نوع کے باقی رہنے کے لیئے اقتصار کرے تو
اُس عامل کے برابر ہو جو تحصیل خزانہ قانون عدالت پر
کرتا ہی ٭ اور بادشاہت کے انتظام کے واسطے جیسے گھاتی
بند کرنی پل بند ھوانا شکر روانہ کرنا ہی صرف کرے لازم
ہی کہ سوچے کہ عورتون سے صحبت کرنے کی لذت اکل و شرب
کے مزے سے زیادہ تر ہی ٭ پس جیسا عقل کے نزدیک بد ہی
کہ ایک قسم کا کھانا اپنے گھر مین موجود رکھہ کر اس قسم کے
طعام کے واسطے گھر گھر مانگتا پھرے ٭ ویسا ہی برا ہی کہ عقل
و شرع کی آبرو کھو کر اپنی حلالہ کی قربت کو چھوڑ کر حرام
کے مقامون مین پرائی خبیث عورتون سے صحبت رکھے باوجود

اسکے کہ اِتنے مفاسد شرع و عقل کے بموجب اُسّے پیدا ہوتے ہیئن * چنانچہ حدیث پیغمبری مین آیا ہی کہ زنا سے عمر نقصان ہوتی اور برکت رزق کی جاتی رہتی ہی * اور زبور مین مسطور ہی کہ جو بلائین زانی پر مسلط ہیئن اُن مین سے کمتر یہہ ہی کہ اُسکی روزی سے برکت اُٹھہ جاتی ہی اگر عنان اختیار کو ہوا و حرص کے ہاتھہ مین دے اُس درجے کو پہنچے کہ فرض کرین دنیا کے پردے مین ایک ہی عورت باقی رہے کہ اُسّے قربت نکی ہو اور خیال کرتا ہی کہ اُسکے ساتھہ نزدیکی کرنی ایسی لذت ہی کہ کسی عورت مین متصور نہین یہہ نہایت نادانی اور اُس کی حماقت ہی * اور اگر بقدر اعتدال کے قوت شہوت کو استعمال مین لاوے تو اُن بُرائیون سے محفوظ رہے * اور قوم نے اِس مقام مین عشق کو شہوت کے مرضون مین سے شمار کیا ہی * اور اِس قوت کے مرضون مین سے اُسکو بدترین بیماری کہا ہی اور وہ اپنی ہمت کو مصروف رکھنا ہی ایک شخص معین کی تلاش مین بہ سبب غلبۂ شہوت کے پر علاج اُسکا یہہ ہی کہ اُسکا خیال چھوڑے اور اُن دقیق علمون اور اچھے پیشون مین اشتغال رکھے جن مین بہت تامل اور مشقت کی

احتیاج ہو * اور استفراغ کی دوائین جن سے قوت شہوی کے
مواد متحرکہ اخراج پائین یا ایسا علاج اختیار کرے جس سے
آتش شہوت ٹھنڈھی ہو رہے * چنانچہ طب کی کتابون مین
مشروح ہی * اشراق لیے باتین عشق بہیمی مین تھین جو منشا
افراط شہوت کا ہی پر عشق نفسانی کہ سبب اُسکا مناسبت روحانی
ہی رذائل کے عدد مین نہین ہی بلکہ فضائل کی قسمون سے ہی *
کیونکہ لطیف طبعون کو اچھی صورتون کی بحکم اِس کے کہ جنسیت
موجب آمیزش کا ہی بڑی خواہش ہو سکتی ہی * چنانچہ اشارہ
اسکا عدالت کے بیان مین ہوا ہی * اور جو اِس مقام مین
مناسب ہی بیان اُسکا یہہ ہی کہ مزاج شخص کے اعتدال کی
نسبت جتنی بہت لطیف و شریف ہوگی اُتنی ہی اُسکی روح
کی خواہش اچھی صورتون اور خوش آوازون اور نیک خوئی
کی طرف ہوگی اِس لئیے کہ جب عاشق و معشوق کے کمال کا
درخت ایکہی سر زمین سے پیدا ہوا اور ایکہی آب و ہوا کی
تاثیر سے پرورش پاے اور اُنکے اعتدال مزاجی کے پودھے ایکہی
چشمے سے سیراب ہون تو اُن کے درمیان خواہش اتحاد کی جو
حقیقت مین محبت اِسی کا نام ہی یقیناً ظاہر ہوگی جب وے دونون

حشریف نسبتین دو محل مین ظاہر ہون تو بہ سبب اختلاف
استعداد و خصوصیت محل کے بلے شبہہ ایک اتم و اعلی
ہوگی اور دوسری انقص وادنی پس عاشقیت نقصان کے
جیب سے سر نکالتی اور معشوقیت کمال کے پردے سے جلوہ
دکھاتی * اور اول خفا و اختفا کو چاہتی ثانی بملا اور رہنا کو * اسی واسطے
اعداد متحابہ مین کہ وہ عبارت ہی اُن دو عددونسے جن مین ہر ایک کے
کسور ملکر دوسرے کے عین ہوتے ہین جیسے دوسو بیس اور دوسو
چوراسی حکیمون نے کہا ہی کہ اگر دو شخصون کو کبھی امر مین
اتفاق ہو اُن دونون عددون پر کھانے کی چیزون مین سے یا اُنکے
بغیر مین سے یا ہر ایک اُنمین سے اُن دونون عددون سے کسی کے
وفق عدد کو تختی مین کھدوا کر اپنے پاس رکھے تو البتہ اُنکے درمیان
محبت اور دوستی پیدا ہو چھوٹے عدد کو عاشق کے لیئے اور بڑے کو
معشوق کے واسطے مقرر کیا ہی * جاننا چاہیے کہ کسور سے یہان
مراد کسور صحیح ہی اور کسور صحیح دوسو بیس ۲۲۰
کے جو اقل عدد متحابہ کا ہی گیارہ ہین اس حساب سے
آدھا ایک سو دس ۱۱۰ چوتھائی پچپن ۵۵ پانچوان جز چوالیس ۴۴
دسوان جز بائیس ۲۲ گیارہوان جز بیس ۲۰ بیسوان جز

گیارہ ۱۱ بائیسوان جز دس ۱۰ چوالیسوان جز پانچ ۵ پچانوان جز چار ۴ ایک سی دسوان جز دو ۲ دو سے بیسوان جز ایک ایسے تمام اجزا عدد اقل متحابین کے برابر ہیں عدد اکثر متحابین کے اپنے عدد کے برابر نہیں اِس لیئے کہ مجموع ان گیارہ اجزا کے دو سی چوراسی ۲۸۴ ہیں اور یہی مقدار عددین متحابین کے اکثر عدد کا ہی * اور کسور صحیح عدد اکثر متحابین کے پانچ ہیں نصف ایک سی بیالیس ۱۴۲ ربع اکہتر ۷۱ ستّروان جز چار ۴ ایک سی بیالیسوان جز دو ۲ دو سی چوراسوان جز ایک ۱. مجموع ان پانچون جز کے دو سی بیس ۲۲۰ ہوسے یے مساوی عدد اقل متحابین کے ہیں اپنے عدد کے نہین اول عدد کا نام رک اور ثانی کا نام رکد ہی * اخلاق جلالی اور ترجمے مین آ کے اعداد متحابہ کا حساب نہ تھا اور اکثر طالب العلم یہان گھبراتے تھے اِسس لئیے خادم الطلبہ غلام حیدر نے اِس حساب کو یہان پر وضاحت کے ساتھہ لکھہ کر لاحق کر دیا تا کہ شائقون کو نفع پہنچے اور اِس گنہگار کو ثواب اور یہہ عشق شعار حکما متاّلہین کا ہی اِس قسم کا عشق نیک اسراری اور روشن دلی کا موجب ہی اِس لیئے کہ جہان کہین آفتاب جہانتاب عشق کا

بحکم اُس آیت کے جسکے معنے یہ ہیں میں نے زمین کو اُس کے
پروردگار کے نور سے روشن کیا روح انسانی کے مشرق سے
نکلے کثافت طبعی کی تاریکی عدم کے مغرب میں غایب ہو جاے
اور جس جگہہ عشق و شوق کی آتش جو جلا دیتی ہی تمام
عالم کو وصف حال اُس کا ہی وجود کی بستی میں لگے * طبیعت کے
گھرون کو دروبست جلا دے * شعر * آتش عشق نے
یہہ خرمن پندار جلایا * جان و تن دین یہہ دل سب کو یک بار
جلایا * بل بے ای عشق جہان سوز عجب شی ہی تو * دین کو
زندہ کیا کفر کا آثار جلایا * اِس واسطے حکیمون نے کہا ہی کہ تین
چیزون سے ذہن کی تیزی اور روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی
ہی * پہلی عشق * دوسری فکر * تیسری ناصح ذکی و شریف
کی نصیحت ماننی اِس لیئے مشایخ صوفیہ نے طالب گار کو پہلے
تعشق کے واسطے ارشاد کیا ہی * مصرع * اِس سے بہتر اور
کیا ارشاد ہی * اور حدیث میں ہی کہ جو عاشق پاک ہو
اور اُسے چھپا کر موا تو وہ شہید موا * اور دوسری حدیث
میں ہی کہ خدا جمیل ہی اور جمیلون کو دوست رکھتا ہی * اور
شیخ ذی النون مصری نے فرمایا ہی جو چاہے کہ خدا سے اُنس

پیدا کرے تو پھر ایک شی ملیح اور چہرۂ صبیح کے ساتھہ انس اختیار کرے * اور عاشقون کے بادشاہ ابو محمد روزبہان فرماتے ہین که اسرار لاہوتی رحمت ناسوتی سے بچے ہوے ہین * اور حسن ناسوتی عکس ہی جمال لاہوتی کا * شعر * کون ایسی جاہی وان نہین اُسکے جمال سے * پر تو چمک جھلک جو کچھ کائنات مین * اور بحقیقت یہہ که بحکم ایک مقولۂ عربی کے جسکے معنے یہ ہین * که جڑ ھہ شاخون سے لگی ہوئی ہی محبت ازلی کے اسرار ممکنات کے قلوب مین بھرے ہوئے ہین * اور عشق اول کی روشنی کی چمک جو مضمون اُس کلام قدسی کا ہی جسکے معنے یہ ہین که * پس مین نے چاہا که پہچانا جاؤن اعیان ممکنات کے ذرون پر پڑتی ہوئی ہی یقین ہی که وہ ایک پرتو ہی که افلاک مین میل ارادی کے طور پر جو مبدأ ہی حرکت دوری کا ظاہر ہوا اور عنصریات مین میل طبیعی کی صورت سے پڑا * اور نباتات مین نشو و نما کا سبب ہوا حیوانات مین بصورت قوت شوقی کے پیدا ہوا اور نفوس کاملہ انسانی مین بصفت عشق نفسانی کے جلوہ دکھایا * اور جو کوئی عبرت کی آنکھون سے دیکھے اور تمام عالم مین پھر آوے اور فرشتون کے مقام سے ہو کر

جو کثافت طبیعت سے بری ہین آسمانون کی سیر کرے پھر وہان سے مرکز زمین مین اُترے تو ایک ذرّے کو بھی نور عشق کے پرتو سے خالی نہ پاوے * شعر * عشق کی خم سے دیا آکے ازل مین اک جام * چرخ کھاتے ہین فلک اور زمین پست گرے * بیت * تری چاہ سبب کے دلون مین بھری * نہین کوئی تیرے ہی غم سے بری * سریان کے بڑے بڑے حکیمون نے عشق کو موجودات مین سے ثابت کیا ہی لیکن جب کہ تفرقہ کرنا درمیان عشق نفسانی اور عشق بہیمی کے مشکل ہی اور ہر ایک کو قواے شہوی اور طبیعت کی خواہشون کے مغلوب کرنے کی قدرت نہین ہی کیونکہ * مصرع * کیا جانے ہی ہر کوئی آئینہ بنانے کو * جو چالاک آدمی عشق کی راہ مین نامرادی کے پاؤن جرءت سے رکھتے ہین اور جیتے مردے ہو کر طبیعت کی خواہشون اور شہوت کی لذتون سے اپنے تئین بند کر سکتے وے گوگرد سرخ سے بھی عزیز تر ہین اور اگر آدمی ایسے ہین کہ ہوا و حرص کے دام مین گرفتار ہو بدنظری کے قید سے نہ چھوٹ کر فسق کا نام عشق رکھتے ہین * چارپایون کی خاصیت کے ساتھ دعوا کمالیت کا کرتے ہین * اور باوجود پابندی رشتہ

ہوس کے مرتبۂ آزاد کے مدّعی ہین * افسوس صد افسوس
بیت * تو شد اِس راہ کا! تھون مین سایبان کے دیا * ہر کس
کب یہہ سنا ہی کہ وہ شہباز ہوا * اِس سبب یہہ طریق
بہت راست ہو سکتا ہی * شعر * زندگی کرو کہ خالی ہو وے
چاہ و پیار سے * اول و آخر ہی اُس کا قتل اور آزار سے * یہہ
نصیحت مین نے کی تبرسے تئین اب دوست جان * برخلاف
اُسکے فلان جس نے کیا پیزار سے * جس علامت سے عشق
نفسانی اور بہیمی کے درمیان فرق کرتے ہئے چنانچہ امام غزالی نے
بعضے تصنیفون مین لکھا ہی وہ یہہ ہی * کہ اگر کوئی شخص جس سے
لذت اسطرحکی پاوے جیسے سبزے اور آب روان اور
اُسکے مانند کے دیکھنے سے پاتا ہی تو یہہ نشانی شہوت مارنے کی
ہی اور اِس صورت مین نظر اُسکی مباح ہی اور اگر دوسری
لذت پاوے جو سبب شہوت انگیزی کا ہی اُس کا نام عشق
بہیمی ہی تو نظر اُسکی حرام اور دوسرے حکیمون نے کہا ہی کہ
عشق نفسانی مین اکثر بات چیت اور ناز و انداز کی رغبت
ہوتی ہی اعضا اور اُن کی خوش ترائی کی رغبت سے اس لیئے
روح کی خواہش روحانیات کی طرف زیادہ تر ہی جسمانی کی

خواہش سے اور جب کہ عشق کی باتین ایسی نہین جو ضمناً
بیان کی جاوین تو اسی قدر پر اختصار کر کے اصل بات کی طرف
رجوع کیا * علاج حزن کا وہ عبارت ہی ایک الم نفسانی سے
جو کسی محبوب کے ہجران اور مطلوب کے فقدان سے پیدا
ہوتا ہی سبب اُسکا طمع اور حرص کرنا ہی شہوات جسمانی
اور لذات بدنی کے حاصل ہونے مین اور توقع رکھنا ہی متاع
اور آرایش دنیاوی کے بیچ * علاج اُس کا تامل کرنا ہی
اِس مین کہ عالم کون و فساد کے اسباب قابل ثبات کے نہین
جیسے خوف موت کے علاج مین اُسکی طرف اشارہ ہوا ہی *
اور جو کہ ثابت و باقی رہ سکتا ہی وہ امر عقلی اور سعادت
نفسانی ہی * کہ زمان و مکان کے علاقے اور ضدون کے تصرف
اور فساد کے دخل سے برتر ہی * جب اِس بات کا یقین کامل
حاصل ہو طمع بے جا اور خیال بیہودہ چھوڑے اور دل کو اسباب
دنیوی مین جو ڈھلتے ہوئے سائے کے برابر ہین نہ لگاوے بلکہ
کمال عقلی اور ملکات فاضلہ کے حاصل کرنے مین جو نیکی باقی
اور ذوالجلال کی درگاہ کے نزدیک ہونے کا سبب ہین ہمت
مصروف رکھے * اور حرص کے مکان سے جو محل ہی حزن دائمی

اور الم روحانی کا نجات پاکر رضا و تسلیم کے مقام میں جو کہ
بہجت حقیقی اور سرور دائمی کا محل ہی پہنچے * چنانچہ مضمون
اِس آیۂ کریمے کا جسکے معنے یہ ہیں کہ ہان تحقیق خدا کے
دوستون کو کچھ خوف نہیں اور وے غمگین نہ ہووینگے
اُس سے خبر دیتا ہی * بیت * جسکو بھایا وصال سبحانی * کب
اُسے بھاوے لذت فانی * بیت * جز قصہ جام جم سے رہا یادگار
کیا * زنہار مت لگا تو دل اپنا جہان پر * اور چاہیے کہ جو اپنے
پاس ہی اُس سے خوش دل رہے * اور جو اُسکے نزدیک
نہیں ہی اُسکے لیے غمگین نہووے * تو ہر دم کے خوش وقتی سے
زندگانی کرے * چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ تحقیق اللہ تعالی
نے اپنی حکمت اور بزرگی سے رضا و یقین کے بیچ راحت و
فرحت کو چھپایا ہی * اگر اُسپر سخت گذرے تو گروہ خلائق
کے احوال میں فکر کرے کہ ہر کوئی اگرچہ وہ اہل حرفے سے بھی
ہو تو بمقتضا اِسکے کہ ہر ایک قوم اپنے اپنے پیشے کے
ساتھ خوش اور اپنے چال و چلن اور راہ و روش کے
مطابق مسرور و محظوظ ہی بالکہ اور دن کو نام دھرتا ہی
بس فضیلت کے طلبگار کو چاہیے کہ اِس بات میں

نادان گمراہون سے بھی کم نہوے * اور پڑانئے مال و متاع
پر نظر نرکھے اور اپنی خسارت سے بھی غم نہ کھاے * چنانچہ خداوند
تعالی حضرت رسالت پناہ کو اپنے کلام اعجاز انتظام مین
فرماتا ہی کہ * تو اُس چیز کی طرف مت دیکھ جسسے برخوردار کیا
مین نے کتنون کو اُن کافرون مین سے دنیا کی زندگانی کی
آرایش کے لیئے تا اُنھین ہم آزماوین بیچ اُسکے * اور
بطلموس حکیم نے کہا ہی کہ حریص ہمیشہ فقیر رہتا ہی اگرچہ تمام
دنیا اُسکی ہو اور قانع تونگر اگرچہ اُسکے پاس کچھ نہ ہے اور
قرآن کی بعضے منسوخ آیتون سے وہ آیت ہی جسکے معنے یہ
ہین * کہ اگر بنی آدم کے پاس دو میدان سونے روپے سے
بھرے ہوئے ہوتے تو ہر آئنہ تیسرے کی آرزو کرتا اور آسے
آسودہ نکریگی مگر خاک * بیت * ہوس کے بادہ سے پر ہووے
کب یہ کاسہ سر * یہ سچ کہ اوندھا پیالہ بھرا نہ دیکھا کبھئی *
اور کندی حکیم اُسپر دلیل لایا ہی کہ غم کھانا ضروریات سے
نہین ہی بلکہ وہ ایک ایسی حالت ہی جو اختیار کا دخل اُس
مین تمامتر ہی * اور وہ اختیار اِس طور سے ہی کہ ایک جوہر
مطلوب کسی شخص سے مفقود ہوجاے تو تامل کرے کہ البتہ

ایک جماعت ہی کہ اُسّے محروم ہی اور ساتھہ اِس کے
بھی وہ خوشش و محظوظ رہتی ہی بہہ دلیل اُسکی ہی کہ فقدان
مطالب سے غم کھانا کچھ ضرور نہاین اور کچھ مصیبت یا آفت
کسی شخص کے اوپر آن پڑے یقین ہی کہ بعد چندے حزن
اُسکا خوشی اور رونا اُسکا ہنسی سے مبدل ہوتا ہی اور
مثال اُسس شخص کی جو اسباب دنیاوی کے بقا کی تمنا کرتا ہی
کیسی ہی جیسے ایک شخص کسی ضیافت مین حاضر ہو
اور خوشبوئی مجلس کے درمیان ہر ایک آدمی کو نوبت
بنوبت پہنچائین اور ہر کوئی اُسس مین سے فائدہ اُٹھاے
جب نوبت اسکی آوے تو خصوصیت کی خواہش کرے اور
چاہے کہ اپنے ہاتھہ سے نہ دے اور جو اُسس سے چھین لین تو
افسوس اور ندامت مین پڑے کیونکہ تمام اسباب دنیاوی
امانت الٰہی ہین ہر ایک کو طبقات خلائق سے اُسکے وقت
اُسے عنایت کرتے ہین جس وقت کہ ارادہ بے سبب متعلق
ہو اُس سے لے لین * چنانچہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا
ہی کہ مال و منال اور زن و فرزند امانت کے سوا نہین اور
بالضرور ایک دن سب کو پھیرلے * پس عاقل کو چاہیئے کہ

امانت کے پھیر لینے مین خوش ہو اور حزن و تاسف کو اپنی طرف راہ نہ دے * اور ایک بزرگ نے کہا ہی کہ اگر سوا عاریت کے دنیا کا اور عیب نہو تا تو بھی چاہیئے تھا کہ صاحب ہمت اُسکی طرف التفات نہ کرتا * سقراط حکیم سے پوچھا کہ تیرے بہت خوش اور تھوڑے ناخوش رہنے کا کیا سبب ہی بولا کہ مین کسی چیز پر دل نہین لگاتا ہون کہ اُسکے جانے سے غمگین ہون * علاج حسد کا وہ برائی دولت کے زائل ہونے کی آرزو رکھنی ہی خواہ اُسے وہ ملے یا نملے * اگر سبب اُسکا خواہش اِس کی ہو کہ وہ نعمت اُسے حاصل ہو تو یہہ قوت شہوی کی مشارکت سے ہوتا ہی * اور جو باعث اُسکا فقط یہی ہو کہ محسود کو دکھہ پہنچے تو قوت غضبی کے رذائل سے ہی بمدد اخانت قوت شہوی کے * اور یہہ مرض سب مرضون سے نہایت بد ہی اِس لیئے کہ حاسد برائی بہتری اور فراغت سے ملول ہوتا ہی اور کدھی نعمت الٰہی اہل عالم سے منقطع نہین ہوتی پس حزن والم اُسکا کبھی انقطاع نپاوے * اور حدیث مین آیا ہی کہ حسد نیکون کو کھا جاتا ہی جیسے آگ لکڑی کو کھاتی اور حسد کی نوعون مین سے بدترین حسد وہ ہی کہ علما کے درمیان ہو کیونکہ اسباب

دنیاوی آدمیون کی کم توانائی کے سبب محل منازعت گے ہیں توکبھی ایسا ہوتا ہی کہ ایک شخص کو دولت حاصل ہوتی ہی بغیر اسکے جو دوسرے سے زائل ہو متصور نہین ہوتی بخلاف علم کے کیونکہ وہ اس عیب سے منزہ ہی اور اُس مین کچھ مزاحمت کا دخل نہین اور خرچ و تصرف سے زائل و نقصان نہین ہوتا * سچ ہی کہ حسد اُن لوگون کا بھی اسباب دنیاوی کی طرف رجوع کرتا ہی * علاج حسد کا حزن و غضب کے علاج کے قریب ہی * اور غبطہ وہ ہی جو تمنا کرے کہ جیسی نعمت اورون کو حاصل ہوئی ہی ویسی مجھے بھی ہو * بے آرزو کیئے اسکے کہ غیر کی نعمت زائل ہو اگر یہہ امور دنیاوی مین ہو تو قدر کفاف اور مصلحت سے زیادہ چاہنا مذموم ہی اور باندازِ گذران اور بہبود کے محمود * اگر عاقل دانا اُن بحثون مین فکر کرے تو اُنکی مدد سے اور مرضون کے علاج پر قادر ہو * مثلاً کذب کے معالجے مین ملاحظہ کرے کہ بول چال اور گفتگو سے غرض یہہ ہی جو غیر کے احوال سے خبر دے یا اپنے ما فی الضمیر کو اظہار کرے اور جھوٹ اُس کا منافی ہی * بس کذب کو اُس مین دخل دینا بے موقع اور ظلم اسی سے

عبارت ہی * باعث کذب کا حرص مالی ہی. با حرص جاہی
رذالت اُسکی ظاہر ہی اِسی قیاس پر تمام رذائل ہیں *

دوسرا لامع تدبیر منزل میں اِس میں چھ لمعے ہیں * پہلا لمعہ

منزل یعنے مکان کی احتیاج میں * ہرگاہ کہ انسان اپنی زندگانی
کے لیئے کھانے پینے کی طرف محتاج ہی لیکن غذاے انسانی
بغیر تدبیر صناعی کے جیسے کھیتی اور اُسکا تردد اور آباد کرنا پھر
جب پکے تو کاٹنا انبار کرنا ہانا جھاڑنا کوٹنا پیسنا پکانا وغیرہ کے
ممکن اور انتظام اُن سبھون کا بدون اعانت و شراکت کے
متصور نہیں بخلاف حیوانون کی غذا کے اِسلیئے کہ وہ
طبیعی ہی صناعت کا دخل اُسمین کچھ نہیں * اور جب کہ
روزانہ قوت لابدی کا ہر روز موجود کرنا خیلے قباحت ہی تو
احتیاج ہوئی کہ قوت سالانہ جمع کیجیئے اور اُسکو حفاظت میں
رکھیئے * لیکن محافظت اُسکی بے امداد کسی مردم معتبر اور
بغیر ایک ایسے مکان کے کہ جہان محفوظ رہ سکے اور چور اُچکے
کے ہاتھ سے بچ رہے ہو نہیں سکتی * پس ضرور ہوا کہ حویلی
اور گھر بنایے اور جب کہ ہر ایک شخص کو اِس پیشے کی
ترتیب کی جو قوت کے حاصل کرنے کے لیئے ضرور ہو احتیاج تھا

تو البتہ اُس کے واسطے ایک مددگار بھی چاہیئے کہ جس وقت مالک اپنے مکان سے کسی کام کو جاے تو وہ نگہبانی کرے یا خانہ داری کے ضروری کاموں میں اُسکے ساتھہ اعانت کرے * پہر یہہ احتیاج باعتبار احوال شخص کے ہی اور بنظر احوال نوع کے ضرور رہی کہ ایک عورت کو نکاح میں لاے کہ بسبب اُسکے توالد و تناسل ہوا کرے * پس حکمت الہی مقتضی اُسکی ہی کہ مناکحت سے بندوبست خانہ داری اور سررشتہ توالد و تناسل دونوں مضبوط ہوں اور جب اولاد پیدا ہو تو تدبیر اُسکی اچھی روش سے واجب جانے جس وقت ایک جماعت یعنے جورو خصم اولاد اکٹھے ہوں تو بے شبہہ ان کی گذران کے بندوبست کے لیئے معاون درکار ہوں تو خدمتگار چاکر نوکر کی احتیاج ہو * اور اسی جماعت سے جو منزل کے رکن ہیں انتظام معاش کا انجام پاوے پھر جبکہ بندوبست ہر کثرت کا الفت یکجہتی پر موقوف ہی پس انتظام خانہ داری بھی تدبیر صناعی سے جو موجب رابطۂ الفت کا ہی ہو سکتا ہی * لیکن ان شخصوں میں سے اِس تدبیر میں باپ اولی ہی * تو ریاست منزل اور سیاست اہل اسی کی راے پر مفوض

رہے * اور اس مدبر کو لازم ہی کہ ہر طرح کی تدبیرون سے
جیسے رغبت دلانی ڈرانا وعدہ کرنا قہر کرنا تکلیف دینی نرمی
گرمی مہربانی خشم گینی بیمارداری غمخواری وغیرہ ہی اہتمام
کرے تا جو کچھ اُس کی تدبیر مین ہی آئین مناسب سے ظہور
پاوے * اور اس مقام مین گھر سے مراد وہ گھر نہین جو
گل ولاے اینٹے پتھر گھاس پھوس اور لکڑی سے بناوین بلکہ
مقصود اُسی سے الفت یکجہتی ہی جو خصم جورو اور باپ
بیٹے اور نوکر و اقا اور مال و صاحب مال کے درمیان متحقق ہو *
خواہ ویسے گھرون مین رہین یا خیمہ و خرگاہ اور درختون کے
سایے اور غار اور پہاڑون مین * تدبیر منزل عبارت
ہی اسی فریق کی سیاست احوال کے طریقے کی پہچان سے اِس
طور پر اختلال سے مامون رہ سکے اور جب تمام آدمیون کو
ایسے اجتماع کی احتیاج ہی پس سب کو اِس علم کا حاصل کرنا
ضرور پر تدبیر منزل کی اصل اُصول یہہ ہی کہ مدبر اپنے ارکان
منزل کے احوال کو دیکھے اور ہر ایک کو اُسکے مرتبے کے موافق رکھے
اور جو کسی سے خلل پیدا ہو تو اُس کی اصلاح کرے جیسے
طبیب عضو اشرف کی مصلحت کے لیئے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا

جائز بلکہ واجب جانتا ہی تو تدبیر منزل مین بھی رکن خسیس کو اشرف کا تصدق کرنا لازم ہی * اور اگرچہ خصوصیت منزل کی اِس فن مین ملحوظ نہین ہی جیسے اُسکی طرف اشارہ ہوا * لیکن حکیمون نے اچھے اچھے مکان کے بنانے کے لیئے ایما کیا ہی * اور کہا ہی کہ بہترین مکانون سے وہ ہی جو مضبوط ہو اور چھت اُسکی بلند اور دروازے اُسکے بڑے ہون اور ایک ایک پاکیزہ مکان ہر موسم کے موافق اُس مین تیار رہے اور اُس احتیاط کی رعایت کرنی جس سے جلنے ڈوبنے سیندھہ لگانے چوری ہونے کیڑے پتنگے سانپ بچھو وغیرہ کے صدمون سے بچ سکے واجب ہی لیکن حدیث مین آیا ہی کہ چھہ گز سے اونچا مکان نہ بنادے * اور جب اِس قدر سے زیادہ ہو تو ایک فرشتہ پکارے کہ کہان تک اے مسرف * اور ہمسایون کے احوال کو بھی لحاظ کیا کرے کیونکہ بدذات ہمسایہ بہت فساد برپا کرتا ہی * افلاطون نے زرگر محلے مین جگہہ بنائی تھی جب اُسکی حکمت کو پوچھا بولا سبب اِس کا یہہ ہی کہ جس وقت نیند غلبہ کرتی اور فکر و تامل سے موقوف کردیتی ہی تو اُن کے ہتھوڑون کی آواز سے جاگ اُٹھتا ہون * دوسرا الہجہ

قوت اور مال کے جمع کرنے کی تدبیر مین * جب معلوم ہوا
کہ آدمی کی احتیاج قوت لابدی کے پیدا کرنے کی طرف ہی تو
تدبیر اُسکی اِسطور پر ہی کہ ہر ایک قسم کی جنس جمع
کرے اِس لیئے کہ اگر اتفاقاً کوئی جنس اُن مین سے تلف
ہو جاے تو دوسری کام آوے اور بہ سبب کاروبار اور ضروری
معاملون کے پیسے کی طرف جو حافظ عدالت اور ناموس
اصغر ہی احتیاج ہو اور آبرو حرمت اور ستہرائی اور راہنی
مضبوطی اور بندوبست کے لیئے تھوڑا اُس مین سے اور
جنسونکی بہنایت کے برابر ہی اِسی واسطے غلّے اور اناج دور دراز
کے مکانون سے لانے کی حاجت نہین ہی اگر پیسا نہوتا تو اور
شہرون سے ضروریات کے ڈھولانے کی مشقت برداشت
کرنی ضرور ہوتی لیکن حال و مال کی فکر یا باعتبار آمد یا بنظر خرچ
یا بلحاظ حفاظت کے ہوسکتی * پر آمد کی دو قسمین ہین * ایک
اختیاری جو شخص کی تدبیر پر موقوف ہی جیسے صناعت یعنے
پیشہ * دوسری وہ کہ جسمین اختیار کا کچھ دخل نہین
جیسے میراث یا بخشش ہی * اور سب پیشون کی جڑ تین
چیز ہین ہین * چنانچہ بعضے آیمۂ دین نے بھی کہا ہی یعنے * کھیتی *

سوداگری * اور پیشہ * امام شافعی اِس پر ہیںن کہ اِن تینون مین تجارت بہتر ہی * اور اُسکے اصحابون سے ماوردی نے کہا ہی کہ زراعت بہتر ہی * اور متاخرین عالمون سے بعضون نے کہا ہی کہ اِس زمانے مین پیسے کورتی مین اکثر شبہہ ہی اور جھوتھہ آدمیون پر غالب تو تجارت مین احتیاط کم ہوسکتی پس زراعت بہتر ہی * جب کہ امام شافعی کے زمانے مین مال حلال بیشتر اور دیانت وامانت لوگون کی اکثر تھی اِس واسطے اُس نے سوداگری کی ترجیح کا حکم دیا تھا * حکیم کہتے ہیںن کہ سوداگری کا اعتماد نہ کیا چاہیئے کیونکہ شرط اُسکی سرمایہ ہی اور وہ تلف ہونے سے بچ نہین سکتا * اور کسب وحرفے مین تین چیزون سے احتراز کرنا واجب ہی * پہلی ظلم سے جیسے تولنے ناپنے مین کچھہ تفاوت کرنا * دوسری بےغیرتی سے جیسے مسخرگی بیہودہ پن اور ٹھٹھا اور جو چیز ذلت مین ڈالے * تیسری کمینہ پن سے جیسے خاکروبی دباغی ساتھہ اسکے کہ وہ اچھے پیشے کرسکے * لیکن اُن پیشون مین سے بعضا ضروری ہی جیسے کشت کاری ہی مثلا اور بعضے غیر ضروری * چنانچہ زرگری اور نقاشی حاصل کلام حرفے کی تین نوع ہیںن * شریف *

وخسیس * و متوسط * شریف وہ ہی کہ قوت نفسانی کے ساتھہ تعلق
رکھے یہہ پیشہ امتیازی صاحب مروت لوگون کا ہی پر اُس
مین سے ذی شان تین قسم ہین * پہلی جو علاقہ جوہر عقل سے
رکھی ہی جیسے وزارت کا کام * دوسری وہ جو علم و ادب
سے متعلق ہو جیسے کتابت اور لیاقت اور نجومی طبابت
حساب دانی پیمایش کا ہنر * تیسری جو زور اور شجاعت
سے علاقہ رکھے جیسے سپاہ گری * اور کمینے پیشون کی بھی تین
قسمین ہین * ایک وہ جو عوام الناس کی بہتری سے خالی
ہو جیسے غلہ فروشی کرنی نفع کی نیت سے اور جادوگری اور
علم تسخیر یہہ حرفہ بد لوگونکا ہی * دوسری جو فضیلت نفسانی
کے برخلاف ہو جیسے مسخراپن گلانوتی اور جوآ اور یہہ پیشہ
سفیہون کا ہی * تیسری جس سے طبیعت نفرت کرے جیسے
حجامی دباغی خاکروبی یہہ پیشہ کمینون اور ادنی لوگون کا ہی
لیکن جب کہ عقل کے نزدیک احکام طبیعی کا کچھہ اعتبار نہین
تو تیسری قسم کو عقل بد بھی نہین جانتی بلکہ زندگی کے لیئے
ضروری ہی پس چاہیئے کہ ایک فریق اِس کام مین مشغول
رہے بخلاف اگلی دو قسمون کے اسلیئے کہ وہ عقل کے نزدیک

بد ہیں * اور جو کوئی جس پیشے مین نام زد ہو لازم ہی کہ اُسمین
سبقت و کمال کا قصد کرے * اور پست ہمتی مین اپنے تئین
نڈالے * اور سوچے کہ دنیا کے بیچ کوئی مرتبہ فراخ روزی سے بہتر
نہین اور اُسکے اچھے سبھون مین سے وہ پیشہ ہی جو عدالت پر
مشتمل ہو کر پارسائی و مروت کے قریب ہو * اور جو مال
کہ غصب سے لے یا بے غیرتی اور کمینے پن سے ہاتھ لگے اگرچہ
بہت سا ہو تھوڑا اور بے برکت ہی شرع و عقل کے رو سے
احتراز کرنا اُسسے واجب ہی * اور جو کچھ حسن مشقت اور حق
حلال سے پیدا ہو اگرچہ تھوڑا بھی ہو تو بہت اور بابرکت ہی *
و لیکن مال کی بخشش اور اُسکے خرچ کرنے مین قد اعتدال کو
ملحوظ رکھے سبیل اُسکی اِس طور سے ہی کہ زیادہ خرچ اور
بخل سے بچاوے اور دکھانے اور فخر کرنے کے لیئے خرچ نہ کرے *
اور چاہیئے کہ خرچ آمدنی سے تھوڑا ہو اور ایام سختی کا لحاظ
رکھے جیسے قحط سالی مفلسی حالت بیماریکی ہین اور مال اموال
کے جمع کرنے مین مناسب یہ ہی کہ کچھ نقد ہو اور کچھ جنس
اثاث البیت کی قسم سے اور کچھ ملک جیسے باغ مواشی
وغیرہ ہی * اسواسطے اگر کسی مین نقصان آوے تو دوسرے

سے بجز اُسکا ہوسکے اور اموال کا خرچ کرنا تین طور سے ہی * ایک وہ کہ مطابق حکم خدا اور شریعت کے قانون پر خرچ کیا چاہیئے چنانچہ زکوٰۃ و صدقہ دینا اور نذرون کا ادا کرنا * دوسرا بطریق سخاوت و اکرام کے جیسے تحفہ تحائف اور بزرگون کو ہدیہ دینا * تیسرا ضروریات کی جہت سے کچھ فایدے کے لیئے یا دفع ضرر کے واسطے جیسے اُمراو سلاطین کے یہان سوغات بھیجنی * اور اپنے قبائل کے کھانے پینے کے لیئے خرچ کرنا اور ظالم بدذات لوگون کو پیسا دینا کہ بسبب اُسکے آبرو حرمت بچ رہے لیکن پہلی قسم مین چار چیزون کا لحاظ ضروری ایک وہی کہ جو کچھ کسی کو دے تو نہایت خواہش اور خوشدلی سے دے اور اپنے ظاہر و باطن مین کچھ دریغ نہ کرے اسلیئے کہ خدا تعالیٰ اپنے خزانۂ بخشش سے جب کسی بندے کو نعمت عنایت فرماے اور اُسے حکم کرے کہ اُس مین سے خدا کی راہ پر کچھ دے تو نہایت بدی کہ عطا کرنے کے وقت خاطر مین گرانی لاے * دوسری یہہ کہ صرف للہ دے اور سوا اِس کے کچھ غرض نہ رکھے تا احسان اُسکا برباد نہو * تیسری وہ کہ بڑی خیراتین ارباب توکل کو

پہنچا سے کہ حق تعالیٰ نے اُن کی شان میں فرمایا ہی مضمون اُسکا
یہہ ہی * کہ نادان اُنکو غنی جانتے ہیں اِس لیئے کہ وے کسی کے
دروازے پر سوال کو نہیں جاتے * چوتھی وہ کہ خیرات چھپا کر
دے کیونکہ علانیہ میں گمان تکبر اور منت رکھنے کا ہوتا ہی
اور شاید مستحق کی خاطر شکنی ہو * اور حدیث نبوی میں آیا
ہی کہ پوشیدہ خیرات خدا کے غضب سے بچاتی ہی * اور دوسری
حدیث میں واقع ہوا ہی * کہ خیرات دینے میں بہتر یہہ ہی کہ
داہنے ہاتھہ سے اِس طور پر دے کہ بائیں ہاتھہ کو خبر نہو * اور
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب
حضرت حق تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تب وہ لرزنے لگی پس
پہاڑوں کو خلق کیا کہ اُسکے سبب ٹھہر رہی فرشتے اِس سے
تعجب میں آئے اور سوال کیا کہ ای بارالہ کوئی مخلوق
تیرا پہاڑ سے بھی سخت تر ہی فرمایا ہاں آگ ہی * پھر پوچھا
کہ اُسّے بھی غالب کوئی چیز ہی فرمایا کہ پانی * پھر سوال کیا کہ
پانی سے بھی اشد ہی فرمایا کہ ہوا * پھر بولے کہ اِسپر کوئی چیز
غالب ہی فرمایا ہاں خیرات پنہانی جو بنی آدم دیتے ہیں
بشرطے کہ دہنے ہاتھہ سے دے کہ بائیں ہاتھہ کو خبر بھی نہو اور

تاثیر اُسکی سب سے زیادہ ہی کیونکہ وہ بلای سخت کو دفع کرنی
ہی * اور دوسری قسم مین پانچ شرطون کی رعایت کیا
چاہیے * پہلی دینے مین جلدی کرنی اِس لیئے کہ انتظار کے بعد شاید
لذت اُسکی انتظار کے الم کے برابر یا اُسے کمتر ہو * دوسری
پوشیدہ دینا تاکہ اظہار کے شر سے محفوظ رہے * تیسری وہ کہ
جو کچھ دیوے اُسے تھوڑا جانے اگرچہ وہ بہت بھی ہو اِسلیئے کہ
یہہ شیوہ اہل مروّت اور صاحب ہمتون کا ہی * چوتھی انعام
کا دروازہ اُسکے حق مین بند نہ کرنا اِس واسطے کہ طول مدت
موجب فراموشی کا اور سابق انعامون کے ضائع ہونے کا سبب
ہوتا * پانچوین اچھے مقامون مین دینا کہ زمین شور مین تخم
افشانی کے مانند نہو * بیت * مصرف بیجا سے واجب ہی گریز *
تانہ مصرف تو کہاوے ای عزیز * اور تیسری قسم مین تین چیز کا
لحاظ کرنا واجب ہی * پہلی حدّ اعتدال کا لیکن اگر دفع ضرر
مقصود ہو تو زیادتی کی طرف میل کرنا اِس قدر مین احتیاط
ہی کہ اپنے اور دولت وحرمت کے ضرر سے بچ رہے * اِسلیئے کہ
اکثر لوگون مین انصاف وعدالت نہین ہوتی بلکہ طمع وحرص
اور بغض وحسد اُن مین بھرے ہیئن * پس بنا نفقہ کرنے کی

عرف عامۂ ناس کے قاعدے پر آبرو و حرمت کی حفاظت کے قریب ہی عرف خاص کی سیرت پر بنا کرنے سے حالانکہ خواہش اکثر آدمی کی اسراف کی طرف ہی * تیسرا لمعہ اہل خانے کی تدبیر مین * چاہیئے کہ غرض اصلی اور مقصود کلّی تاہل سے سوا اِسکے نرکھے کہ اپنے تئین بد کامون سے بچاسے اور خواہش نسل کی اور حفظ مال کا ارادہ رکھے * نہ کہ شہوت پرستی اور لذات بدنی کا ادعا کرے * پر عورتونمین سے بہتر وہ عورت ہی کہ عقل و شعور اور دیانت و پارسائی اور شرم و حیا اور رحم دلی ادب قاعدے اور شوہر کی رضاجوئی کے زیور سے آراستہ اور بانجھہ نہو لیکن اِس صفت کی پہچان اگر باکرہ ہو تو اُسکے کنبے کی عورتون سے ہو سکتی ہی * کہ عورتین اُنکی بانجھہ نہون اور جو ثیبہ ہو تو تفتیش کرے * کہ اُسکے اولاد ہوئی ہی یا نہین اور بی بی لونڈی سے بہتر ہی تا بہ سبب اسکے ہم حشمونکی برابری اور دشمنونکی استمالت اور کاربار دنیادی کی اعانت اور نسب کی حفاظت حاصل ہو * اور ثیبہ سے باکرہ اولی ہی اس لیئے کہ شوہر کی تابعداری اور فرمان برداری اُس مین بیشتر متصور ہی اور جو اُن

فضیلتون کے ساتھہ نسب و حسب اور حسن و جمال بھی رکھتی ہو
تو نہایت بہتر ہی و لیکن ان تینون مین کئی خطرے ہیئن
اسی واسطے احتیاط کیا چاہیئے کیونکہ نسب سبب عجب کا ہوتا ہی
اور جب کہ رنڈیان ناقص العقل ہوتی ہیئن تو بہ سبب پندار
نسب کے شوہر کی تابعداری مین ناک چرہاتی اور مُنہہ بناتی
ہیئن * بارہا کبھی ایسا ہوتا ہی کہ خصم کو خادم کے مثال خیال
کرتین * اور یہہ رسوائی اور حال و مال کی خانہ خرابی کا سبب
ہوتا ہی اور مال و جمال مین اور بھی مفاسد ہیئن اس واسطے
کہ خوبصورت عورت کے خریدار بہت ہوتے اور عقل کہ مانع
قبائح کی ہی اُن مین کمتر اسواسطے بہت سے فساد کی طرف
منجر ہوتین * اور شوہر کو اپنی اہلیہ کے بندوبست مین تین چیزونکی
رعایت کرنی ضرور ہی * پہلی ہیبت کی یہان تک کہ اُسکی نظرون
مین مہیب دکھائے تا اُسکی فرمان برداری اور رضامندی مین
سستی نہ کرے پر یہہ تدبیر کی قسمون سے بہت بڑی تدبیر ہی
لیکن انتظام اُس کا بغیر ظاہر کیئے فضیلتون اور بدون چھپائے
رذیلتون کے متصور نہین * دوسری کرامت کی یعنے اپنے قبیلہ کو
ایسی باتون مین لگا رکھے جس سے پیار و محبت روز بروز ترقی

پکڑے تا اُسکے کم ہوینگے خوف سے شوہر کی خلاف رائی پر اقدام نہ کرے ؛ اور ستر و حجاب میں غیر محرم کی نظروں سے محفوظ رکھے اور اُسکے ساتھہ دلبری کی باتین کیا کرے اور بھلے بھلے ایسی چال چلے کہ اُسے شوہر کی تابعداری کی طمع نہ آوے ؛ تیسری وہ ہی کہ اُسکے خویش واقربہ کے ساتھہ طریقہ اکرام و احترام اور تعظیم تواضع اور دوستی کا طریق معروف جاری رکھے اور بغیر ظہور قصور کے دوسری عورت نہ کرے اگرچہ وہ حسن و جمال اور حسب و نسب مین پہلی سے زیادہ ہو کیونکہ جسقدر رشک و حسد اُنکی طبیعتون مین بھرا ہی ساتھہ نقصانی عقل کے اُنھین قباحت اور فضیحت مین ڈالے اور سوا بادشاہون کے جو مقصود تزوج سے زیادتی نسل کی ہی اور عورتون کی نسبت اُنکے ساتھہ بغیر فرمان برداری کے چارہ نہین بہت نکاح کا حکم نہین دیا پس اُن کو بھی احترازان سے اولی ہی کیونکہ نسبت مرد کی گھر کی طرف ایسی ہی جیسے نسبت دل کی بدن کی طرف اور جیسے ایک دل دو بدن کی زندگی کا سبب ہو نہین سکتا ویسا ایک مرد بھی دو گھر کا بندوبست کر نہین سکتا اور اپنی بی بی کو خرچ یومیہ اور نوکر چاکر باندی غلام کی فرمایش

مین جس وجہہ سے بندوبست گھر کرنے کا جو بی انجام پاسے مختار کرے اس طور پر کہ ہمیشہ دل اُسکا امور خانہ داری اور علاقۂ خانگی مین لگا رہے تاکہ بدچالی اور سستی و کاہلی سے باز رہے اسلیئے کہ نفس اِنسانی تحمل بیکاری کا نہین کرسکتا اور بے فکری آدمی کو بُرائیون مین ڈال دیتی ہی اور موجب باہر نکلنے اور نظربازی کا ہوتی ٭ اور اس سبب شوہر کو حقیر سمجھے اور بدیون پر اقدام کرے چاہیے واسطے بھی اُسکے بیحیے ترین اور سبب فساد کا ہو پر وو تین بیترین جنسے پرہیز کرنا واجب ہی ٭ پہلی آن مین سے بہت چاہت اس لیئے کہ بہ سبب اسکے اپنے تئین تراشتی اور نافرمانی کرنی باکہ چاہتی ہی کہ شوہر کے اوپر حکومت بھی کرے یہہ موجب خانہ خرابی اور رسوائی کا ہی کیونکہ جب حاکم محکوم ہوا اور مالک مملوک تو البتہ انتظام مین اختلال آوے اگر اُسکی محبت مین مبتلا ہو تو اپنے دل مین رکھے احیانا اگر غلبہ کرجاے تو اُن تدبیرون سے جو باب عشق مین کہاہی دفع کرے ٭ دوسری وہ کہ ترے کا مونمین اسکے ساتھہ مشورت نہ کرے اور اپنے اسرار پر بھی مطلع نہ کرے اور مال واموال کرے کہ آئے سواے قوت لابدی کے اُسسے پوشیدہ

رکھے اِسلیے کہ کم عقلی اُسکی باعث مفاسد کا ہوتی ہی * اور
تواریخ مین لکھا ہی کہ حجّاج کا ایک دربان تھا اُسے بہت چاہتا
کسی وقت بات چیت کرنے مین حجاج نے کہا کہ راز اپنا جورو
سے نہ کہنا چاہیے * اور اُس پر اعتماد نہ کریے تب دربان نے کہا
کہ میری جورو بہت دانا اور مہربان ہی اُسپر بہت اعتماد
رکھتا ہون مین اسواسطے کہ بار بار کے امتحان و تجربے سے اسکے
احوال کا وثوق حاصل ہوا ہی اور اُسکو اپنا محرم اسرار
جانتا ہون حجاج نے کہا یہہ طریقہ خلاف ہوشیاری کا ہی مین
اِسبات سے تجکو واقف کردون اِسکے بعد فرمایا کہ ہزار دینار کا
توڑا لاؤ اور اُسپر اپنی مہر کی اور دربان کو دیا اور کہا کہ یہہ
نقد تجھے مین نے بخشا پر میری یہہ مہر اُسپر رہے اِسے گھر لیجا
اور اپنی جورو سے کہہ کہ اُس توڑے کو بادشاہی خزانے سے
چرا کر تیرے لیئے لایا ہون دربان نے ویسا ہی کیا حجاج نے کتنے
دن پیچھے ایک لونڈی اُسکو عنایت کی وہ اُسے گھر مین لایا
اُس کی جورو نے کہا کہ میری خاطر اِس لونڈی کو بیچ ڈال وہ بولا کہ
جس کنیز کو بادشاہ نے بخشا ہی کس طرح اُسکا بیچنا روا ہی
اِسبات پر خفیے ہوئی اور پھر رات گئیے حجاج کے محل سرا

کے دروازے پر گئی اور وہانکے نگہبان سے کہنے لگی کہ تو حضرت کو خبر کر کہ فلانے دروان کی جورو آئی ہی حضور مین کچھ عرض کیا چاہتی ہی غرض جب اجازت پائی تو بادشاہ کے روبرو جاکر اداب بجالائی اور عرض کرنے لگی کہ شوہر اس ضعیفہ کا نعمت خداوندی کا پالا اور دولت بادشاہی سے جیا ہی اب ایک خیانت اُس سے خزانۂ خاص مین سرزد ہوئی لیکن نعمت سلطانی کا حق اِس لونڈی پر واجب ہی اِس لیے پوشیدہ نہین رکھہ سکتی ہون یہہ کہہ کر توڑا مُہر بادشاہی کے ساتھہ روبرو رکھہ دیا اور کہا کہ آپ کے خزانے سے میرا خاوند چرا لے گیا تھا دیکھئے آپ کی مُہر بھی اُس پر ہی حجاج نے دربان کو بلوایا اور توڑے کو اُسکے آگے دھروایا اور کہا کہ یہہ تیری جورو دانا مشفق اور پردہ نشین ہی اگر مین بھید گذشتہ سے واقف نہوتا تو تیرا سر لڑکون کی گیند ہو کر چارپایون کا پامال ہو جاتا * تیسری وہ ہی کہ اپنی جورو کو نظر بازی اور غیر مردون کی بات سننے اور اُن عورتون کی آمیزش سے جو اِن خصلتون مین موصوف ہین منع کرے علی الخصوص بوڑھی رنڈیون سے جو بد کامون مین متہم ہین *

اور حدیث سے نقل کی ہی کہ عورتون کو حضرت یوسف کے قصے پڑھنے سننے سے امتناع ضرور ہی کہ مبادا طریقۂ عفت سے پھر جانے کا سبب ہو اور عورت کو شوہر کے حق مین جن باتونکی رعایت کرنی شرط ہی وہ پانچ خصلتین ہین * پہلی پارسائی اختیار کرنی * دوسری کفایت شعاری * تیسری شوہر سے ڈرنا اور چشم احترام سے اُسپر نظر کرنا * چوتھی تابعداری کرنی اور نافرمانی سے احتراز کرنا * پانچوین معاشرت مین اظہار خوبی کرنا اور خفگی نہ کرنی * حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا ہی کہ مخلوقات مین سے کسی کو سجدہ کرنا اگر درست ہوتا تو مین عورتون کو اُنکے شوہرون کے سجدہ کرنے کے لیئے حکم کرتا * حکیمون نے کہا ہی * کہ نیک زنین شفقت و محبت مین ماکے برابر ہین اور صبر و خدمت مین لونڈی کی مثال اور الفت و صداقت مین دوستون کی مانند * اور بد عورتین ظالمون سے تشبیہ رکھتین ہین نافرمانی اور ہنگامہ پردازی مین * اور دشمنون سے شوہر کی بے آبروئی اور عیب جوئی مین اور چورون سے اُسکے مال کے طمع کرنے مین بطریق خیانت کے * جو کوئی کسی نالایق عورت پر مبتلا ہو تو علاج اُسکا سوا

بمفارقت کے کوئی چیز بہتر نہین اگر فساد کی طرف رجوع نکرے * جیسے اطفال کا ضایع ہونا اور رسوا اُسکے جو فساد ہو * اور اگر جدائی ممکن نہو بدون آمیزش اور دوستی اور دینے لینے کے چارہ نہین اِن سبھون کے بعد بہترین تدبیرون مین سے یہہ ہی کہ اُسکے تئین کسی ایسے شخص کے حوالے کرے جو اُسے برے چلن سے منع کرسکے اور خود سفر دور دراز کا اختیار کرے اور ایک مدت مدید اُس سفر مین رہے تا شاید وہ مسبب الاسباب کوئی سبب خوشی کا پیدا کردے اور خبر نیک اُس کی طرف سے آوے * عرب کے حکیمون نے کہا ہی کہ پانچ قسم کی عورتون سے احتراز کیا چاہیئے * حنانہ * منانہ * انانہ * کیۃ القفا * خضراء الدمن * پر حنانہ وہ عورت ہی کہ دوسرے شوہر سے اُس کے اولاد ہو اور اِس خصم کی دولت سے اُسپر مہربانی کرے * اور منانہ مالدار عورت کو کہتے ہین کہ بسبب اپنے مال و متاع کے شوہر پر منت رکھتی ہو * اور انانہ وہ عورت ہی جسکا آگے ایک خصم تھا اور اُس کو اپنے زعم مین اِس سے بہتر سمجھے اور ہمیشہ اُسکی احوال سے شکوہ شکایت رونا پیٹنا کرے * کیۃ القفا اُس

عورت کو کہتے ہیں جو پارسائی کی چادر میں مستور نہ ہو اور
آدمی پیٹھ پیچھے شوہر کے اُسکی بیحیائی کی جہت نام رکھیں
خضراء الدمن وہ ایک عورت ہی خوبصورت اور بد اصل تشبیہ
اُس کی سبزۂ گلخن سے دی ہی جابجا معنے سید المرسلین ﷺ
کی حدیث میں بھی واقع ہیں پر جو کوئی اہل خانہ کے بندوبست
سے قاصر ہو اُسے تجرد اولی ہی * چوتھا لمعہ * اولاد کی تدبیر
میں پہلے چاہیئے کہ ایک دائی نیک بخت خوش مزاج اُسکے لیئے
مقرر کرے اِسلیئے کہ مزاج اور طبیعت کی خوئیں لڑکونمیں اثر کرتی
ہیں اور جبکہ شریعت حق میں وارد ہوا ہی کہ لڑکے کا نام رکھنا
ساتوین دن بہتر ہی تو اُسکی متابعت کرنی ضرور * تاخیر کی حکمت
یقینا یہہ ہی کہ بعد تامل کے ایک اچھا نام اُسکے لایق مقرر کیا
جائے اِس لیئے کہ اگر کوئی بُرا نام اُسکے واسطے معین کرے تو
ساری عمر بسبب اُسکے پریشانیون سے گذرے اِس
لیئے ماباپ پر فرزندون کا حق ہی کہ نام رکھنے میں شرط احتیاط
کی ادا کرین * جب مدّت دودھ پلانیکی تمام ہوچکے تو اُسکی
تعلیم و تادیب میں مشغول ہوئین تاکہ بد اخلاقی نہ سیکھنے
پاسے اِسلیئے کہ مزاج اطفال کے استعداد قابلیت کی رکھتے ہیں *

اور طبایع انسانی رذائل کی طرف متوجہہ * چنانچہ سابق بیان
اس کا ہو چکا ہی اور اُسکے اخلاق کی درستی مین جس طور
سے کہا ہی پیروی طبیعت کی کرکے تربیت کو نگاہ رکھے جبکہ
قوت تمیز کے پہلے اثرونمین سے قوت حیا ہی * چنانچہ مذکور
ہوئی * تو زیادتی حیا کی فضیلت ونجابت کی دلیل ہی * پس
جس وقت یہہ خصلت اُس سے مشاہدہ کرے تادیب مین
اُسکی زیادہ اہتمام کیا چاہیئے * پہلی تادیب یہہ ہی کہ اُسے
بد اخلاقی کے اختیار کرنے سے کلیا منع کرے اس لیئے کہ طبیعت
صاف مصفّا تختون کے برابر ہین جو نقش اُن مین کھینچیے باآسانی
بن جاے * پھر اُسے احکام دینی اذب وقاعدے کے طریقے
سکھلاے اور اُن کے یاد رکھنے کے لیئے تاکید اور اُن کے انکار پر
زجر و تادیب کرے * پر اُسکی طاقت و قوت کے موافق جس
طور سے کہ احکام شرع مین مقرر ہوا ہی سات برس کی عمر
مین نماز پڑھنے کے لیئے حکم کرے اور دس برس کے وقت
ترک صلوٰہ کے سبب مار پیٹ سے ادب دے اور اُسے نیکو نکے
مدح اور بُرون کے مذمت کرنے پر اُبھارے * اور عیاشی کا
مانع ہو اگر اچھا اختیار کرے تو تعریف سے دل بڑھاوے * اور

جو بری چال چلے تو ندامت سے شرمندہ کرے ٭ اور مقدور بھر ظاہرا ملامت نہ کرے بلکہ اِس طور سے کہے کہ تونے سہوا یہہ حرکت کی ہی بار دیگر ارتکاب اِس کا نہ کرتا دلیر نہو جاے اور جو وہ خود پوشیدہ رکھتا ہی ٭ تو اُسکے راز کو فاش نہ کرے ٭ پھر اگر بار بار ایسی حرکت اُس سے سرزد ہو تو خلوت مین لے جاکر بہت ہی ملامت و نصیحت کرکے اُسکی قباحت کا مبالغہ کرے اور اس کے عود کرنے پر ڈراے اور فاش کرنے اور ہمیشہ ملامت کرنے سے احتراز واجب ہی شاید بہ سبب کثرت ملامت کے ڈھیٹھ ہو جاے اور بمقتضا اُس حدیث کے جسکے معنے یہ ہین ٭ کہ انسان کو جس بات سے منع کرین اُسی کا حریص ہو ٭ خواہش معاودت کی اُسکے مزاج مین آے بلکہ حکمت عملی کے طریقے ان باتون مین اختیار کیا چاہیئے ٭ اور چاہیئے کہ کھانے پینے کی لذت اور لباس و پوشاک کی زینت اُسکی نظرون سے گرا دے کہ اُس کے دل مین یقین ہو جاے جو رنگ برنگ زربفت کا لباس خاصیت عورتون کی ہی اور مردون کو چاہیئے کہ اس سے بے پروا رہین اور ہر دم آب و دانہ کی طمع مین رہنا خصلت چارپایون کی ٭

پہلے کھانے کے آداب چنانچہ تفصیل اسکی آویگی اُسکو سکھلاسے اور سمجھاسے کہ اکل و شرب سے غرض صحت بدن کی ہی نہ اُسکی لذت مقصود ہی اور جتاسے کہ کھانے پینے کی چیزین دوا کی مثال ہیں بس جیسے دوا کو بقدر ضرورت اور مصلحت کے دفع مرض کے لیئے استعمال کرین ویسے کھانا پینا بھی باندازرفع گرسنگی اور تشنگی کے چاہیئے اور اسے ہر طرح کے کھانے سے بھی منع کرین اور ایک ہی قسم پر خوگر کرنا لازم ہی * اور اُسکی اشتہا کو ضبط کرین یہانتک کہ تھوڑے مین صبر کر سکے اور لذت و مزے کی چاٹ مین گرفتار نرہے اور کبھی کبھی اُسکو روکھی روٹی بھی دیا کرین تالاچاری کے وقت کو تأمل سکے پیے طریقے غریبون کے لیئے بہتر ہین اور بڑے آدمیون کے لیئے بہت بہتر * اور دن کی نسبت سے رات کو زیادہ دین تاسستی اور خواب دن کو اسپر غلبہ نہ کرسے پر گوشت موافق سے دین کہ موجب ثقل و بلادت کا نہو اور میٹھی چیزون اور میوون سے اور اُن کھانون سے جو جلد ہضم نہو پرہیز واجب ہی اور کھاتے وقت پانی پینے سے منع کیا چاہیئے ہرچند کہ سب آدمیون کو مسکرات سے احتراز کرنا لازم ہی علی الخصوص لڑکون کو بہت ہی تنبیہ کرنی ضرور اسلئے

کرنے کی چیزین اُنکے مزاج کو زیادہ مضر اور غصے تہور وبے غیرتی اور سبکی کا باعث ہوتی ہین اور یے بد خصلتین اُس کی طبیعت مین مستحکم ہو جاتین بلکہ اُن لوگون کی مجلس سے بہلے اندیشہ اُسے باز رکھا چاہیئے اور بری باتون کے سننے کا مانع ہونا ضرور ہے * اور ہر روز جب تک ادب قاعدے کی مشق سے فراغت نہ کرے اور سختیان نہ اُٹھاسے کھانے کو نہ دین اور پوشیدہ کامون سے اُسکو منع کرین تا بدچالی پر دلیر نہو جاسے اسواسطے کہ بے شبہہ سبب چھپانیکا کوئی امر قبیح ہوگا کہ اِس کام مین تصور کیا ہو * اور دن کے سونے اور رات کے بہت خواب کرنے سے اور اسباب تنعم اور نرم و ملایم کپڑے پہننے سے جیسے ریشم آمیز کپڑے اور بھوئین گھرے گرمیون مین اور آتش و پوستین جاڑون مین باز رکھین اور کدھی کدھی سیر کرنے یا پیادہ چلنے سواری چڑھنے اور مناسب محنتین اُٹھانیکی خو سکھائین اور نشست و برخاست و گفتگو کرنیکے سلیقے جیسے بیان اُنکا آویگا بتائین اور بالونکی آرایش اور زیب و زینت اور زنانے لباس مین اُسکی عادت کرنے نہ دین * اور جب تک اُس وقت کو نہ پہنچے کہ جب انگشتری کار کھنا درکار ہو تب تک اُسے انگوٹھی نہ پہنائین

اور اپنے ہم چشمون سے اور اسباب دنیاوی کے سبب
اُسکو فخر کرنے اور جھوٹھہ کہنے اور سوگند کھانے سے جھوٹھہ
ہو یا سچ منع کرین اسلیئے کہ قسم مطلقاً بد ہی خواہ ترکے سوگند
کھائین یا برے سے شرعاً اگرچہ سچ ہو تو بھی مکروہ ہی مگر جب
کسی مصلحت دینی کے لیئے ہو * مردون کو اگرچہ سوگند کی
احتیاج ہوتی ہی پر لڑکون کو کچھ ضرورت نہین * اور خاموشی
جواب مختصر اپنے بزرگون کے حضور چپ ہو کر سننے اور
اچھی بات کہنے کا خوگر کرین لیکن بزرگ زادون کو اکثر ان
ادبون کی احتیاج ہوتی ہی اور چاہیئے کہ معلم دیندار دانا اخلاق کے
طریقے سے واقف اور پاکدامنی اور عزت و وقار ہیبت و مروت
مین مشہور اور اخلاق شاہی اور اُن کی مجلس کی نشست
و برخاست اور گفتگو اور ہر ایک فریق کی بول چال کے طریقے
سے خبردار ہو اور چاہیئے کہ اور لڑکے اپنی ہم جنس کے بالکہ
بعضے بعضے بزرگ زادے ایسے جو حسن آداب کے زیور سے
آراستہ ہون مکتب مین ساتھ اُسکے رہین تا ملول و غمگین
نہو اور طریقے آداب کے اُن سے سیکھے اور انہین دیکھہ کر تعلیم
و تعلم مین زیادہ سعی کرے اور جس وقت اخوند ادب کے لیئے

اُسکو مارسے تو شور و فریاد اور شفاعت کرنے سے منع کرین کیونکہ یہہ خصلت غلام اور بیچارون کی ہی اور معلم کو چاہیئے کہ جب تک کوئی تقصیر ظاہر اُس سے مشاہدہ نہ کرے مارنے کا اقدام نہ کرے اور جو مار کی حاجت ہو تو پہلے بار چاہیئے کہ شمار مین اندک اور الم مین بہت ہو تا کہ عبرت پکڑے اور معاودت پر جرءت نکرے اور چاہیئے کہ سخاوت کی ترغیب اُسے دین اور نعمت دنیاوی اُسکی آنکھون مین خوار دکھلاوین اسلئے کہ زر و سیم کی محبت کی آفت سانپ کے زہر سے بھی بدتر ہی * امام غزالی اُس آیہ کریمہ کی تفسیر مین جسکے معنے یے ہین * کہ مجھے اور میرے فرزندون کو اصنام کی عبادت سے باز رکھیو * فرماتے ہین کہ اصنام سے مراد زر و سیم ہی * اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی ہی کہ میرے تئین اور میرے فرزندون کو زر و سیم کی پرستش اور اُسکی دل بستگی سے دور رکھیو اسواسطے کہ منشا تمام فسادونکا انہین کی محبت ہی اور تعطیل کے دنون مین اُسکو کھیلنے کی چھٹی بھی دین بشرطیکہ سبب کسی دکھ اور باعث کوئی قباحت کا نہو اور یہہ آداب سب لوگون کو بہتر ہی خصوصاً جوانون کو

نیک نر اور جب آثار تمیز کے اُس مین غالب ہون تو سمجھا ئین
کہ اسباب دنیاوی سے غرض صحت بدن کی حفاظت ہی
نفس انسانی جتنی استعداد دار البقا کی حاصل کریگا باقی
اور قائم رہیگی پس اگر مدبر اہل علم سے ہی تو تربیت مذکور
سے لڑکون کی تعلیم کرے اور جو اہل حرفے سے ہو تو جس وقت
آداب شرعیہ بقدر واجب سے فراغت کرے اپنے پیشے مین
اُسے لگا دے پر بہتر یہہ ہی کہ لڑکے کی طبیعت مین نظر اور اُس
کے احوال مین خوض کرے کہ کون سے علم و ہنر کی استعداد
اس مین زیادہ تر ہی جسکی لیاقت پاسے اُس مین مشغول کردے
اسلیئے کہ بمقتضا اس آیۂ کریمہ کے جسکے معنے یے ہین * جو جسکے
واسطے پیدا ہوا ہی اُسکو آسان ہی ہر شخص کو استعداد
ہر ایک صناعت کی نہین ہی بلکہ ہر کوئی جدی جدی صناعت
کی لیاقت رکھتا ہی اور اِس مین ایک بھید ہی جو سبب قوام
عالم و انتظام احوال بنی آدم کا ہی حکماء سابق مولود کے طالع
مین نظر کرتے اور طریقۂ نجوم سے جس کسب و ہنر کی لیاقت
اُسمین دیکھتے اُس مین مصروف رکھتے اس لیئے کہ جو کوئی جس
فن کی قوت رکھتا ہو تھوڑی کوشش سے اُسمین کامل ہو سکتا ہی اور

جسکی استعداد نہین رکھتا اُسکی سعی کرنی تعطیل روزگار اور تضیع اوقات ہی * اور طبیعت اُسکی جس ہنر سے مناسبت نہین رکھتی اور ہتھیار و اوزار اُس کے موافق بھی نہین تو اُسے اُس ہنر کی تکلیف ندین بلکہ دوسرے پیشے مین لے جائین بشرطِ اِس کے کہ اُسپر قائم رہنے کی یاس لگی ہوئی ہو نا موجب اضطراب کا نہو * اور ہر ایک فن کے درمیان کسی محنت لایق کا جس سے حرارت غریزی کی تحریک اور حفاظت صحت کی مدد اور سستی و ناتوانی کی نفی ہو عادی کرین اور جب کسی ہنر پر قادر ہو تو وجہ معیشت کے حاصل کرنیکے لیئے اُس کو حکم کیا چاہیئے اِس لیئے کہ جس وقت لذت اُسکی پائے تو اُسکی تکمیل کے واسطے زیادہ کوشش کرے اور اُس ہنر کے دقایق مین نظر کر کے سبقت لے جائے اور اُسکی مشقت سے بھی کسب جمیل کی جو خاصہ اشرافون کا ہی عادت کرے اور اپنے باپ کی میراث کا تکیہ نہ کرے اِس واسطے کہ اکثر دولتمندزادے جو دولت پدری پر مغرور ہو کر علم و ہنر کے سیکھنے سے محروم رہ جاتے زمانے کے ہیر پھیر سے خرابی کے میدان مین آجاتے ہین * جب روزگار کرنے لگے اور سبب

اُس کے نفیس مزاج مین آجاے تو اولی و انسب ہی جو اُسے متاہل کر دین اور اُنکے محاصل کو نکال کر جدا کر دین ٭ ولایت پارس کے بادشاہ فرزندون کو لوگ لشکر کے درمیان پرورش نہین کرتے تھے بلکہ داناؤن کے ساتھہ کسی طرف بھیجتے اِس لیے کہ تکالیف و سختی کی عادت اختیار کرین اور رؤساے دیلم کا طریق بھی یہی تھا اور جس نے برعکس اسکے تربیت پائی اصلاح اُسکی مشکل ہی علی الخصوص اُسکی جو کہ سن رسیدہ ہو جیسے سوکھی لکڑی کو سیدھا کرنا بہت دشوار ہی ٭ سقراط حکیم سے کسی نے پوچھا کہ اختلاط تیرا اکثر جوانون کے ساتھہ کس واسطے ہی تو یہی جواب دیا ٭ اور تربیت لڑکیونکی جسکے وے لایق ہین اُسی طور سے کیا چاہیے چنانچہ ہمیشہ گھر کے درمیان رہنا اور پارسائی و پردہ نشینی کے لیئے زیادہ تاکید و مبالغہ کرنا اور شرم و حیا اور اُن خصلتون کے واسطے جنکا بیان عورتونکے احوال مین ہو چکا ہی ترغیب دینا لازم ہی اور اچھے اچھے ہنر اُن کی شان کے موافق سکھلانے ضرور ٭ اور پڑھنے لکھنے سے کلیا منع کیا چاہیئے اور جسوقت بالغ ہون تو اپنے ہم چشمونکے ساتھہ نکاح کر دینے مین تعجیل واجب ٭ یے طریقے اولاد کی تربیت کے

ہین * اور جبکہ اثنای بحث مین بعضے آداب کے شرح کرنیکا وعدہ
کیا ہی تو ضرور ہوا کہ بیان اُسکا بطور اختصار کے کیا چاہیئے
اگرچہ وے مخصوص اطفال ہی کے نہین تاہم بنظر اُنکی استعداد
و قابلیت کے بیان کیا * آداب گفتگو کے چاہیئے کہ بہت نہ بولے
کیونکہ بہت بکنا نشان خلل دماغی اور بیوقوفی اور موجب سُبکی
اور بے اعتباری کا ہی * حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ
حضرت مصطفی ﷺ جو طوطی خوش الحان و ما ینطق عن الہوی کے
ہیے علیہ افضل الصلواۃ اکمل التحیات اعتدال کے ساتھہ گفتگو
اِس طور سے کرتے کہ اگر مجلس دیر تک بھی رہتی تو جو
نکتہ زبان حقائق ترجمان سے ارشاد ہوتا گن سکتے اور بزرجمہر
حکیم نے کہا ہی جب کسیکو دیکھے کہ بے سبب بات کرتا ہی یقین
جانے کہ وہ دیوانہ ہی اگر بولا چاہے جب تک اُسے خوب دل
مین نہ ٹھانے خاموش رہے * حکیمون نے کہا ہی کہ پہلے بہت سوچ
پھر بول * لازم ہی کہ بات مکرر سکرر نہ بولے مگر جس وقت
بہت ہی احتیاج اُس کی ہو اور جب کوئی کچھہ نقل یا قصہ کہنے
لگے اگر جانتا بھی ہو تو جبتک اُس کی بات تمام نہو نہ کہے کہ مین
جانتا ہون اور جس بات کو اُس کے غیر سے پوچھین اُسکا

جواب نہ دے اور جو ایک ایسی جماعت سے سوال کرین
جس مین وہ بھی ہی لازم ہی کہ پیش دستی نہ کرے ۞ اور
جو کوئی اُسکا جواب دینے لگے اگرچہ وہ اِس سے بہتر پر بھی قادر
ہی صبر کرے جب بات اُسکی تمام ہو تب اپنے جواب کی
تقریر شروع کرے اِس طور پر کہ اگلے کے طعن کا موجب نہو اور
جو بات کہ اُس سے کہین جب تک تمام نہو جواب دینے مین
مشغول نہو جو بحث و محاورہ اُسکے سامھنے مذکور ہو اور وہ اُسّے
مناسبت نہین رکھتا ہو تو دخل نہ کرے اور جو بات کہ اُسّے
پوشیدہ رکھین اُسکے سننے کا قصد نہ کرے اور بزرگون سے
کنائے کی بات نہ کہے اور اپنی آواز کو اعتدال پر رکھے اگر کسی
بات مین مشکل ہو تو اُسکی تمثیل سے واضح کردے اور طول
بے مصلحت سے اجتناب کیا چاہیئے بلکہ طریقہ اختصار کا اختیار کرنا
لازم ہی اور الفاظ غیر محاورہ و کنایات بعیدہ کو استعمال نکرے
اور فحش و دشنام سے احتراز واجب ہی اگر کسی امر فاحش
کے بیان کرنے کی احتیاج ہو تو تعریض و کنائے پر اکتفا کرے اور
بیہودہ ہنسی ٹھٹھے سے جو موجب سقوط مروت اور سبب
خفت اور باعث حسد و عداوت کا ہی اجتناب لازم جانے اور

ہرایک مقام میں کلام مقتضای حال کے موافق کہے اور گفتگو کے
وقت دست وچشم وابرو سے اشارہ نہ کیا کرے مگر ایک
اچھے طور سے جو مناسب مقام کے ہو اور کبھی اہل مجلس کے
ساتھہ خواہ وے دانا ہون یا نادان حق و ناحق تملق وخلاف کی
چال نہ چلے اور جسکے پاس مبالغہ مفید نہو اُسکے نزدیک الحاح
نہ کرے اور مناظرے مین انصاف کی شرائط سے نہ گذرے
اور سخن دقیق ایسے شخص کے ساتھہ جو اُسکو نہین سمجھہ
سکتا ہی نہ بولے اسلیئے کہ ہرایک سے اُسکی عقل کے بموجب
کلام کیا چاہیئے * چنانچہ حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا ہی
مضمون اُسکا یہہ ہی کہ ہم گروہ انبیا ہین ہمین حکم کیا ہی کہ ہم
آدمیون کے ساتھہ اُنکی عقل کے موافق بات کرین * اور حضرت
عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نادانون کے نزدیک حکمت
ضائع مت کرو اور بول چال مین لطف و لطائف کا طریقہ ملحوظ
رکھے اور قول وفعل حرکات مین کسی کو آزردہ نہ کرے اور
وحشت آمیز باتون سے احتراز ضرور جانے جب کسی بزرگ کے
حضور کچھہ کہا چاہے تو نیک فالی سے شروع کرے * جیسے حق
تعالی آپ کی عمر دراز کرے حضرت کے دشمن پامال ہون

آپ کا اقبال برقرار رکھے بخت بلند کرے یا عاقبت بخیر ہو علی *
القیاس * غیبت اور تہمت و بہتان سے اور جھوٹھہ کہنے اور
سننے سے بالکل احتراز واجب جانے بلکہ ایسے لوگون کے ساتھہ
مداخلت بھی نہ کرے چاہیئے کہ سننا اُسکا بولنے سے بیشتر ہو *
کسی حکیم سے پوچھا کہ سننا تیرا کسواسطے کہنے کی نسبت سے بہت
ہی بولا کہ مجھے کان دو دیئے اور زبان ایکہی چاہیئے کہ دو سنون اور
ایک بولون * آداب چال چلن و نشست برخاست کے چلنے مین *
جلدی نکیا چاہیئے کہ نشان بے اعتباری کا ہی اور بہت دیر بھی
نکرے کہ علامت سستی کی ہی * مغرورونکی مانند اور زنانے پن اور
مخنثون کے طور پر ناز و نخرے سے نہ چلے اور اعتدال کی روش
اختیار کرے اور بہت پیچھے پھر کے نہ دیکھے اسلیئے کہ یہہ خصلت
احمقون کی ہی * اور ہمیشہ سر نیچے کیئے نہ رہے کہ یہہ دلیل
غلبہ حزن و فکر کی ہی * اور سواری مین بھی مرتبہ اعتدال کا لحاظ
رکھا چاہیئے * اور نشست مین پانون پھیلا کر نہ بیٹھے * اور
پانون پر پانون نرکھے اور سوا بادشاہون کے حضور اور استاد
اور باپ کے روبرو اور خدمت مین اُن لوگون کی جو اُن کے
برابر ہین دو زانو نہ بیٹھے اور سر کو زانو اور ہاتھہ پر نرکھے اسواسطے کہ

یہہ علامت حزن و کسالت کی ہی * اور گردن کو کج نہ کرے
اور حرکات عبث سے جیسے داڑھی یا کسی عضو سے کھیلنا ہی
احتراز کرے * اور ناک اور منہہ کے درمیان اُنگلی نہ ڈالے *
اُنگلی نہ چٹکاے اور بندون کو بھی * خمیازہ اور انگڑائی سے
احتراز کرے * اور تھوکنے ناک سنکنے مین احتیاط ایسی کیا
چاہیئے کہ حاضران مجلس کو معلوم نہو اور آواز بھی اُسکی
نہ سنین * اور قبلے کی طرف نہ تھوکے ہاتھہ اور آستین اور
دامن سے نہ پونچھے * جس وقت کسی مجلس مین جاے تو اپنے
رتبے کے موافق جا بیٹھے اور جو محفل کے درمیان سب سے
بزرگ خود ہی ہی تو جہان چاہے وہان بیٹھے اسلیئے کہ صدر وہین
ہوگا * اگر ایک ناواقف اپنی جگہہ پہچان کر نہ بیٹھا لازم ہی
کہ جب واقف ہو تو اپنے مقام مین آبیٹھے اور جو اپنے لائق
جگہہ نہ پاے تو پھر جاے اِس طور سے کہ لوگون کو معلوم نہو
کہ یہہ شخص بیزار یا دق ہو کر گیا * اور غیر محرم اور خدمتگارون
کے آگے سوا ہاتھہ اور منہہ کے برہنہ نہ کرے خلوت مین ہو یا کہ
جلوت مین * زانو سے ناف تک ہمیشہ مستور رکھے مگر احتیاج کے
وقت جیسے قضاے حاجت یا غسل وغیرہ ہی * اور مجلس کے

بیچ آدمیون کے روبرو نہ سوے اور کبھی چت ہو کر نہ لیٹے
خصوصا وہ شخص جو خواب مین خرخر کرتا ہی اسلیئے کہ اس
طرح کے سونے مین اور خرخراہٹ زیادہ ہوتی ہی اگر محفل
مین خواب اسپر غلبہ کرے ہوسکے تو اٹھہ جاے نہین تو کسی
بات یا کچھہ فکر یا کوئی شغل مین مشغول ہو جس سے اسباب
نیند کا دفع ہو جاے * اور جو کسی جماعت کے ساتھہ ہی اور وے
سب سو جائین اُنکی موافقت کرے یا باہر جاے * حاصل کلام
یہہ ہی کہ ایسا سلوک اختیار کرے کہ لوگون کو اُس سے
نفرت اور ایذا نہو اگر ان عادتون مین سے بعضے اُسکو دشوار
معلوم ہو تو دل مین سوچے کہ اہل محفل کی ملامت اور طعن
و تشنیع اُنکا بہ سبب بے ادبی کے سخت تر ہی اُس
عادت کے خو کرنے کی مشقت سے پس اختیار کرنا اُس
عادت کا اولی ہی * آداب کھانے کے * چاہیئے کہ پہلے ہاتھہ منہہ
ناک دھوے بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر تمام کرے
اور سب سے پہلے کھانے کے لیئے سبقت نہ کرے مگر جو
شخص میزبان ہو اور اس طور سے کھاے جو کپڑے
دسترخوان اور آستین آلودہ نہون زیادہ تین انگلیون سے

لقمہ نہ اٹھاوے اور بہت منہہ نہ پسارے بڑے لقمے سے
پرہیز کرے اور جلدی جلدی نہ نگلے اور منہہ کے درمیان جمع
نہ کرے کھانے مین انگلی نہ چاٹے پر بعد فراغت کے مسنون ہی *
اور رنگ روپ کھانے کا نہ نہارے اور نہ سونگھے اور نہ
دانت سے کاٹے اگر دسترخوان مین کچھ کھانا بہت لذیذ
ہو رہے اُسکی طمع نہ کرے بلکہ اورون کو دے ڈالے انگلیون سے
پکنائی چھڑاوے روٹی اور نمک کو نہ بھگوے * اور جو ایکہی
رکابی مین دونون کھائین تو کوئی کسی کے نوالے پر نظر نہ کرے *
اور اپنے آگے سے کھاوے مگر میوے مین دوسری جگہہ سے کھا
سکتا ہی * ہڈی اور جو چیز کہ منہہ سے چھوڑے دسترخوان پر
نہ رکھے * اور ہڈی جو نوالے مین ہو پوشیدہ منہہ سے نکال کر
پھینک دے ناپسند حرکتون سے احتراز واجب جانے * اور منہہ
سے کوئی چیز نکال کر رکابی یا پیالے مین نہ رکھے غرض اس طور
سے کھاوے کہ اگر کوئی اُسکا بچا ہوا کھانا کھایا چاہے نفرت نہ کرے
اگر مہمان ہی تو میزبان کے آگے کھانے سے ہاتھہ اُٹھاوے جسوقت
حضار مجلس ہاتھہ کھینچین تو وہ بھی اُن کی متابعت کرے
اگرچہ اُسے سیری نہو گی اپنے گھر یا کسی ایسے مقام مین

جہان اُس کے محرم کار ہین * اور جو میزبان ہو تو لازم ہی کہ
جب تک ہاتھہ اُٹھائین عذر خواہی کرے کہ اگر کسی کو کچھہ رغبت
رہے تو حجاب نہ کرے * کھانے مین اگر پانی کی احتیاج ہو آہستہ
پیئے کہ اس کی آواز کوئی نہ سنے * اور اہل محفل کے سامنے خلال
نہ کرے اور دانتون سے جو کچھہ کہ زبان سے نکالے اُسے نہ کھاوے جو کچھہ
خلال کرنے سے نکلے ایسے مقام مین پھینکے کہ لوگون کو نفرت
نہ آوے * اور ہاتھہ دھونے کے وقت انگلیون اور ناخنون
کی جڑ کو اچھی طرح سے صاف کرے * اسی طرح ہونٹھہ اور
منہہ اور دانتونکو * اور کلی طشت مین نہ کرے اور منہہ دھونے
مین اگر پانی گرنے لگے تو ہاتھون سے احتیاط کرے * ہاتھہ دھونے
مین اورون پر پیش دستی نہ کرے لیکن میزبان کو روا ہی کہ
سب کے آگے ہاتھہ دھوے * پانچوان لمعہ * حقوق والدین
کی رعایت مین * جب کہ عقل و نقل کے موافق شکر گذاری
منعم کی واجب ہی نعمت الٰہی کے بعد کوئی نعمت فرزندون کے
حق مین ماباپ کی نعمت کے برابر نہین ہی اس لیئے کہ باپ
اُسکے پیدا ہونیکا سبب صوری ہی پھر اُس کی پرورش کا واسطہ
ہی کھانے کپڑے اور اُن ضروریات کے مہیا کرنے مین جو اُسکے

جینے اور ہوش سنبھالنے کا سبب ہین بعد اس کے وسیلہ ہی اُس کے کمالات نفسانی کے حاصل ہونیکا جیسے آداب وہنر اور صنعتین ہین اور کس کس محنت و مشقت سے اسباب دنیاوی کو پیدا کرکے اس کے لیئے جمع کرتا اور اُسے دیتا ہی بلکہ ایثار اُسکا اپنے اوپر گوارا کرتا ہی اور مان اس کے موجود ہونے کے سبب مین شریک باپ کی ہی سوا اس کے باربرداری حمل کی اور اس کی مشقت کو سہنا علاوہ جننے کے خطرے اور دردزہ کو دیکھا چاہیئے * اور پہلی قوت جو سبب ہی فرزندون کی حیات کا اُسیکے بدن کا خون ہی اور ایک مدت مدید تک اُسکی حفاظت اور پرورش کی تدبیر مین رہی اور نہایت شفقت سے اپنے تئین اُس پر فدا کیا اسی واسطے والدین کی محبت لڑکون کے حق مین محبت طبیعی ہی اور اُنھین ان کے فرزندون کے حق کی رعایت مین احتیاج تکلیف کی نہین بخلاف محبت اولاد کے والدین کے حق مین * شرائع الٰہی مین اولادون پر والدین کے احسان کے لیئے حکم بیشتر عکس کا ہی بس عدالت کا اقتضا یہہ ہی کہ مان باپ کے ساتھہ نیکی اور ان کے اطاعت کرنے کو قریب خالق کی طاعت کے جانے

چنانچہ اکثر آیۂ قرآنی اور حدیث نبوی علیہ السلام مین اُسکے بعد بلے واسطہ مذکور ہوئی ہی * اور جب کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی بے نیازی کا عرش اِس سے برتر ہی کہ کوچۂ نیستی کے مفلس اُسکی بے انتہا نعمتون کے مقابل عہدۂ شکر سے برآوین یا کچھ اُسکے بدلے مین آگے لاوین * اور اُس راہ کے چلنے والونکے پانون عجز و قصور کے چھالے سے بھرے ہوئے ہین بخلاف والدین کے اِس لیئے کہ اُنکی وجوہ احتیاج ظاہر ہی * پس اِسی وجہ سے اُنکا حق رعایت کے باب مین اولا ہی * اور شریعت کے قاعدے کے موافق بھی حق الناس مین مبالغہ کرنا زیادہ تر ہی حق اللہ سے * اسلیئے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ جواد مطلق ہی اور

اُس نے فرمایا ہی * کہ بے شبہہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہی تمام عالم سے * والدین کے ایفاء حق کی اصل حقیقت تین چیزون سے مرتب ہوسکتی ہی * پہلی خالص دوستی دل و جان سے اختیار کرنی * اور مقدور بھر زبان اور ہاتھہ پانون سے اُنکی تعظیم اور فرمان برداری مین مصروف رہنا اگر موجب کسی گناہ یا حرج کلی کا نہو اور اگر اُن کے کسی کا سبب ہو تو حسن سلوک کے طور سے اُن کے خلاف راے کرنا مضائقہ نہین * پر مجادلے کے طریقے سے

بد ہی مگر ایسی صورت مین کہ شرعا واجب ہو * امام غزالی نے اکثر عالمون سے نقل کی ہی * کہ شبہات مین اطاعت والدین کی واجب ہی مباحات کا کیاذکر * دوسری اُن کے ساتھہ مساعدت کرنی مصالح معاش مین طلب بے منت اور توقع بے عوض کے آگے اگر کسی ممنوعات شرعی کی طرف رجوع نکرے * تیسری ظاہر و باطن مین اُنکی خیرخواہی کا اظہار کرنا اور رحم نے جیسے مین اُنکی نصیحتون کو ماننا اور جب کہ والد کے حق کے لیئے اطراف روحانی غالب ہین اور والدہ کے حق کے واسطے اطراف جسمانی * اور اِسی واسطے باپ کا حق پہچاننا بعد قوت تمیز کے حاصل ہوتا ہی اور مان کے حق مبادی حال مین معلوم ہوتے ہین * بسبب اُسکے لڑکون کا میلان خاطر مان کی طرف زیادہ ہوتا ہی * پس فرزند کے اوپر باپ کا حق بجالانا ایسے امور مین کہ جن مین روحانیت غالب ہی. جیسے تابعداری کرنی دعامانگنی تعریف کرنی مناسب تر ہی اور مان کے حق ادا کرنیکے لیئے امور جسمانی مین. جیسے مال کا دینا اور کھانے پینے کی خبرگیری کرنی * اور جب اِس تفضیلات کے مقابل عقوق والدین کا رذیل کی قسمون سے ہی پس اُسکی بھی تین

انواع ہین * اِس فضیلت کی تین نوعون کے مقابل اور جو
کوئی والدین کے برابر ہو جیسے دادا چچا ماموں بڑے بھائی
ہین اُنھین اور اُنکے دوستونکو بھی اُنکے برابر جاننا چاہیئے اور
حق المقدور اخلاص اُنکے ساتھہ لازم ہی * اور حدیث صحیح
مین وارد ہوا ہی * کہ نیک کامون سے بہتر یہہ ہی کہ اپنے
باپ کے دوستدارون سے رعایت کیا چاہیئے * اور بموجب
اُسکے جو سابق کے بیان سے معلوم ہوا کہ قرابت روحانی
بھی معتبر ہی اُستاد کے ساتھہ کہ وہ پدر نفسانی ہی یہی سلوک
بلکہ زیادہ اِس سے کیا چاہیئے * چھٹا لمعہ * خادمون کے
بندوبست مین * بحکم عقل کے خادم مخدوم کے ہاتھہ پانون کے
برابر ہین اِسلیئے کہ یہہ لوگ ضروری کامون پر اقدام کرتے ہین
اور جو یہ سب نہ ہین تو اپنے تئین اُن کامون مین مشغول اور
اپنے اعضا مین سے کسی عضو کو اُن مین مصروف رکھا چاہیئے
اور جو یہ لوگ نہون تو اسباب آرام کے منقطع ہوتے ہین *
اور بہ سبب سعی و تردد کے کسی صناعت اور فضیلت کی
طرف قصد نہین کر سکتے اور باوجود اسکے کہ عزت و وقار و ہیبت
و اعتبار ساقط ہون ہر طرح کی محنت و مشقت اپنی طرف عائد ہو *

پس لازم ہی کہ اُنھین ودائع الٰہی کی مثال جانکر اُنکے رہنے کا شکوہ اپنے اوپر واجب جانے اور اُنکے ساتھہ مہربانی ومدارات کا طریقہ جاری رکھے * اور اُن کو حد اعتدال سے زیادہ کسی کام کی فرمایش نہ کرے اور اُن کے لیئے آرام کے وقت معین کردے * اِس لیئے کہ اُنھین بھی ماندگی سستی و ضعف مزاجی ہوتی ہی اور طبیعت کی خواہشین پیدایش ہی سے لگی ہوئی ہیٔن * اور ملاحظہ کیا چاہیئے کہ اصل فطرت مین اپنے اور اُنکے درمیان اشتراک ہی * اور شکر اِسبات کا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اُنھین تابعدار اپنا کیا ہی بجالایا چاہیئے * اور اُن پر ظلم نہ کرے * حضرت پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ نے جو متمم اخلاق کے ہیٔن فرمایا ہی * کہ خوردوپوش مین اُن کو اپنے برابر قیاس کیا چاہیئے * اور جب کسی کو کسی خدمت کے لیئے نوکر رکھے لازم ہی کہ پہلے چشم غور سے اُسکے حال کو ملاحظہ کرے اگر تجربہ اِس باب مین میسر نہو تو دانائی و ہوشیاری سے مدد ڈھونڈھے * اور چاہیئے کہ بدصورت اور بدڈول آدمی سے احتراز کرے اِس لیئے کہ بیشتر خلق آدمی کا تابع اُسکی خلقت کے ہی اور برعکس اِس کے کم * پارس کے حکیمون نے کہا ہی کہ سب چیزون سے بہتر خوب صورتی ہی *

حدیث نبوی مین آیا ہی کہ طلب کرو تم حوائج کو خوب رویون
سے * اور فرمایا ہی کہ جب کہین ایلچی بھیجے تو لازم ہی کہ نیک
نام اور خوبصورت ہو اِس لیئے کہ خوبصورتی بھلی اُن نعمتون
مین سے ہی جو شخص کو پہنچتی ہین * اور دوسری حدیث مین ہی *
کہ سب پیغمبر خوبصورت اور خوش آواز تھے * اور چاہیئے کہ
مریضون سے جیسے ڈھیر سے لنگڑے اور کیجے برص والے اور
جو اُن کی مثال ہین اجتناب کرے * جسوقت دانائی کی علامت
خادم سے مشاہدہ کرے اُسکے ساتھہ احتیاط سے رہنا ضرور ہی
اِسواسطے کہ اِن خصلتون مین اکثر مکر و حیلے ہوتے ہین اور اسباب مین
بہت چیا تھوڑی عقل کے ساتھہ بہتر ہی بہت دانای سے ڈھیٹھہ پنے
ساتھہ اِسلیئے کہ حیا بہترین خصائل ہی * خادم جس کام کی لیاقت
اُسے پاوے اور اُس کے اسباب اُسکے مساعد ہون اور اُسکی
طبیعت بھی اُسّے مناسبت رکھتی ہی اس مین مشغول
کیا چاہیئے * اِس واسطے کہ ہر ایک شخص مین استعداد جدے
جدے کام کی ہی * جیسے کشت کاری بیل کا کام ہی گھوڑے
سے ہو نہین سکتی اور بیل گھوڑے کے لائق نہین * جب نوکر کو
کسی کام مین متعین کرے تو اندک قصور سے اُسکو معزول

نہ کیا چاہیئے اسلیئے کہ یہہ فعل کم ظرف اور کوتاہ نظرون کا ہی * اور بے شبہہ اُسکے معزول کرنیکے بعد اُسکے بدلے ایک اور چاہیئے اور نہین جانتا ہی کہ یہہ اسس سے بہتر ہو یا بدتر * اور خادم کے دل مین مقرر کیا چاہیئے کہ ان کی جدائی اپنے سے کسی طرح محسوب نہین تو مروت کے قریب اور وفا و کرم کے لائق اور اُنکے زیادہ رغبت کا موجب ہو اور وے بھی شرط ہواداری اور جان سپاری کی بجالاوین اِس لیئے کہ جب نوکر اپنے آقا کی ہر دم کی چاہت معلوم کرے تو اپنے تئین مال و اسباب مین شریک اُسکا سمجھے اور برے بھلے مین رفیق و خیرخواہ رہے * اور جب جانے کہ خداوندو نکا لطف و مہربانی کا سررشتہ مستحکم نہین اور تھوڑے سے قصور مین خدمت سے معزول کردین تو اُسے عاریت کی مثال خیال کرکے شرط اخلاص اور دردمندی کی بجا نہ لائین یا کہ جانے کے لیئے ذخیرہ کرین خدمت لینے کی اصل یہہ ہی کہ بنا اُسکی محبت پر ٹھہرے نہ صرف دفع ضرورت کے واسطے تا خدمت عاشقانہ کرین نہ مزدورون کی مانند * بعد اِسکے بنا اِسکی رجا پر بہتر ہی نہ خوف پر تو کام اگر محبانہ نکرین البتہ مزدورانہ کرین اور مظلومون کے طور سے نکرینگے اِسس لیئے کہ

جب اسکے دل مین دہشت پڑے تو البتہ وہ اپنی خواہش دلی سے کسی کام مین اقدام نہ کریگا ہاں مگر بقدر دفع ضرر کے اُسکا قصد کریگا * چاہیئے کہ خادمون کی صلاح حال اپنی صلاح حال کے اوپر مقدم رکھے اور ایسا سلوک کرے کہ جو کام اُن سے علاقہ رکھتا ہو بخوبی و خوشی اسے انجام دین نکراہت و بیدلی سے * اور اُنکی اصلاح کار مین نظر کیا کرے مہربانیون سے امیدوار اور چشم نمائی سے ترسناک رکھے * اگر انمین سے کوئی توبہ کرنیکے بعد تقصیر کی طرف عود کرے تو مناسب سزا اسکو گوشمالی دی جاسے * اور صرف اِسی سے اُسسے ناامید نہونا چاہیئے * اور جب بار بار کے امتحان سے معلوم ہو کہ اصلاح کے قابل نہین ہی تو اُسے جلد دفع کیا چاہیئے تا اُسکی صحبت سے اور خادم نہ بگڑین * غلام خدمت کے لیئے آزاد سے بہتر ہی اسلیئے کہ غلام کی خواہش خاوند کی فرمان برداری اور تابعداری کی طرف بیشتر ہی اور تادیب سے نیک خو ہوسکتا ہی اور چھوٹنے کا گمان کمتر ہی * غلام و خدمتگارون کے فرقے سے جسکی عقل و شعور و گفتگو درست اور حیا و چالاکی بیشتر ہو اُسے اپنی ذات کے کامون کے لیئے مقرر کرے * اور جس مین کفایت

شعاری پارسائی اور روزگار کا سلیقہ ہو اُسے تجارت کے واسطے * اور جو محنت مین قوی تر اور بڑے کامون پر صابر اُسکو تردد و اباد کرنے پر متعین کرے * اور جو کہ بہت ہشیار اور بلند آواز ہو اُسے نگہبانی کے لیئے معین کرے * اور بندے تین قسم کے ہونے ہین * ایک حر بالطبع * دوسرا عبد بالطبع * تیسرا حریص * پہلے کو اولاد کے برابر پرورش کیا چاہیئے * دوسرے کو چارپائے اور مواشی کی مثال * تیسرے کو بقدر ضرورت طمع و حرص کے دام مین نگاہ رکھا چاہیئے اور بحسب مصلحت کے فرمایش کامونکی کیا چاہیئے اور گروہ خلائق سے اہل عرب گفتگو و فصاحت و بلاغت اور ذہن و ذکا مین ممتاز ہین پر مردم آزاری اور قوت شہوی مین موسوم * اور اُن مین سے اہل حبش وفا و ثبات قدم مین معروف ہین ولیکن کبر و عدم تحمل مین اُنکی صفت نہ کیا چاہیئے * اور اہل عجم عقل و تدبیر اور صفائی و دانائی مین ممتاز لیکن مکر و فریب حرص و نفاق مین موصوف * اور اہل روم وفا و امانت داری اور کفایت شعاری مین موسوم اور بخل و بد خوئی سے بدنام ہین * اور اہل ہند قوت حدس لیتے

صرعت ذہنی اور چستی و چالاکی مین مشہور لیکن بسبب
عجب و پندار و کینہ کشی اور مکر کے مذموم ہین * اور اہل
ترک شجاعت و جودت خدمت و خوبصورتی مین مشہور
پر غدر و فساد اور بے حفاظتی مین موصوف ہین * تیسرا لامع *
شہرون کے بندوبست اور رسوم بادشاہی مین اِس
مین سات لمعے ہین * پہلا لمعہ * بیان مین اِسکے کہ انسان کو
آبادی مین رہنے کی احتیاج ہی اور اِس فن کی فضیلت
مین * حکمت کے رو سے پوشیدہ نہین ہی کہ تمام موجودات
کمال کی وجہ سے دو قسم ہین * ایک وہ ہی جو کمال اُنکا اُنکی
پیدایش ہی کے سات ہی جیسے اجرام سماوی ہین *
دوسری وہ کہ کمال اُن کا اُنکے پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوتا
ہی جیسے اجسام عنصری ہین پر اِس قسم کے واسطے
نقصان کے مرتبے سے درجۂ کمال مین پہنچنے کو ایک نوع حرکت
ضرور ہی لیکن یہہ حرکت بغیر اعانت اسباب کے متصور
نہین اور وے اسباب اُن کمالون کے ساتھی رہتے ہین
جیسی صورتین ہین کہ مبدأ فیاض سے نطفون پر فایز ہوتی ہین
تو کمال انسانی کو پہنچین * یا وے وسائل جو مواد کو صورتون

کے قابل کردیئے ہیں جیسے غذا کا پہنچنا ہی بہ نسبت بدنونکے تو کمال نمو کو پہنچیں لیکن مطلق معونت تین وجہ پر ہی * پہلی معونت بالمادہ یہہ معونت ایسی ہی کہ معین جز ہوتا ہی اُس شی کا جیسے معونت غذا کی ہی حیوانات کے لیئے * دوسری معونت بالآلہ یہہ معونت اِس طور پر ہی کہ معین اُس شی کے فعل کا واسطہ ہو * جیسے پانی ہی قوت غاذیہ کے لیئے * تیسری معونت بالخدمت * یہہ اس وجہ سے ہی کہ معین وہ کام کرے جو اِس شی کے کمالات کا سبب ہو اور اُسکی دو قسمین ہیں * ایک خدمت بالذات کہ غایت فعل معین کی کمال اُس شی کا ہو * دوسری خدمت بالعرض جو غایت فعل کی دوسری چیز ہو اور کمال اُسکا بہ تبعیت حاصل ہو * اول کی مثال جیسے معلم ثانی شیخ ابو نصر فارابی نے کہا ہی افاعی ہیں خادم بالذات عناصر کے لیئے اسلیئے کہ اُنھین حیوانات کے کاٹنے اور ڈنکھ مارنے میں جو موجب فساد ترکیب کا اور اجزاے عنصری کے جدا ہونے کا ہی کچھ نفع نہیں اور ثانی کی مثال جیسے سباع ہیں کہ اُن کو حیوانون کے پھارنے میں منفعت اپنی ہی پر اجزاے عنصری کا جدا ہونا بہ تبعیت لازم آجاتا ہی اور جب

کہ خادم بالذات مخدوم سے اخس ہی پس نہ چاہیئے کہ انسان
جو اشرف المخلوقات ہی اُن میں کسی کی خدمت کرے *
گر بالغرض پروے سبب اعانت انسان کی کرین کوئی بطریق
مادے اور کوئی بطور واسطے کے اور کوئی خدمت بالذات
و بالعرض کے طریقے سے بھی اِس لیئے کہ عناصر ترکیب بدن
انسانی کے جز ہین * اور نباتات وحیوانات غذا اُسکی
ہی اور غذا کی معونت بالمادہ ہی اور عنصرون مین سے
ہر ایک کو انسان اپنے فعل طبیعی و ارادی کا واسطہ
کرتا ہی جیسے آگ اور پانی کو کھانا پکانے اور بدن کے گرم
و سرد کرنے اور غذا کے ہضم کرنے کے لیئے اور ہوا کو دم
چھوڑنے کے واسطے جو سبب ہی روح کی راحت اور زمین
کو زراعت کرنے اور مکان بنانے وغیرہ کے لیئے اِسی طرح سے
نباتات وحیوانات مین سے کسی کو غذا کرنا اور کسیکو دوا
بنانا اور کسی سے خدمت لینا ہی بالکہ اجرام فلکی سے بھی
اس لیئے کہ فصلون کو جو حرکات سماوی سے حاصل ہوتین *
بحسب مصلحت کے اپنے افعال کا جیسے زراعت و عمارت ہین
سبب مقرر کرنا ہی چنانچہ مضمون اِس آیت کا * کہ اگر تو نہوتا

تو آسمانون کو پیدا نہ کرتا مین ❀ اسسے خبر دیتا ہی اور
توریت مین لکھا ہی کہ پیدا کیا مین نے تجہسے تئین ای ابن
آدم اپنے لیئے اور تمام اشیا کو تجہسے واسطے اگر فطین لبیب
اس مقام مین کچھ تامل کرے تو فرشتون کے سجدہ کرنیکا
راز اسپر منکشف ہو اور علامت خدمت کی نباتات و
حیوانات کی ہیئت انعکاس مین ظاہر ہی اسلیئے کہ نبات کے وجہ
سجود اور حیوان کی ہیئت رکوع اسکے دیدۂ بصیرت مین جلوہ گر
ہی اسی طرح افراد انسانی بھی ایک دوسرے کی اعانت
کرتی ہی بہ طریق خدمت کے نہ بطریق واسطے اور نہ بطریق
مادے کے بماکہ انسان بنظر اپنی ذات کے مادے کے طریقے سے
معونت کسی شی کی نہین کرسکتا اس لیئے کہ وہ جوہر مجرد ہی ❀
پس انسان جیسے عناصر و مرکبات کی اعانت کے طرف
محتاج ہی اپنی نوع کی افراد کی اعانت کی طرف بھی ویسے نوع
اور شخص دونون کے باقی رہنے کے لیئے محتاج ہی تو بطریق خدمت
ایک دوسری کی کمک کرے اور دوسرے حیوانات صرف
عناصر و مرکبات کی طرف محتاج ہین ❀ پر اپنی اپنی نوع کے طرف
محتاج ہونے مین مختلف ہین اسواسطے کہ جو از خود پیدا ہو، جیسے

اکثر حیوانات آبی ہیں شخص کے پیدا ہونے اور نوع کے باقی رہنے میں اپنی نوع کی افراد کی طرف کسی وجہ سے محتاج نہین اور جو توالد سے ہو جیسے چارپاے وغیرہ حیوان ہیں نوع کے محفوظ رہنے اور شخص کے پیدا ہونے اور اپنی پرورش کے لیئے ایک کمال معین تک محتاج اپنی نوع کے ہیں اور بعد پرورش کے محتاج معاونت کے نہین رہتے پس اجتماع انکا جماع کے وقت اور ایام بالیدگی تک ضرور ہی بعد اسکے ہر ایک منفرد رہ سکتا ہی اور بعضے حیوان جیسے شہد کی مکھی اور چیونٹی اور اقسام پرندون کے بقاء شخصی و نوعی مین معاونت کے محتاج ہیں پر بیان اُسکا کہ انسان بقاء شخصی کے واسطے اپنی افراد نوع کے محتاج ہی یہہ ہی کہ ہر ایک شخص اگر غذا و لباس و سکن و سلاح وغیرہ اسباب اور اُن کے مبادی کی تیاری مین خود بنفسہ مشغول ہوتا تو اُسے او زار نجاری اور حدادی وغیرہ پیشون کے جو محتاج علیہ ہیں بہم پہنچانے پڑتا پھر اپنے تئین ہر ایک اشغال مذکور مین مصروف رکھنا ضرور ہوتا یہان تک کہ غذا ولباس و سکن اُسکے موجود ہون تو بے شبہہ جبتک اسباب تیار ہون بے غذا و لباس و سکن کے رہنا اور سب اُسکی

ہلاکت کا ہوتا * بلکہ اگر اپنی ساری عمر ایک صنعت مین ان صنعتون سے صرف کرے ابتک عہدہ برا نہو سکے و لیکن جب مجتمع ہون تو اور ایک دوسرے کی کمک و اعانت کرے اور ہر ایک شخص ایک ایک کام مین مشغول رہے اور معاونت و معاوضت مین عدالت کی راہ پر چلین تو اسباب معاش بخوبی منتظم اور احوال اشخاص کے درست اور سلسلے نوع کے باقی رہین * اور جو چیز کہ اِس معنی کی طرف اشارہ کرتی ہی وہ مضمون اِس نقل کا ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا مین آئے ہزار کام کرتے تب روٹی پکے تیار ہوئی اور ہزار و ایک کام سے سرد ہوتی * حکیمون نے کہا ہی کہ ہزار ایک کام چاہیئے تب کوئی ایک نوالہ منہہ مین اُٹھا سکتا ہی * اور جب کہ اُنکے کامون کا بند و بست کمک و معاونت پر موقوف ہی تو حکمت بالغہ الٰہی یہہ چاہی کہ گروہ خلائق ارادہ اور طبیعت مین مختلف رہین تا ہر کوئی جدی جدی صنعت اور رہم کی طرف قصد اور اُسکی تکمیل کی سعی کرے اِسلیئے کہ اگر سب کوئی قصد مین برابر ہوتے اور ایک ہی پیشے مین اشتغال کرتے باقی پیشے بیکار رہ جاتے اور سبب اختلال کا ہوتا اسی

طرح اگر فقر و غنا مین سب مساوی ہوتے کوئی کسیکی معاونت
نہ کرتا اسلیئے کہ اگر سب محتاج ہوتے تو خدمت کے مقابل
کسیکو توقع نفع کی نرہتی اور اگر تمام دولتمند ہوتے تو اپنی اپنی
استغنائی کے سبب کوئی کسی کی خدمت نہ کرتا پس جب
اختلاف ہمم کے سبب ہر ایک کو ایک ایک ہنر لائق ہی
اور اُسکی تکمیل کی کوشش کرے تو بمقتضاے اختلاف
احوال کے ہر کسی کو کسی وجہ سے احتیاج دوسرے کی
طرف ہو پس لازم ہی کہ ہر ایک دوسرے شخص کے کام
پر قیام کرے اور آپس کی معاونت سے سب کے احوال
جس طور پر چاہیے منتظم ہون * اب ظاہر ہوا کہ انسان اپنے ہی
نوع کی طرف اجتماع مین محتاج ہی اُسی کو تمدن کہتے ہین اور
وہ مشتق مدینے سے ہی یعنے شہر کے درمیان اکٹھا ہونا اور مراد
مدینے سے یہان بنا اور دیوار نہین بلکہ اُس قیاس پر ہی جو تدبیر
منزل مین کہا ہی یعنے اجتماع عوام کا اِس وضع پر جو موجب
انتظام امور کا ہوسکے * اور یہے معنے اُس قول کے ہین جو حکیمون نے
کہا ہی الانسان مدنی بالطبع یعنے محتاج اِسکا ہی کہ اپنی طبیعت
کی اقتضاسے اجتماع مخصوص پر مجتمع ہو جسکو تمدن کہتے ہین

اور جب کہ طبیعتون کی خواہشین گوناگون اور سب کوئی اپنی طلب نفع کے ساتھ عادی ہین پس اگر اُنھین انکی طبیعت پر چھوڑین اور کوئی کسی کی اعانت نہ کرے تو باہم یاری کرنی اُنکی متصور نہو اسلیئے کہ ہر کوئی اپنے نفع کی خاطر دوسرے کے ضرر کا قصد کریگا اور آپس مین لوٹ مار چھینا چھانی مار کٹ مارا خون خرابا کرینگے تو ایسی ایک تدبیر چاہیئے کہ ہر ایک کو اُسکے حق پر راضی رکھے اور ظلم و ستم کے دست کوتاہ ہون اِس تدبیر کا نام سیاست عظمی ہی اِس باب مین بھی جیسے عدالت کے باب مین کہا ہی ناموس اکبر اور حاکم اور دینار کی طرف احتیاج ہی پر صاحب ناموس وہ شخص ہو سکتا ہی جو خدا کے الہام و وحی سے اورون پر فوقیت رکھتا ہو تو خدا کی بندگی اور معاملۂ دنیاوی کے احکام مین جس طور سے کہ سبب صلاح معاش و معاد کا ہو مقرر کرے حکیم اِس شخص کو صاحب ناموس کہتا ہی اور اُسکے احکام کو ناموس * اور متأخرین کے عرف مین نبی و شارع اور اُسکے احکام کو شریعت * افلاطون نے اُنکی شان مین کہا ہی کہ وے لوگ بڑے قوت والے اور غالب ہین یعنے قوت علمی اور عملی مین اورون سے ممتاز ہین اسلیئے وے غیب کے

اسرار بر الہام الہی سے واقف ہوتے اور عالم کون و فساد میں
بخوبی تصرف کر سکتے ہیں * اور ارسطاطالیس نے اُن کی شان
میں کہا ہی کہ وے لوگ ایسے ہیں کہ خدا کی مہربانی اُن پر
بہت ہی * پر حاکم وہ شخص ہو جو تائید الہی سے ممتاز ہو * تو
اُسے افراد انسانی کی تکمیل کرنی اور اُن کی مصلحت کے
انتظام کرنے کی قدرت ہو حکما اس شخص کو بادشاہ علی
الاطلاق کہتے ہیں اور اُسکے احکام کو صناعت ملکداری کی
متأخرین اُسے امام اور اُسکے فعل کو امامت کہتے ہیں * اور
افلاطون اُسکو مدبر عالم کہتا ہی * اور ارسطاطالیس نے اُسکو
انسان مدنی کہا ہی یعنے وہ آدمی جو امور ملکی بخوبی انجام دے سکے
جب کہ گروہ خلائق کی مصلحت کا سررشتہ ایسے عالی مقدار کے
کف کفایت میں ہو تو بے شبہہ انواع امن و برکت کے
اہل بلاد اور کافۂ عباد کو پہنچے * جیسے اِس زمان خجستہ
آوان میں لطایف تدبیر پروردگار نے بموجب اس کے کہ
کمان اُسکے بنانے والے کو دیا چاہیئے زمام مصالح ایام کی
بادشاہ کامگار کے قبضۂ اقتدار میں رکھی کہ اُسکی عدالت کے
دبدبے نے آوازۂ عدل نوشیروانی کو پست کر دیا * اور اُسکی

عطوفت کی برکت نے دلون کے زخم کو جو حادثے کے تیر سے چھد گئے تھے مرہم سازگار بنایا * اور مدبر عدل نے اُسکے گرگ کو شبانی سکھلائی اور دزد کو پاسبانی * اُسکی ریاست کے دور مین سوا گل سوری کے کسی کو گریبان دریدہ نہ دیکھا * اور نالۂ زار بغیر مرغان چمن کے کسی سے نہ سنا * اور اُسکی مہربانی نے مراسم عدل کے زندہ کرنے مین خاصیت انفاس عیسوی کو ظاہر کیا * اور عدل نے اُسکے ظلم ظالم کے دفع کرنے کے لیئے آفتاب کو ید بیضا دکھایا * اُسکی عدالت کے عہد مین فتنہ بغیر چشم معشوقون کے نہ دیکھا گیئے وہ بھی خواب مین * اور آشوب بدون زلف خوبون کے نپا سکیئے وہ بھی پیچ و تاب مین * امید کہ خورشید اقبال اُس کا قیامت تک آسیب زوال اور کسوف وبال سے محفوظ رہے * مدبر عالم کو پہلے چاہیئے کہ احکام شریعت کے حفظ کا استحکام کرے اور تصرف جزویات امور کا بحسب مصلحت وقت کے جس وجہ پر موافق قواعد کلیہ شرعی کے ہو اُسی کے اختیار مین رہے ایسا شخص حقیقت کے رو سے ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ اور نایب نبی ہوتا ہی * جیسے طبیب واقف کار حفظ اعتدال مزاج

انسان کا کرنا ہی اُسے بھی لازم ہی کہ مزاج عالم کی صحت کو
جیسے اعتدال حقیقی کہتے ہیں نگاہ رکھّے اور جب اُس مین اختلال
راہ پاے اعتدال کی طرف لاے پھر وہ شخص حقیقت مین طبیب عالم
ہی اور اسکی صناعت ہی طب کلی کی * اور جیسے اعضا بدن
انسانی کے اپنے باقی رہنے مین ایک دوسرے کا محتاج ہی مثلاً جگر
محتاج دل کا روح حیوانی اور قوت زندگانی مین ہی اور دل
محتاج جگر کا ہی روح طبیعی اور تغذیہ مین * اور وہ دونون
محتاج دماغ کے ہین روح نفسانی اور قوت حسی مین * اور دماغ
محتاج اُن دونون کا ہی حیات و تغذیہ مین * اِسی طرح سے
اجزاے نفسانی بھی محتاج ایک دوسرے کا ہی بقا مین *
پس تمام و کمال ہر ایک شخص کا دوسرے سے حاصل ہوتا
ہی اس لیئے اپنے بنی نوع کے ساتھہ باہم مدد کرنے کے طور پر
ایہزش ضرور ہی وگرنہ عدالت کے قاعدے سے منحرف اور
ظلم کے نشان مین متصف ہون * اور جب کہ ایک گروہ
ایسا جو آدمیون کی صحبت سے کنارہ کرتا اور بھاگتا رہتا ہی
اور بنی نوع کی معاونت سے کلیّا احتراز کرتا اور اسباب
معیشت کا بار آدرون کے سر پر رکھہ دیتا ہی اور اسی کو زہد

جان کر اُسے فضیلت قرار دیتا ہی حالانکہ یہہ حالت محض جور ہی * اِس لیئے کہ وے لوگ کھانے کپڑے اور آدمیون سے لیتے ہین پر اُس کے بدلے کچھ اُنھین نفع نہین پہنچاتے اور اُسکی قیمت بھی نہین دیتے * اور جب عدم اسباب کے واسطے افعال رذیل اُن سے سرزد نہین ہوتے عوام الناس اُن کو اہل فضیلتون مین سے قیاس کرتے ہین لیکن یہہ نہایت خطا ہی اِسلیئے کہ عفت نہ ترک شہوت سے ہی بلکہ عدالت کی وجہ سے * اور عدالت یہہ نہین جو کسی کو نہ دیکھے اسپر ظلم نہ کرے بلکہ معاملات مین آدمیون کے ساتھہ انصاف و انتصاف کے طریق پر چلے * ابوالحسن عامری کہتا ہی کہ قصہ خوان اُن لوگون سے بھی بدتر ہین اِسواسطے کہ باوجود اسکے جو وے آدمیون سے توقع منفعت کی رکھتے اور اُن سے مال بھی لیتے ہین لیکن کچھ نفع اُن کو نہین پہنچاتے ہین بلکہ اُنھین ایذا دیتے ہین اِس لیئے کہ جھوٹھی باتون سے اُن کو فریب دے کر اُنکی اوقات ضایع کرتے اور فضیلت کی تحصیل سے باز رکھتے ہین اور معاونت عدالت کے طور پر اُسوقت میسر ہو کہ جب اُسکے قاعدے سے مطلع ہون پر اُس سے خبردار ہونا بے پہچانے اس علم کے قوانین کے سہل نہین ہی * پس

ہر ایک شخص کو اس علم کا سیکھنا بہت ضرور ہی * تو معاملات و معاشرات انکا عدالت کے طریق پر متحقق ہو * علی الخصوص بادشاہون کو جو سابق مذکور ہوا کہ وے مزاج عالم کے طبیب اور امور بنی آدم کے مدبر ہیں * اور یہہ علم عبارت ہی اُن قاعدون سے جو متعلق عوام الناس کی مصلحت پر اس طور سے ہو کہ بہ سبب تعاون کے متوجہ ہون کمال حقیقی کی طرف *

دوسرا لمعہ * محبت کی فضیلت مین * جب کہ معلوم ہوا کہ کمال افراد انسانی کا اجتماع و تألّف پر موقوف ہی اور وہ بغیر محبت والفت کے متصور نہین اور باوجود علاقۂ محبت کے احتیاج عدالت کی نہین جیسے آگے ذکر ہو چکا پس محبت افضل عدالت ہی اسواسطے کہ وہ ایک وحدت شبیہ ہی طبیعی کی اور عدالت شبیہ ہی صناعی کی اور تحقیق ہو چکی ہی کہ طبیعی مقدم صناعی پر ہی اور جب محبت چاہتی ہی کہ دوئی کا علاقہ درمیان سے اُٹھاوے تو اُسکے ساتھہ احتیاج عدالت کی نرہے * انصاف لغت مین دو ٹکڑے کرنا ہی یعنے جو چیز کہ آدھون آدھ جھگڑے کی ہی اپنے اور شریک کے درمیان دو حصے کر لیوے یہہ معنی فرع ہی کثرت کی پر جس وقت علاقہ اتحاد کا مستحکم ہو تو احتیاج اُسکی

نہین رہی قدیم حکیمون نے کہاہی کہ قوام موجودات کا محبت
سے بنایاہی ٭ اور کوئی موجود ایک گونہ محبت سے اِس طور پر
نہین خالی ہو سکتاہی جو حقیقت مین اُسکی وحدت ہو اسیواسطے
کیفیات جسمانی متضادہ مین جیسے حرارت وبرودت ہین مثلاً
انہزام ہرایک کا اُسکے ضد سے محسوس ہوتاہی اور جمادات
ونباتات کی طبیعتون مین بطور دفع مزاحم کے دکھائی دیتاہی ٭
اور عناصر مین میلان اُنکا طبیعت کے گرد آوری سے مشاہدہ
کیا جاتا اور افلاک مین وہ خود حرکت دوری ارادی کی صورت
ظاہر ہی جو مبدا اِس حرکت کا عشق جوہر عقل کاہی اور شوق
توجہ اس کی طرف ہی جیسا کہ حکمت کے درمیان مقرر ہوا ہی اور
بحسب خفا و ظہور انوار محبت کے موجودات کے مراتب
نقص و کمال مین اختلاف ظاہر ہوتاہی اس لیئے کہ محبت جو پرتو
وحدت کاہی مقتضاہی بقاو کمال کا اور غلبہ جو فرع ہی کثرت کا
مورث ہی نقص و اختلال کا ٭ اور حکیمون کے فریق سے اس
فرقے کو اہل محبت و غلبہ کہتے ہین چنانچہ سابق مذکور ہوا اور
دوسرے حکیم کہتے ہین کہ محبت تمام کائنات مین ساری
ہی جب کہ گذرا ٭ بیت ٭ سرّ حُب ازلی سبکے ہی

دل مین ساری * ورنہ پھر گل کے لیئے کرتی نہ بلبل فریاد *
اور متأخرین کی اصطلاح مین محبت ایسے مقام مین
جہان عقل پائی نجاے اطلاق نہ کرین عناصر کے میلان کو
جو اُنکے حیز طبیعی کی طرف ہی اور مرکبات کے آپس کے شوق
و اشتیاق کیتین بہ سبب تناسب مزاجی کے جیسے آہن
و مقناطیس کے درمیان اور آن کے تباعد کو ایک دوسرے سے
واسطے تباین مزاجی کے جیسے سنگ باغض الخل اور سر کے
اور اُنکے سناون مین ہی جب اور بعض نہین کہتے بلکہ اُسے میل
و ہرب کہتے ہین * اور بے زبان حیوانون کی موانست و
منافرت کو اُلفت و نفرت کہتے ہین * اور نوع انسانی کے بیچ
محبت دو نوع پر ہی ایک طبیعی جیسے محبت مان کی فرزند سے *
دوسری ارادی جیسے اُلفت شاگرد کی استاد سے * اور
محبت ارادی کی چار نوع ہین * اول یہہ کہ جلد پیدا ہوتی اور
شتاب زایل ہوتی ہی * دوسری وہ جو بدیر ہو اور دیر رہے *
تیسری وہ جو بدیر ہو اور جلد جاے * چوتھی وہ ہی جو شتاب
آے اور دیر جاے * اسلیئے کہ سبب اِس محبت کا فقط لذت ہی
یا فقط نفع یا کہ فقط خیر یا مرکب ان سے پر لذت سبب اس محبت کا ہی

که جلد پیدا اور فوراً زایل ہو اسلیئے که لذت جیسے بسہولت
حاصل ہوتی ویسے بسرعت جاتی رہتی ہی اور نفع واسطہ ہی
اُس اتحاد کا که دیر سے حادث ہو اور شتاب تغیر پاسے اسواسطے که نفع
مشکل سے حاصل ہوتا اور آسانی سے جاتا رہتا ہی اور خیر
منشا ہی اُس محبت کا که جلد ہو اور بدیر جاسے پر جلد ہونے کا
سبب یہہ ہی که درمیان اہل خیر کے مناسبت روحانی ہی
اور دیر جانے کی جہت اتحاد حقیقی جو لازم خیر کا ہی * پر مرکب سبب
ہی اُس محبت کا جس کا علاقہ دیر بندھے اور دیر کھلے * اسلیئے که
اجتماع نفع و خیر دونون حالت کو چاہتا ہی * اخلاق ناصری مین
یہہ تقریر اسی طور سے مذکور ہی اور نظر دقیق یہہ چاہتی
ہی که مرکب لذت و نفع سے انعقاد مین متوسط ہی اور انحلال
مین سریع اور مرکب لذت و خیر سے انعقاد مین متوسط اور انحلال
مین بطی ہی اور مرکب نفع و خیر سے انعقاد و انحلال دونون
صورتون مین متوسط ہی اور اُن احکام کا سبب بعد لحاظ کرنے
اُن کے مقتضاے اجزا کے ظاہر ہو سکتا ہی اور اللہ تعالی دانا تر
ہی * جانا چاہیئے که محبت صداقت سے عام ہی اسلیئے که
محبت بہت لوگون کے درمیان ہو سکتی ہی اور صداقت اُس سے

کمتر * پر عشق سب سے خاص ہی اس لیئے کہ ایک دل مین
دو شخص کا عشق گنجایش نہین کر سکتا * جو عشق کہ
افراط کے ساتھہ ہو جہت اُسکی طلب لذت ہی یا طلب خیر *
ولیکن پہلا عشق مذموم ہی سابق تعبیر اسکی عشق بہیمی سے
کی گئی ہی * اور دوسرا عشق محمود بیان اُس کا عشق
نفسانی سے ہو چکا * حکیمون نے کہا ہی کہ نفع کو نہ استقلال کے
طور پر اور نہ مداخلت کی وجہ سے کسی صورت سے عشق
مین دخل نہین ہی * جوانون کی صداقت کا منشا بیشتر لذت
ہی اور جب کہ لذت سریع الزوال ہی تو انکی صداقت بھی
محل تبدیل مین ہی * اور پہر مردون اور اہل تجارت کی صداقت
کا سبب فقط نفع ہی اسی واسطے انکی دوستی کو امتداد ہوتا ہی
اور داناؤن کی صداقت کی جہت محض خیر ہی اور جب کہ خیر
ایک امر ثابت غیر متغیّر ہی تو مودت اُنکی تغیر و زوال سے
محفوظ رہتی ہی اور جس وقت کہ بدن انسانی طبائع مختلفہ سے
مرکب ٹھہرا پھر جو لذت جسمانی ایک طبیعت کے موافق
ہو دوسرے کا مخالف ہی * اور اسی واسطے لذت جسمانی
شایبہ الم سے خالص نہین ہوتی * اور جب کہ نفس انسانی

جوہر بسیط اور لوث تضاد سے منزہ و مبرا ہی تو جو لذت کہ اُسکی
جوہر ذات کو ہو خالص ہو سکتی وہی لذت حکمت ہی * اور
جس محبت کا سبب اسی قسم کی لذت ہو وہ باقی مراتب
محبت سے عام ہی * اسے عشق تام اور محبت الٰہی کہتے ہین
ارسطاطالیس افلاطس سے نقل کرتا ہی کہ مختلف چیزون کے
بیچ التیام و تالف تام ہو نہین سکتا لیکن متشاکل چیزین باہم
مشتاق ہوتی ہین * اور اس کی شرح مین کہا ہی کہ جب
جواہر بسیط آپس مین متشاکل اور باہم مشتاق ہین
ہر آینہ ان کے درمیان تالیف روحانی اور اتحاد معنوی
حاصل ہو اور مباینت مرتفع ہو جاے * اس لیئے کہ
علاقۂ تبائن مادیات کے لوازم سے ہی * اور ان مین اِس نوع کا
تالف ممکن نہین * پھر ان کے بیچ اصال و حقیقت کا ماننا کس طرح
متصور ہو * بلکہ نہایتون اور سطحون مین ہو سکتا ہی * اتّسے
اور اس اتصال سے بہت فرق ہی * اور جبکہ نفس انسانی
جوہر بسیط ہی جس وقت کدورت جسمانی سے پاک ہو *
اور لذات طبیعی کی محبت پر محو ہو جاے تو بحکم مناسبت کے
عالم قدسی مین منجذب ہو اور بینائی کی آنکھون سے جمال شاہد

حقیقی کا مشاہدہ کرے * اور اپنی ہستی کو پروانہ کی مثال شمع تجلیات الٰہی پر فدا کردے * تب وحدت کے مقام مین جو نہایت مقاموں کی ہی پہنچے * یہی مرتبہ حق الیقین کا ہی اس رتبے والے کو بدن کے ساتھہ علاقہ رکھنے اور نرکھنے مین چندان فرق نہین ہی * اس لیئے کہ استعمال قواے بدنی کا جمال حقیقی کے مشاہدہ سے باز نہین رکھتا * اور اورون کو جو سعادت عاقبت مین مترقّب ہی اُسکیتئین اسی عالم کے بیچ حاصل ہو * ابیات * وہ کام آج کرکہ ہو بینا تری نظر * حیران رہے جمال حقیقی پہ یہہ بصر * افسوس شرم آنکھون مین تیرے نہین ذرا * بیٹھا ہی لیل عید مین فردا کا منتظر * لیکن تعلق بدنی سے چھوٹنے کے بعد بسبب اُسکی لذت کے کُچھہ دغدغہ باقی رہ جاتا ہی اسلیئے کہ ہرچند اس عالم مین بینائی کے نور سے اسماو صفات کے دقائق سے مطلع ہوکر وحدت ذات کو مشاہدہ کرے پر شہوت اثنینیّت کے شائبے سے جو مقتضاے عالم تعلق کا ہی خالی نہین ہوسکتا اور بے مزاحمت رقیبونکے خاطر جمعی سے تمام و کمال مشاہدہ کرنا بغیر خلوت خانۂ تجرد کے میسر کہان اسی واسطے ہمیشہ رفع حجاب کا امیدوار ہوکر زبان حال کو اس مقال سے مترنم رکھا چاہیئے *

ابیات * غبار تن کا مرے ہی حجاب چہرۂ جان * خدا کرے کہ میں اس چہرے سے نقاب اٹھاؤن * نہ یہہ قفص ہی سزا وار مجھہ خوش الحان کا * ارم کا طائر قدسی ہون اس چمن مین جاؤن * اور یہہ محبت مراتب عشق کی نہایت اور کمال مطابق اور ذروہ مقامات خدا ترسون کا ہی * بیت * جو کچھ کہ ہی سو ہی عشق کہتا ہون اور کہا ہی * دکھلا دے عشق تجکو باغ وصال جانان * بعد اُسکے محبت باہم دیگر اہل خیر کی ہی اسواسطے کہ جب غایت اس محبت کی نیکی ہی تو خلل اُسکی طرف ہرگز راہ نہین پاتا * بخلاف اور محبتون کے اسواسطے کہ تھوڑے عارضے سے وہ محل زوال کے ہون * چنانچہ مضمون اس آیۂ کریمہ کا جسکے معنے لیے ہین *

کہ دوستون مین سے آج کے دن بعضا بعضے کا دشمن ہی سوا متقیون کے خبر اُسکی دیتی ہی * پر جو محبت بہ سبب منفعت یا لذت کے ہو خواہ بد لوگون یا نیکون مین وہ سریع الزوال ہوتی ہی * چنانچہ سابق بیان ہو چکا * اور کدھی ہوتا ہی کہ سفر مین ایک ساتھہ رہے اور سختیون کے سبب یہہ دوستی پیدا ہو جیسا کہ کشتی اور خشکی وغیرہ مین اور سبب اُسکا یہہ ہی کہ انسان بالطبع مائل اُنس کا ہی * اسی سبب اُسکو انسان

کہتے ہیں اور جب کہ اُنس طبیعی خواص انسانی ہی اور کمال ہر یک شی کا اُس کی نوع کی خاصیت کے ظاہر ہونے میں ہی * پس کمال انسان کا اپنے بنی نوع کے ساتھہ اس خاصیت کے ظاہر کرنے سے ہو * اور یہہ خاصیت مبدا اُنس محبت کی ہی جو مقتضا تمدن و تالف کا ہی * اور ساتھہ اُسکے کہ موافق حکم عقل کے مستحسن ہی شرع میں بھی اس بات کے لیئے مبالغہ عظیم فرمایا ہی * اسیواسطے حکم کیا ہی کہ ہر روز پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھہ ادا کرین تا اہل محلہ اِس اجتماع کی برکت کے سبب موانست کے زیور سے آراستہ ہون * پھر فرمایا ہی کہ سب اہل موضع ہر ہفتے میں ایک مرتبہ ایک جگہہ مجتمع ہون اور نماز جمعے کی جماعت سے ادا کرین تا موانست اُنکے درمیان حاصل ہو * پھر حکم کیا ہی کہ ہر سال دو بار روستائی اور اہل شہر میدان وسیع میں جمع ہون اور نماز عیدین کی پڑھیں تو اُنکے درمیان اجتماع کے سبب اُلفت پیدا ہو * بعد اُس کے سب اُمت کیتئیں ساری عمر میں موقف حج کے درمیان ایکبار جمع ہونے کے لیئے فرمایا اور اُسکو ایک وقت معین میں مقرر نہ کیا ہی * تا موجب حرج کا نہو حکمت اِسکی یہہ ہی کہ جمیع افراد

اُمت کے بیچ موانست حاصل ہو اور اُسں سعادت سے جو اہل محلہ اور شہری اور بادشاہی لوگون کو حاصل ہی محفوظ رہین اور اِس موقف کو بقعے کے درمیان جو مقام صاحب شریعت کا ہی مقرر فرمایا تا اُس مقام کا دیکھنا صاحب شرع کی یاد اور اُسکی زیادہ محبت و تعظیم کرنے کا سبب ہو اِسلیئے کہ شریعت مین بے شبہہ اُسکے احکام کا اعتقاد کرنا نافع ہی * اِن امرون کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو جو صاحب شرع کی غرض اُس سے تحقیق کرنا رابطۂ وحدت کا اور اُتحاد دینا شبہہ کثرت کا بقدر لائق کے ہی * بلکہ احکام شریعت کے تمام مرتبے مین مثل اُسں غرض کی ملحوظ ہی * اور جیسے نبیون کی دعوت کرنی علم توحید کی جہت سے ہی عمل کے رو سے بھی توحید کی طرف رجوع کرنی ہی * یہین سے ہی کہ نماز جماعت کی فضیلت مین وارد ہی کہ وہ ستر بار منفرد کی نماز سے بہتر ہی اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہی کہ مین نے چاہا کہ آتش روشن کرون تا جو کوئی نماز جماعت کو نہ آوے اُسکے گھر مین آگ لگادون * اور اسی قسم سے وہ ترغیب و ترہیب ہی جو جمعے اور عیدین اور حج کی نماز مین وارد ہوئی *

تتمۂ احکام محبت وہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا اور محبت کا سبب لذت و نفع ہی * اور زوال کی مداخلت سے خالی نہین * پس ممکن ہی کہ دونون طرف سے ایکبارگی زائل ہو جاے * اور جائز ہی کہ ایک جانب سے زائل ہو اور دوسری جانب باقی رہے * اور جب سبب محبت کا ایک طرف سے لذت اور دوسری طرف سے نفع ہو اُس محبت مین اختلاف سبب کے جہت شکایت بہت سی واقع ہو۔ جیسے محبت مطرب اور مستمع کی ہی مستمع گانے والے کو واسطے لذت کے پیار کرتا * اور مطرب سننے والے کو نفع کے سبب چاہتا ہی * اور محبت عاشق و معشوق کی ایسا ہی کہ عاشق اپنے معشوق کو مزے کے لیئے پیار کرتا اور معشوق فائدے کے واسطے * اِس دوستی مین شکایت ہونے کا سبب ہی کہ لذت کا چاہنے والا جلد ہی کرتا اور نفع کا ڈھونڈھنے ہارا اپنے مطلب کے حاصل ہونے پر موقوف رکھتا ہی * پھر موافقت اُنکے بیچ کمتر متصور ہو اسی واسطے عشاق ہمیشہ شاکی اور مظلوم رہتے ہین * لیکن حقیقت مین وے خود ظالم ہین * ایسا ہی کہ وے دیکھنے کے مزے اور وصل کی لذت کو شتاب چاہتے * اور اُسکے بدلے نفع پہنچانے مین دیر کرتے

ہین * اِس قسم کی دوستی کو محبت لوّامہ کہتے ہین * یعنے
ملامت کے قریب * اور جو محبت کہ درمیان بادشاہ و رعیت
حاکم و محکوم غنی و فقیر مالک و مملوک کے ہی وہ بھی بجہت
اختلاف اسباب کے طرفین کے شکوے سے خالی نہین *
اسلیے کہ ہر ایک اپنے صاحب سے کچھ طلب کرتا ہی جو اکثر
اوقات مین نہین ملتا اور مطلب کا ہاتھہ نہ آنا بے شبہہ سبب
ملال کا ہوتا ہی جو مادہ شکایت کا ہی * لیکن بدون عدالت کے
جو مستلزم رضامندی کا بقدر استحقاق کے ہی یہہ فساد
مرتفع نہین ہوتا * پر محبت نیکون کی جب کہ منشا اُسکا ارتباط
روحانی اور اتحاد جانی ہی عوارض نفع و لذت سے * اور مقصود
اُنکا فقط خیر ہی ہی تبدل کو اُس مین کچھ دخل نہین * اور مخالفت
و منازعت کے شائبے اور ملامت کے عائقے سے خالی ہوتی ہی
اور معنے اُسکے ہین جو حکیمون نے کہا ہی کہ دوست تیرا وہ شخص
ہی جو حقیقت مین تو اور ظاہر مین تیرے غیر ہو پر یہہ کبریت
احمر کی مثال نایاب ہی * شیخ ابوعلی سینا نے رسالہ طیر کے
مطلع مین اِس قسم کی دوستی کے کمیاب ہونے کا مبالغہ کیا
ہی * اسلیے کہ اکثر آدمی کو حقیقت خیر سے اطلاع نہین اور

محبت اُن کی لذت یا منفعت پر مبنی ہی پھر جسکی بنا عوارض
پر ہو بسبب عوارض کے زائل ہو جاسے* اکثر بادشاہون کی
محبت رعیتون کے ساتھہ اِس جہت سے ہی کہ وے رعایا کے
لیئے منعم اور مفضل ہیں اور بے شبہہ منعم منعم علیہ کو دوست
جانتا ہی محبت باپ کی فرزند کے ساتھہ اِس وجہ سے ہی کہ
اُسپر حقوق رکھتا ہی وہ بھی اسی قسم سے ہی پر دوسری وجہ
سے اُسکی محبت فرزند سے ذاتی ہی اسواسطے کہ اُسے
اپنے برابر جانے اور اُسکی صورت کو نتیجہ حیات کا خیال
کر کے اُسکی شکل لوحۂ فطرت پر ثبت کرلے فی الواقع یہہ
نیک تصور ہی کیونکہ باپ اُسکے پیدا ہونے کا سبب صوری
ہی اور وہ اُسکے بدن کا جزو اور خلق اور خلق مین
اُسکے برابر ہی * اِسی واسطے باپ خود جس کمال کو
چاہتا ہی فرزند کے لیئے بھی اُسکی خواہش کرتا بلکہ
چاہتا ہی کہ فرزند اُسے بہتر ہو* اور اپنے سے فرزند کے لائق ہونے
پر خوش ہوتا* اور فرزند کی فضیلت اپنے اوپر اس قسم سے
حساب کرتا ہی کہ کہین کہ اب وہ خود اکمل ہی اُس سے جو سابق
تھا* جیسے اسباب سے خوش ہوتا ہی فرزند کی تفضل سے بھی خوش

ہوتا ہی سوا اس کے فرزند کی محبت کے لیئے ایک سبب دوسرا
ہی کہ باپ اپنے تئین اُسکا منعم اور مفضل گمان کرتا ہی جیسا
سلطان و رعیت کی مثال مین بیان کیا گیا جس قدر تربیت
اُسکی زیادہ کرے یہہ محبت بیشتر ہو دوسری وجہ یہہ ہی کہ
اس کے وسیلے سے توقع مطالب و مقاصد کی رکھتا ہی اور اس
کی ہستی کو من بعد اپنے بقاے ثانی جانتا ہی یہے معنے اگرچہ اکثر
باپ کو تفصیلا معلوم نہین ہوتے لیکن ایک نوع شعور اسکا
اجمالاً رکھتا ہی * تشبیہ اِسکی یہہ ہی * کہ جیسے کوئی کسی
صورت کو پردے کے بیچ مشاہدہ کرے محبت اور اُسکے غیر کے
حاصل ہونے مین اس قسم کا علم کافی ہی اور فرزند کی محبت
باپ کے ساتھہ اُسکی محبت سے کمتر ہی اِس لیئے کہ وجود
اُسکا اُسکے وجود کا سبب اور اُسّے متأخر ہی اور ایک
مدت کے پیچھے اسس حال سے خبردار ہوتا ای واسطے جب تک
باپ کو نہ دیکھے اور ایک مدت اُسّے انتفاع نہ اُٹھاے محبت
اُسکی حاصل نہ کرسکے * اِسیواسطے شریعت کے درمیان
فرزندون کو والدین کی محبت کے لیئے اور اُن کے حق کی رعایت
کرنے کو حکم کیا ہی بدون عکس کے * بھائیون کی دوستی باپ

بیٹے کی محبت کے درجے سے کمتر ہوتی ہی * اسلیئے وے کہ رتبے اور وجود کے سبب مین مشارک ہین اور مشارکت منازعت سے خالی نہین ہوتی * بعضے حکیمون سے پوچھا کہ بھائی بہتر ہی یا دوست * بولا کہ بھائی جب کام آوے کہ اگر دوست ہو * اور چاہیئے کہ بادشاہون کی محبت رعایا سے محبت پدری کے مثال ہو اور اُن کے ساتھ شفقت اور مہربانی کا طریق مرعی رکھے اور رعیت کو لازم ہی کہ اطاعت و انقیاد و اخلاص کی راہ پر چلے * اور اِس بادشاہ دانا کا اقتدا کرے * اور ظاہر و باطن مین کسی صورت سے اقدام اسکا نکرے جو سلطان کی عظمت شان کے لائق نہین ہی * اور جو چیز کہ اسے بہتر ہی اُس سے خدمت اسکی واجب جانے * چنانچہ بزرگون نے کہا ہی کہ سب آدمیون کو چاہیئے کہ بادشاہ عادل کے لشکر ہون تا باغیون مین سے نہون * اور جو ظاہرا خدمت اُن سے نہوسکے تو تہہ دل سے دعا کی مدد کرین اس مین بھی وے اُسکی لشکریون کے شمار مین داخل ہوسکین * اور چاہیئے کہ رعایا آپس مین بھائیونکی مثال ایک دوسرے کا مہربان اور وجہ معاش کا ممد رہے اور باندازا استحقاق اپنے حق کو لے * تا فضاے زمین

و زمان عدالت کے نور سے روشن اور عرصۂ جہان مہربانی و الفت کی برکت سے مثال گلشن ہو * اور جو اس روبہ پر نہو تو آئین سلطنت کا ٹوٹ جاے اور مصلحت کا انتظام جلد منتشر ہو * ہم اِس سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور محبت کے لیئے کتنے مراتب ہیں * پہلا محبت خداوند تعالیٰ کی کہ منبع نیکیون کا اور معدن کمالونکا ہی * پر یہہ محبت حقیقۃً سواے اُس عارف ربانی کے جو بقدر طاقت کے صفات جمال اور قوت جلال الٰہی پر مطلع ہو حاصل نہین ہوتی ہی * اِس لیئے کہ بے حصول معرفت کے محبت متصور نہین * اور جو کوئی بدون علم و معرفت کے محبت الٰہی کا دعوا کرے وہ جاہل مغرور ہی * اور حضرت پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ و سلم کی حدیث کا مضمون یعنے اللہ جاہل کو کدھی دوست نہین رکھتا ہی صریحاً اُسکو جھوٹھا بناتا ہی * چاہیئے کہ یہہ محبت باقی مراتب سے اعلیٰ ہو * اِسواسطے کہ اور مرتبے کو اُسکا شریک ٹھہرانا محض شرک ہی * دوسرا مرتبہ محبت والدین کی ہی کہ وے اُس کی ہستی کا سبب صوری ہیں یہہ مرتبہ بعد اُس مرتبے کے ہی اور کسی محبت کو یہہ رتبہ نہین ہی * مگر چاہیئے کہ شاگرد کی محبت استاد کے ساتھہ اس سے بھی موکد ہو

اسواسطے کہ اگر باپ اُس کے وجود و تربیت جسمانی کا سبب
قریب ہی لیکن معلم سبب ہی اُس کے کمال و تربیت روحانی کا اور
اسے صورت انسانی میں لاتا ہی بلکہ حقیقت میں استاد پدر
روحانی ہی * پس جس طرح روح کیتئین جسم کے اوپر شرافت
ہی اِسی طرح سے اُستاد کو باپ کے اوپر * پس محبت اُسکی موجد
حقیقی کی محبت سے فروتر اور باپ کی محبت سے بالاتر ہی * سکندر
سے پوچھا کہ تو باپ کو چاہتا ہی یا اُستاد کو * بولا کہ اُستاد کو اِسلیے
کہ باپ سبب ہی حیات فانی کا اور اُستاد وسیلہ ہی جاوید زندگانی
کا * اور حدیث میں وارد ہوا ہی * کہ تیرے باپ تین قسم
کے ہیں جس سے تو پیدا ہوا اور جسنے تجھے علم سکھایا اور
جسنے تجھے بیٹی دی پر اُن سے بہتر وہ ہی جسنے تیرے تئین
علم سکھایا * اور حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی
کہ جسنے مجھے ایک حرف سکھایا پس بے شبہہ اُسنے میرے
تئین غلام بنایا * اور جب محبت اُستاد کی اِس مرتبے سے
موکد ہی تو محبت صاحب شرع کی جو ہادی حقیقی اور مکمل اولی
ہی بعد محبت حق سبحانہ تعالی کے سب محبوبون سے موکد ہو *
اِسواسطے حضرت ﷺ نے فرمایا ہی کہ کوئی تم میں سے مومن

نہین ہو سکتا جب تک کہ اللہ کو اپنے آور اپنے اہل خانہ اور اپنے فرزندسے زیادہ تر نجانے * بعد محبت صاحب شریعت کے دوستی خلفاء راشدین کی جو ائمہ دین اور ایوان یقین کے مصباح اور ابواب ہدایت کے مفتاح ہین موکد جانے * چنانچہ حدیث مین آیاہی کہ جسنے دوست جانا میرے اصحابون کو پس وہ دوست جانتاہی میرے تئین مین دوست جانون اُسکو اور جسنے بغض رکھا میرے یارون سے پس وہ بغض رکھتاہی مجھہ سے مین بغض رکھتاہون اُسّے * اور دوسری حدیث مین ہی کہ جس نے محبت کی عالمون سے پس بے شبہہ محبت کی اُسنے مجھہ سے * اور حدیث مین بھی آیاہی کہ جس نے علما کی تعظیم کی اُسنے میری تعظیم کی * تیسرا مرتبہ رعایا کی محبت بادشاہ کے ساتھہ اور بادشاہ کی محبت رعایاکے ساتھہ اور بعضون نے رعیتون کی محبت کو بادشاہ کے ساتھہ باپ کی محبت سے موکد کہاہی یہہ قول یقیناً تحقیق کے نزدیک ہی اسلیئے کہ بغیر سیاست سلطان کے باپ کو نفع پہنچانا متصور نہین ہی اور جیسے باپ تدبیر بیٹے کی کرتاہی بادشاہ باپ اور بیٹے دونونکی تدبیر کرتاہی * چوتھا مرتبہ دوستی آشنا و شرکا کی اسطور

ہر کہ جو جس مرتبے کا ہو اُسکے رتبے کے لائق طریقہ آمیزش و اختلاط ملحوظ رکھے اِس لیئے کہ رعایت حقوق میں خلل ڈالنا سبب ظلم اور موجب فساد کا ہی * اور صداقت کی خیانت اموال کی خیانت سے بدتر ہی اسواسطے وہ خیانت صفات روحانی کے طرف جو اشرف جوہر جسمانی سے ہیں رجوع کرے * ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ محبت معشوق کی جلد جاتی رہتی ہی جیسے ملمع چیزیں جلد بگڑ جاتی ہیں * تو چاہیئے کہ خالق و خلق کے ساتھہ طریق عدالت کا سلوک رکھے * اور ہر ایک سے ایسی محبت جو حق اُسکا ہی حاصل کرے * اور مطابق اُسکے عمل میں لاوے کہ خالق کے ساتھہ طاعت و طلب مناسبت میں * اور معشوق کے ساتھہ بطریق قربت کے * پیغمبرون اور ائمۂ دین کے ساتھہ انقیاد احکام اور مراعات تعظیم و حرمت میں * اور سلاطین کے ساتھہ اُنکی بزرگی اور تابعداری میں * اور والدین کے ساتھہ اکرام و خدمت گذاری میں * اور ہر ایک عوام الناس کے ساتھہ رفق و آمیزش میں * حکیمون نے کہا ہی کہ محبت منعم کی منعم علیہ کے ساتھہ بیشتر اُسکے عکس سے ہی * اِس لیئے قرض دینے والا اور احسان کرنے ہارا قرض کے لینے والے

اور مانگنے والے کو پیار کرتا ہی اور اپنی ہمت اُسکے باقی رہنے کے لیئے مصروف رکھتا ہی ولیکن قرض دینے والا جبکہ اپنے حق لینے کے لیئے سلامتی قرض خواہ کی چاہتا ہی تو حقیقت مین وہ اپنے مال کو دوست رکھتا ہی بخلاف دوستی محسن کے محسن الیہ کے ساتھہ اسلیئے وہ بلا توقع کسی منفعت کے اپنی اسے دوست جانتا ہی بلکہ اس جہت سے کہ وہ اُسکے اثر کا قبول کرنے والا ہی * پر محسن الیہ کو اس قسم کی محبت اُس کے محسن کے ساتھہ نہو بلکہ وہ احسان کو بالذات اور محسن کتئین دوست بالعرض جانتا ہی * اور محسن سعی کرتا ہی کہ محسن الیہ کو کسی وجہ سے نفع پہنچے * پس یہہ صورت شبیہ اس شخص سے رکھتی ہی جسنے دولت رنج ومشقت سے جمع کی ہو ہر آینہ اُسے عزیز جانتا ہی * اور اُس کے خرچ کرنے مین شرط احتیاط کی بجالاتا ہی * بخلاف اس شخص کے جسے بغیر محنت کے مال حاصل ہو اور وہ کچھہ اُس کی قدر نہ جانے * اور اُسکے صرف کرنے مین احتیاط نہ کرے * اِسواسطے مان اپنے فرزند کو باپ کی نسبت سے بہت چاہتی ہی اِسواسطے کہ وہ فرزند کے لیئے بہت سے دکھہ درد سہتی اور اُس کی پرورش مین بہت سی تکلیف اُٹھاتی ہی اور اسی

قسم سے ہی شاعر کا عزیز جاننا اپنے اشعار کو اور غرور اُسکا اس شعر کے سبب زیادہ دوسرونسے ہوتا ہی اور جب کہ محسن الیہ لینے والا ہی * اور لینے مین کچھ محنت نہ چاہیئے تو بالضرور محبت اس کی محسن کے ساتھہ اس مرتبے مین نہو * پس اُن مقدمات کے سبب محبت محسن کی محسن الیہ کے ساتھہ بیشتر عکس سے ہو گی و لیکن محبت کی قسمون سے بہتر وہ محبت ہی کہ منشا جسکا خیر اور کمال حقیقی ہو اس لیئے کہ وہی لذت عقلی ہی اور جوہر نفوس کے ساتھہ اُسکا علاقہ ہی نہ عوارض کے ساتھہ اسی سبب سے اس محبت کے قاعدے اختلال کی علامت سے مامون و محفوظ رہتین اور سعایت و نمیمہ کو اسمین دخل نہین ہی بخلاف اور محبتونکے کہ اُن کے سبب کے زائل ہونے سے جاتی رہتی ہین چنانچہ مضمون اس آیت کا جسکے معنے یہ ہین کہ آج کے دن

دوستون مین سے بعضا انکا بعضے کا دشمن ہی سوا پرہیزگارونکے مشعر اُسکا ہی پر یہہ لذت حقیقت مین اُسوقت حاصل ہو کہ ملکات فاضلہ کے حاصل کرنے سے فارغ ہو اور جوہر روح کے ساتھہ مشغول ہو یہانتک کہ عالم عقلی اور اُس کے درمیان سے حجاب اُٹھہ جاے اور وحدت خالص اور حق محض اور

نعمت ابدی اور لذت سرمدی کا مشاہدہ متحقق ہو * بیت * وہ یار جو تھا پردۂ اسرار مین پنہان * اب سو کشش عشق سے آغوش مین آیا * یہہ رتبہ مراتب کمالات سے بلند تر ہی اسی واسطے حکیمون نے اُسکو سعادات انسانی کے مدارج سے فوق المراتب اعتبار کیا اسلیئے کہ جب تک آینۂ ہستی قواے طبیعی کے آثار اور تعلقات جسمانی کے غبار سے صاف و مصفّا نہو * جمال اُس کمال کا دکھائی ندے * جب تک سالک اپنی خودی کے مقام سے جو منزل مقصود کی نسبت نہایت دور اور راہ درازہی نہ گذرے * محلِ وصال مین پہنچ نسکے * بیت * وصال یار تو چاہے اگر خودی کو چھوڑ * کہ اُسکے اور ترے جز ترے نہین حائل * بیت * کہتے ہین کب سے تجکو ملی دولت وصال * اپنے تئین مین چھوڑ چلا اُسکی راہ مین * ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ جب خداوند تعالی کسی کو چاہے اُسکا نباہ کرے * جیسے دوست دوستون کی ہر ایک مصلحت کا نباہ کرتے ہین * اور اخلاق ناصری مین لکھا ہی کہ یہہ ایک لفظ ہی ہماری زبان مین نہین بولتے ہین پر یہہ بات ظاہر ہی اس لیئے کہ نظیرین اُسکی کتاب اور حدیث مین بہت

ہیٔن * جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ اور وہ اللہ دوست رکھتا ہی نیک
کام کرنیوالون کو اور بس کرتا ہی میرے تئین اللہ اور وہ نیک
وکیل ہی * بالکہ حدیث قدسی کے درمیان زیادہ اس سے
وارد ہی جیسا کہ فرمایا * پس جس وقت کہ دوست رکھا مینن
نے اُسکو تو ہوا مینن کان اُسکا اور آنکھہ اُسکی آخر حدیث
تک * اور دوسری حدیث مینن ہی * جس شخص نے دوست
رکھا میرے تئین قتل کیا مینن نے اُس کو اور جسکو قتل کیا مینن نے
پس دیت اُس کی مجھہ پر ہی اور جسکی دیت مجھہ پر ہی
پس مینن دیت اُس کی ہون * اور ارسطاطالیس نے بھی
کہا ہی نچاہیئے کہ ہمت آدمی کی انسی ہو اگرچہ عاقبت اُس کی
انسی ہی اور یہہ بھی نچاہیئے کہ مردے حیوانون کی ہمت پر راضی
ہو اگرچہ آخر اس کی موت ہی بالکہ اپنے جمیع قوا کو حیات الہی
کے حاصل کرنے مینن صرف کرے اس لیئے کہ اگر وہ جثّے مینن
چھوٹا ہی تو ہمت کے رو سے بزرگ ہی اور عقل کے رو سے تمام
مخلوقات سے شریف تر ہی اس لیئے کہ وہ ایک جوہر خدا کے
حکم سے سبب چیزون پر غالب ہی * اور تحقیق اسبات کی
اس مقام مینن یہہ ہی کہ اہل فکر کے مطابق اور ارباب ظاہر

کی دلیل کے موافق وہ گوہر جو بحکم کن فیکون کے حضرت بیچون کے
ارادہ و قدرت کے وسیلے سے دریاے غیب سے شہود کے
کنارے میں آیا وہ جوہر بسیط نورانی تھا حکیموں کی اصطلاح
میں اسے عقل اول کہتے ہیں * اور بعضے اخبار میں تعبیر اُس
کی علم اعلی سے کی ہی اور اکابر ایمۂ کشف و تحقیق کے اس کو
حقیقت محمدیہ کہتے ہیں * اُس جوہر نورانی نے اپنے تئیں اور اپنے
موجد کو اور ان کو جو اس موجد سے بہ سبب اس کے پیدا ہو سکیں
افراد موجودات سے جیسے کہ تھا اور ہی اور رہو گا جانا * اور
آفرینش و پیدایش میں سے جو کچھ کہ ہی اس کے علم پر مشتمل
اور اس کی حقیقت میں داخل ہی اور یہی جیسے تخم میں شاخ
اور پتے اور پھل ہوتے ہیں پھر وہ مجمل جس ترتیب کے موافق
اس جوہر میں مکنون ہیں عرصۂ شہود میں تفصیلاً نمود ہوتے
جاتے ہیں خدا جسے چاہے مٹا دے * اور جسے چاہے ثابت رکھے
اور اسی کے نزدیک اصل کتاب ہی اور جب وقت ایجاد سلسلۂ
عالم کا بمقتضاے رحمت یزدانی کے جو شامل ہی تمام موجودات
کیہانی یعنے عالم جسمانی کو کہ مقام تغیر اور محل تبدل کا ہی اور
مظہر ہی انواع تجلیات الٰہی اور اس کے آثار غیر متناہی

کا پہنچا * تب حکمت کاملۂ الٰہی نے اِس عالم کے انتظام کا
علاقہ ایک ایسی شی جو باعتبار اپنی ذات کے ثابت
اور بنظر صفات کے متغیر ہی * بیت * عجب وہ ثابت و منتظر
ہمین نظر آوے * ٹلے نہ اپنی جگہہ سے بھی اور کہیں انز ہے * یعنے
چرخ گردندہ پر موقوف رکھا * تا اُسکی حرکت دوریہ سے نادر نادر
و ضمن صحرائی بالقوہ سے آبادی بالفعل مین پیدا ہون
اور اُسکی ہر ایک وضع خاص پر جو حادثۂ معین موقوف ہی سو
عرصۂ وجود مین تقرر ہو * اور ہر وقت حوادث کے مبدای قریب
سے جسے عقل فعّال کہتے ہین اور وہ افراد عقول کی انتہا
ہی سلسلہ ہستی کی ہر ایک صورت جدید ہیولاے عناصر کے
آئینے مین جلوہ دے پھر جس وقت ایجاد کی نوبت مو الید ثلثہ
تک منتہی ہو چکی اس حکیم علیم نے بزرگ ہی قدر اُسکی اور
باریک ہی حکمت اُسکی یہہ چاہا کہ مراتب سابق کے تمام کمالات
پیدایش انسانی مین جو اشرف ہی انواع حیوانات سے
مجتمع ہو کر عقل قدسی کی فضیلت جو مبداء ایجاد کی تھی
اِس شریف نوع کے پیچھے بصورت عقل مستفاد کے ظاہر
ہو * اِس لیئے کہ جب نفس انسانی اسی رتبے مین پہنچے

تو عالم علوی سے جو مرتبہ عقل ہی نکلا ہے اور انتہا کا نقطہ ہے اسپر منطبق ہو کر ہستی کا دایرہ قوس نزولی و صعودی سے سرانجام پاے * بیت * یہہ وہی شیٔ ہی کہ پہلے عالم علوی سے وہ * آیا اور سیر جہان کر پھر گیا اپنے مکان * پس ظاہر ہوا کہ جیسے عقل قدسی کتاب آفرینش کا دیباچہ ہی عقل انسانی اسکا خاتمہ ہی مانند تخم کے جسنے شاخ اور پتے کی صورت میں پھیل کر کثرت کے مقاموں کا سیر کیا * پھر وحدت کا لباس پہن کر اپنی اصل کی طرف راجع ہوا * لیکن اسرار اس سیر دوری کے موجودات کے سب مرتبے میں روحانیت سے ہو یا جسمانیت سے علویات سے ہو یا سفلیات سے ساری ہی * آسمانوں میں جو واسطے نظام عالم اجسام کے ہیں حرکت دوری وضعی کی صورت میں * اور اجسام نامیہ میں حرکت مقداری نموی اور ذبولی کی شکل میں * اور نفس ناطقہ انسانی میں حرکت فکری کے درمیان * پر حقیقت میں یہہ سب ظل ہی حرکت ذات حق کا اور ذاتی ہی * جیسے اساطین ائمہ ذوق و شہود کے عرف میں تجلی لذاتہ علی ذاتہ کہتے ہیں * کہا ہی * بیت * آپ ہی ماتا آپ ہی بیٹا آپ ہی اپنا بالا رے * اپنی ہی گودی آپ ہی کھیلے

ہو کر موہن لاکر رسے * آپ ہی دولت آپ ہی خزانہ آپ ہی خرچنے
والا رسے * آپ بقا ہو کے بھنجا مانگے ہاتھہ یکرتا بیالا رسے * حکیمون
نے کہا ہی کہ بعضے آدمی بہ سبب نجابت فطری اور طہارت
اصلی کے ملکات ردیہ سے مجتنب رہتے ہیثن * پر یہہ فریق کم ہی
اور بعضے بنا بر اُسکے کہ وسے فکر و رویت سے رذایل صفتون کی
برائی سے واقف ہوتے اور اُن سے احتیاط کرتے ہیثن یہہ
گروہ متوسط ہی * اور بعضے وعید و تہدید اور عذاب کے خوف اور
ثواب کے امید پر بُرے کامون سے محترز ہوتے ہیثن یے لوگ بہت
ہیثن * و لیکن گروہ اول کا نیک ہونا اصلی پیدایش سے ہی اور
فریق ثانی کا بہ سبب تعلیم کے اور ثالث کا از روے شرع
کے ہی نسبت شریعت کی اِس فریق سے مانند نسبت
پانی کی ہی اس شخص کے ساتھہ جس کے حلق میثن کھانا اٹکے اگر
شریعت کی تاثیر سے متادب نہو تو ویسا ہی جیسے کسی
شخص کے حلق میثن پانی اٹک رہے اور اُسکے چھوڑانیکی کچھہ
حکمت مقصور نہو * اور شک نہین کہ فرقہ اول سب سے
اشرف ہی پر یہہ مرتبہ نبیون کو ہوتا ہی یہین سے ہی کہ حضرت
رسالت پناہ ﷺ نے صہیب کی شان میثن جو اکابر اصحاب

میں سے نجات فرمایا ہی کہ صہیب وہ نیک بندہ ہی بالفرض اگر
اُسے ڈر خدا تعالی کا نہوتا تو بھی گناہ پر اقدام نکرتا * **تیسوا لمعہ**
مدینے کی قسموں میں حکیموں نے کہا ہی کہ تمدن دو قسم ہی *
ایک وہ ہی کہ جس کا سبب جنس سے خیرات کے ہو وہ مدینۂ
فاضلہ ہی * دوسری وہ ہی کہ سبب جس کا جنس سے بشر
کے ہو اُسے مدینۂ غیر فاضلہ کہتے ہیں پر مدینۂ فاضلہ ایک نوع سے
زیادہ نہیں ہی اسلیئے کہ راستی عیب سے کثرت کے مبرا
ہوتی اور نیکی کے طریقے بھی متعدد نہیں لیکن مدینۂ غیر فاضلہ
کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو لوگوں کے مجتمع ہونے کا سبب
غیر قوت نطقی ہو جیسے قوت غضبی اور شہوی ہی مثلاً
اُسے مدینۂ جاہلہ کہتے * دوسری وہ ہی جو قوت نطقی کے علاقے
سے خالی نہیں پر اُس قوت کو خادم اور قوا کار کہتے ہیں
اور یہی معنی اُنکے اجتماع کا سبب ہوتی ہو * اور اُسکو مدینۂ
فاسقہ کہتے ہیں * تیسری وہ جو اُنکے اکٹھے ہونے کا سبب جھوٹھے
عقیدے پر اتفاق کرنا ہو اور اُسے مدینہ ضالہ کہتے ہیں جب کہ
حضرت صاحب قرانی کے اقبال کی برکت سے جو مدبر امور زمانی
ہیں تمام ممالک محروسہ مدن فاضلہ کے برابر ہو گیا ہی اور بحکم

تضاد کے مدن غیر فاضلہ کا حال مدن فاضلہ کے احوال سے معلوم ہو
سکتا ہی تو کمیت قلم کی عنان مدینۂ فاضلہ کے میدان تفاصیل کی
طرف پھیرنا بہتر جانا * اور وہ اُس شہر کو کہتے ہیں جسکے رہنے
والون کے باہم رہنے کی بنا نیکون کے قاعدے اور بدیون کے اٹھہ
جانے پر مبنی ہو * پھر بے شک وہان کے سکان درست عقیدے
اور رنگ عمل مین متفق ہون باوجود اشخاص گوناگون اور
جدے جدے احوالون کے اُن کے چال و چلن کی روش موافق
رہے * اور ایکہی مقصود کی طرف متوجہ ہون اور جب بہ سبب
اُس حکمت کے جو سابق مذکور ہوئی نفوس انسانی مراتب
نطق و امتیاز مین تفاوت ہین اور مرتبۂ اعلی جسے نفس
قدسی کہتے ہین عالم عقول سے متصل اور مرتبۂ اسفل جو بدن
کثیف سے متعلق ہی بند ٹھا ہوا چار پایون کے گھر مین ہی پس
عقل و شعور اس جماعت کے دین و دنیا کے امور مین جو شرع
و حکمت کے اسرار دقیق مین سے ہین ایک درجے پر ہو نہین
سکتے پس اتفاق عقائد کا جنکے طرف اشارہ کیا اس طریق
سے متصور ہی کہ سب کوئی ایک امر مجمل مین شریک
رہین اگرچہ غیر محقق اسکی تفصیلون پر مطلع نہو * بیان اس کا

اس طور پر ہی کہ طبقہ عالیہ جو تائید الٰہی سے مؤید اور لوث تعلق سے مجرد ہیں * مبدا ای حقیقی کو صفات جلال اور سمات جمال کے ساتھ جانیں * اور سلسلۂ موجودات کی کیفیت صدور پر اُسکے مبدا سے جس ترتیب سے ہی مطلع رہیں * اور معاد نفوس کو جس وجہ سے مطابق نفس الامر کے ہی تصور کریں * اور جب روح کو اس پیدایش میں کتنی قوتون سے علاقہ ہی جنکے سبب معانی جسمانی کی صورتون کو دریافت کرنی جیسے حس مشترک اور خیال اور وہم ہی مثلا اور اُن قوتون کے واسطے بحسب اختلاف آمیزجنکے صفا و کدورت کے مراتب ہیں اور کسی وقت کیا خواب کیا بیداری میں اُن میں سے کوئی قوت بیکار محض نہیں رہتی پس جس وقت ارواح اُن لوگون کی اُن حقائق کی صورتون سے منقوش رہیں ہر آئینہ اُن قوتون کے آئینے میں مثالی صورتین جو اُن معانی کے مناسب ہیں منعکس ہوتی ہیں اسلیئے کہ ادراک معانی خالص کا بے شایبۂ صورت حسی و وہمی کے نشارت تعلق میں ممکن نہیں اور نسبت ان صورتون کے جو خیال و وہم سے حاصل ہوئی ہیں اُن حقایق کے ساتھ کیسی ہی جیسی نسبت

مثل و خیالات کی ہی اعیان موجودات کے ساتھہ * پر وے
امیلے ان مثالون سے الطف ہیثن جو جسمانیات مین متصور
ہون اور وے نور بصیرت سے جانین کہ وہ حقیقت ماورا خیالی
صورتون اور وہمی معنیون کی ہی * یہہ گروہ اعاظم اولیا اور
اساطین حکما کے ہیثن اور اُس مرتبے کے نزدیک ایک فریق ہی
جو تعقل صرف سے عاجز رہے اور نہایت رسائی اُنکی معانی
وہمیہ تک ہی پر جانتے ہیثن کہ وے حقائق اُن قیدون سے منزہ
ہیثن اور وے اپنے عجز اور فریق اول کے رجحان معرفت کے
معترف ہیثن * یہہ گروہ اہل ایمان ہی اور اسس درجے سے
فروتر ایک گروہ ہی جو تصورات وہمی پر بھی قادر نہو * اور پہنچ
اُسکی مبدا و معاد کی پہچان مین خیالی صورتون سے آگے نہین *
پر وہ پہلے فریق کی ترجیح اور اپنے عجز کا معترف ہی * یہہ گروہ اہل
تسلیم ہی اور اِس جماعت کے درجے سے پائین تر کوتاہ نظرون کا
فریق ہی جو محسوسات کے مقام کے سوا دوسرے مرتبے کو ہرگز
تصور نہین کرسکتا وہ اسی ظاہری صورتون پر اکتفا کرتا ہی * اُن
لوگون کو متضعفین کہتے ہیثن جب کہ ہر ایک شخص بقدر وسعت
کے جہد و کوشش کرے اور اپنی اپنی استعداد کے موافق مرتبہ

نہایت کو پہنچے تو عقلا کے نزدیک بدنام نہو ٭ بلکہ وے سب قبلۂ
حقیقت کی طرف متوجہ رہین جب صاحب شریعت علیہ افضل
الصلواۃ و اکمل التحیات تمام خلائق مین مبعوث ہین تو بے شبہہ
بموجب اُسکے کہ ہمین حکم کیا ہی ٭ جو آدمیون سے اُنکی عقل کے
موافق بات کرین سب باتین اُنکی ایسی ہون کہ ہر کوئی بقدر
حوصلۂ استعداد کے فائدہ و افراُٹھاوے تا اپنے نفوس ناقصے
کے تکمیل کرنے کے لیئے بحسب اختلاف مدارج کے کافی ہو سکے
اور زلال کمال کے پیاسون مین سے ہرایک شخص اپنے اپنے
ذوق و شوق کے مطابق طلب کی پیاس بجھاوے ٭ شعر ٭ جو اس
میخانے مین لاوے تو خم بھرلیوے فیضون سے ٭ اگر جام ایکہی
لاوے سوا اُسّے نہین پاوے ٭ اِسی سبب سے ہی کہ آیات
اعجاز غایات کلام مجید کی اور احادیث ہدایت سمات
حضرت خاتم النبیین کی جنکی بنا احکام کی استواری اِس
مرتبے سے ہی جو شایبۂ انہدام کو اُسکے قاعدے کی طرف دخل اور
پنجۂ انقطاع کے تئین اُسکے رشتۂ انتظام کے گرہ کھولنے کی
طاقت نہین ہی کدھی بطریق محکم اور کبھی بطور متشابہ کے
وارد ہین اور معانی کی حقیقتون کو کبھی دقائق تنزی ہی کے

ضمن مین عقل قدسی کے نزدیک جو باز ار تجرید کا صدر ہی
ظاہر کیا * اور کبھی صور خیالی و اشباہ مثالی کے لباس
مین عقل ظاہربین کو دکھا دیا * بیت * زندہ رکھتی جان و دل
کو اسکی خوبی کی بہار * رنگ سے ظاہربین کو اور بو سے دل
آگاہ کو * اور رکھا بھی کبھی رحیق تحقیق اور زلال معانی کو قیاس
برہانی کے کاسے مین کرکے بزم طلب کے بیٹھنے والون کے آگے
دھرتے * اور کبھی شربت معرفت کو مخیلات شعری کے
پیالے مین ڈال کر مرشد ان نونیاز کو پلاتے ہین * اور کبھی
اقناعیات کے برگ و بر کے پر قناعت کرتے ہین * تا ہر
کسی کو باندازِ قدرت کے ہدایت کرین * ہرچند اُن فرقون
کے درمیان اعتقادی صورتون مین مخالفت ہی پر امر اجمالی
مین شریک ہوتے اور مدبر فاضل کے تحت مغلوب ہو رہتے
ہین اُن کے درمیان تعصب و عناد نہین ہی * اور رحکم مدبر کے
اُس کمال کی طرف متوجہ ہونے کے لیئے جسکی استعداد
رکھتے ہین ایک دوسرے کو قوت پہنچاتا ہی * پر مدینۂ فاضلہ کے
رکن پانچ فریق ہین * اول فضلا یے وے فریق ہین کہ شہر
کی تدبیر اُن سے درست رہتی ہر مراد اُن سے علماے عامل

اور حکماے کامل جو قوت ادراک سے اپنی بنی نوع پر مختار ہیں صناعت اُن کی حقایق موجودات کی پہچان ہی * دوسرا صاحب زبان یے وے لوگ ہیں کہ عوام الناس کو کمال انسانی کی طرف دعوت کرین اور پند و نصیحت سے انہیں برے کامون سے بچاوین اور اُنکے عقائد بد اجمالی کو قیاسات جدلی و خطابی اور شعری کے سبب انحراف سے محفوظ رکھین صناعت اُن کی علم کلام و فقہ اور خطابت و شعر ہی اور مانند اُسکی * تیسرا مقدر لوگ یے وے لوگ ہیں جو قوانین عدالت کی میزانون کو شہر کے درمیان قائم رکھین * اور چیزون کے مقدار کا معلوم کرنا اُن کی راے پر موقوف رہے اُن کے فن کو حساب واستیفاو ہندسہ اور طب و نجوم کہتے ہیں * چوتھا جہاد کرنے والے یے وے گروہ ہیں جو ملک کو زبردست دشمنون کی شورش سے محفوظ رکھین اور گھاتی کا بند اور قلعون کی نگہبانی اُن کے کف کفایت سے علاقہ رکھے اُن کی صناعت کو شجاعت اور فروسیت یعنے دانائی کہتے ہیں * پانچوان ارباب اموال یے وے فرقے ہیں جنسے اِن فرقون کے لباس و غذا کی ترتیب منتظم ہو خواہ معاملہ اور حرفے یا خراج کی

وجہت سے وے لوگ اہل حرفے کہلاتے ہیں * لیکن عدالت کا مقتضا یہہ ہی کہ اِن فرقون مین سے ہر ایک فریق بلکہ ہر شخص کو اُسکے مرتبے کے موافق رکھے اور چاہیئے کہ ایکہی شخص کو ہر ہر پیشے مین مشغول نکرے * کیونکہ یہہ سبب ہی اُسکے انتشار طبیعت کا اور یقین ہی کہ وہ کسی ہنر کو کمال مقدیہ تک پہنچا نہ سکیگا اس لیئے کہ ہر ایک صنعت کے حاصل کرنیکو ایک وقت معین اور قصد خاص چاہیئے اور جب وقت اُسکا قصدون پر بٹ جائیگا تو سب ناقص رہ جائینگے * جیسے کہا ہی کہ جسنے سب ڈھونڈھا کچھہ نہ پایا اور اگر کوئی کیک ہنر جانے اُسے جو مفید اور بہتر ہو بلکہ جس مین اُسکی رسائی خوب ہو اُسی مین مشغول اور دوسرے پیشون سے موقوف رکھنا بہتر ہی * تا ایکہی کام کو استواری اور باریک بینی سے سر انجام دے اسلیئے کہ یہہ طریقہ اُسکی بہتری کے بندوبست کے لیئے مفید ہی اور اُن فرقونکے سوا جو آدمی ہین سو مدینۂ فاضلہ کے ارکان سے باہر ہین * پر بعضے اُن مین سے جو قابل فضیلت کے ہین اُن جماعتون کے لیئے آلات و ادوات کی مثال ہین شاید کہ فاضلون کی تربیت سے کسی کمال کو پہنچین والا اُنھین

جن کامون سے تمدن کی مصلحتین ہونکین اُن مین مشغول رکھا چاہیئے * اور اُن مین سے بعضے گیا ہونکے برابر ہین جو کھیتون اور باغون مین پیدا ہوتے ہین اسی سبب اُنھین نوابت کہتے ہین اور اُن کی پانچ صفتین ہین * ایک مرائی جو افعال فضلا اور اُنکے شعار کو اختیار کرے * اور سبز رنگون کے لباس سے ملبس ہو * تا اس لباس ملبس کے سبب ہوا و حرص نفسانی اور اغراض دنیاوی کے درپے رہے * دوسری محرف جسکی طبیعت مین رذیل صفتون کی خواہش و رغبت غالب ہو بنابر اسکے ملت و مذہب کے قاعدون کو حیلہ و تاویل سے چاہے کہ اپنی خواہش طبیعت کے موافق بنالیوے * تیسری باغی کہ بادشاہ عادل کے احکام سے جنکی اطاعت و انقیاد کا رشتہ تمام خلائق کی گردنونسے لگا ہوا ہے سر پھیرے اور دوسرے بادشاہ پر اتفاق کرے سبب کے اوپر شرع و عقل کے رو سے اس فرقے کو دفع کرنا لازم و واجب ہی * چوتھی مارق کہ بسبب قصور فہم کے مذہب کے آئین اور حکمت کے قانون سے واقف نہو اور اُن کو دوسرے معنیون سے تعبیر کرکے سیدھی راہ سے منحرف رہے * لیکن اگر یہہ انحراف راسخ نہو اور خطا و حسد سے خالی رہے اُنکے ہدایت

پانے کی امید ہی * پانچوین مغالط جو حقیقت مین نہ پہنچ کر جاہ و مال کے لیئے جھوٹھے دعوون پر اقدام کرے اور دروغ ملمع کو بازار وقاحت مین لاکر دوکان خود فروشی آراستہ کرے * اور اپنے تیئین داناؤن کی صورت مین عوام الناس کو دکھاوے حالانکہ وہ آپ ہی گمراہ ہی ۔ یہی ہی جو کچھ اصناف نوابت سے مشہور ہی * چوتھا لمعہ * ملک کے بندوبست اور بادشاہونکے آداب مین * پہلے تمہید کے طور سے لکھا جاتا ہی کہ درجہ شاہی ہی سبحانہ تعالی کی بڑی نعمتون مین سے ہی جو اتنی بے انتہا مہربانی کے خزانے سے بعضے بندے پر عنایت کی ہی کون مرتبہ اسکو پہنچے کہ حضرت بادشاہون کا مالک اپنے بندون مین سے کسی خاص بندے کو بادشاہی کے تخت خاص پر بٹھلا کر عظمت حقیقی کے انوار کی چمک اُسکے احوال پر ظاہر کرے * اور کافۂ انام کے مراتب حقوق اُسکے حکم و راے کے اوپر موقوف رکھے یہانتک کہ ہر کسی کی چشم احتیاج اُسکی درگاہ عالی پر رہے * حدیث مین آیا ہی کہ بادشاہ سایۂ خدا ہی زمین کے اوپر کہ ہر ایک مظلوم حوادث زمان کی آتش سے پناہ اُسکی لے * بس شکر اس نعمت عظمی کا مراتب عدالت کا

نگاہ رکھتا ہی سب خلائق کے درمیان * چنانچہ مضمون آیۂ کریمہ کا

کہ تحقیق ہم نے تیرے تئین زمین کے اوپر بادشاہ کیا پس تو

آدمیونکے بیچ براستی حکم کر اشارہ اس کی طرف ہی * پھر اس

تمہید کے بعد لکھتا ہی کہ جیسے مدینہ بحسب تقسیم اولی کے فاضلہ و غیر فاضلہ

کی طرف منقسم ہوتا ہی سیاست ملکی بھی دو قسم ہیئن * ایک

سیاست فاضلہ جسے امامت کہتے ہیئن وہ بندگان خدا کی بہتری

کی تدبیر کرنی ہی اُنکے معاش معاد کے کامون مین * تا ہر کوئی

اپنے اپنے کمال مین جو اُسکے لائق ہی پہنچے سعادت حقیقی بیشک

اِسکی لازم ہو سکتی ہی اور حقیقت کے روسے یہہ مدبر خلیفۃ

اللہ اور ظل اللہ ہی * پر اُسکی تکمیل کے لئے صاحب شرع

کی پیروی کرنا لازم * ہر آئنہ اُس یگانۂ عباد کے آثار برکت

اور انوار ہدایت اکناف عالم کو پہنچین اور بہ مقتضا سے

اُسکے کہ * بیت * دیکھیکو یاد رکھہ تو اور سنّے کو چھوڑ دے *

آگے کہان ہی قدر زحل آفتاب کے * اس قسم کی مثال

روشنتر آفتاب عالم تاب سے اقبال صاحب زمان سلیمان

مکان کا ہی کہ ائمۂ کشف و تحقیق کے اکابرون نے بیشتر سے

اُسکے نیر اقبال کے طلوع ہونے کا مژدہ اِس زمان خجستہ

آوان مین جو آج کے دن صبح صادق یوم تبلی اسرایر کی
یعنے اسرار خفی کے ظاہر کرنے کا روز ہی ویا ایسا ہے کہ اس
مدت قلیل کے بیچ وجوہ ملک و مذہب کو رونق اس قدر بخشا ہی
کہ گروہ خلائق نے زمانے کے حادثے سے گوشۂ امن و آمان مین
آرام کیا * اور ربا گھ و بکری ایک گھاٹ مین پانی پینے لگے * اور
باز و دُرّاج نے ایک مقام مین آرام کیا * اللہ تعالی اُسکے
آفتاب عدالت کو جسکے احسان کا نور تمام عالم کو پہنچا مدارج
روز افزون پر بلند کر کے آسیب زوال و صدمۂ وبال سے
محفوظ رکھے * دوسری سیاست ناقصہ جسے تغلب کہتے
ہین اُس کے ارتکاب کرنے والون کی غرض بندگان خدا سے
خدمت لینا اور اُسکے ملکون کو ویران کرنا ہی * لیکن اُنھین
دوام و قیام نہین ہی * بلکہ مدت قلیل کے بیچ نکبت دنیاوی
مین پہنچ کر شقاوت ابدی مین مبتلا ہو جائین * اسلیے کہ
بادشاہ ظالم کیسا ہی جیسے ایک بلند مکان کی بنا برف کے
اوپر ڈالین * مگر آئینہ بنیاد اُسکی عدالت الہی کے آفتاب
کی تپش سے گل جاے * اور وہ مکان گر پڑے * اور ریزرگان
باریک بین جانین کہ اُن ریزون سے زر کے جو بیچاری پڑھا سے

چھین لین گنج خسروی معمور نہ کر سکیئے اور تقدی کے
پانون سے جو کسی چیونٹی کے منہہ سے لے لین دسترخوان
سلیمان کا سامان کیونکر ہو * اور جس عود کے ساز کو
مظلومون کے مال سے درست کرین مآل اُس کا نالۂ زار
کے سوا کچھہ نہین * اور جس پیالۂ شراب کو بیچارون کے
خون دل سے بھرین ہنسی اُسکی سوا اشک خونی کے
اور خمار اُس کا سوا دکھہ درد کے کیا ہو) اور کسی فقیر کا
اگر دلق چھین لین یقین ہی کہ اُس سے زرۂ داؤدی نہ بن
سکے * اور ایک چادر کہنہ سے جو کسی محتاج سے لوٹ لین
مسند شاہی کا کیا ہو سکے * اور جو سپر یتیم بے نوا کے
مال سے بناوین مانع تیر قضا نہو * اور جس جوشن کو
فقیرون کی وجہ معاش سے درست کرین * دافع تیغ بلا نہو *
بارکہ زمانے کے تیر حوادث سے اُس صاحب دولت نے امن
پایا * جس نے فقیران صافی دل کے پاک باطن کی پناہ لی * اور
مقصدون کی نہایت میں پہنچنا اُس بلند ہمت کو میسر
آیا * جس نے سفر جانے اور مشکلون پر اقدام کرنے کے وقت
دور سے کے رہنے والون اور خانقے کے بیٹھنے بارون کی توجہ خاطر کو

ہمراہ کیا * اور تاج شاہی اُس مرد کے سر پر مزین ہوا * جس نے بلے سر و پایان تاج بخش سے کمک دعا کی مانگی تخت سلطنت جلوہ گاہ اُس شاہ کا ہوا * جس نے تونگر دل فقیرون کے دروازے سے سوال فیض کیا * بیت * در میخانے پہ رہتے ہیں قلندر بیٹھے * چھینین اور دیوین جو بخشیں افسر شاہنشاہی * سر دھرین اینٹ پر اور پانون رکھین گردون پر * دستگاہ دیکھئے اور رتبۂ صاحب جاہی * سعادت ازلی کے جنیبت کش گلگون خوش خرام سبزہ گام کے مقام میں اشہب صبح اور ادہم شام کو اُس صاحب قرانی کے طویلے میں باندھین * جسکے بادپاے عزیمت کا کوچ عاجزان شکستہ بال کی صلاح حال اور فراغ بال کی طرف رہے * اور عنایت لم یزلی نے کمیت باد صبا اور سمند جہان پیما کے بدلے ابرش آفتاب اور نقرۂ خنگ ماہ کو اُس گیتی ستان کے حلقۂ تسخیر اور رسن تقید میں کیا * جسنے معدلت دراقت کے میدان میں خسروان عالیمقدار سے نیزۂ سبقت لیا * اور اگلے بادشاہون کے تتبع احوال میں مصروف رہا صاحب زمان ظل یزدان کی دولت روز افزون کا شاہد اِسی مدعا کی

تحقیق اور اس دعوا کی تصدیق پر شاہد عادل ہی * اگر
کوئی دیدۂ اعتبار کھولے اور آئینہ بینائی سے غبار غفلت کو دور
کرے * اور صاحب سیاست فاضلہ قانون عدالت کا متمسک
ہو کر رعایا کو فرزندون اور دوستون کی جگہہ جانے * اور ہوا
و حرص اور مال و دولت کی خواہش کو مقہور قوت عقلی
کا کرے * اور صاحب سیاست ناقصہ قواعد ظاہر پر اعتماد کر کے
رعایا کو غلامون کی مثال بلکہ چارپایون کی برابر خیال کرے اور خود
غلام حرص و ہوا کا رہے * جب کہ بمقتضا اسکے کہ آدمی اپنے زمانے
مین آبا اجداد کے مشابہ ہوتے اور بادشاہ وقت کے آئین پر
چلتے ہین * ہر شخص کو بادشاہ وقت کی سیرت خوش آتی ہی *
پر جب سر رشتۂ انتظام کا سلطان عادل کے ہاتھہ ہو تو
سب کی خواہش عدالت اور فضیلت کے حاصل کرنے کی طرف
رہے * اور جو برخلاف اِسکے ہو تو لوگون کو دروغ گوئی اور بد
خوئی کا شوق آوے * یہین سے ہی کہ حدیث مصطفوی مین آیا
ہی * کہ اگر بادشاہ عادل ہو اُسے ہر ایک نیکی کا جو رعیتون
سے ظاہر ہو ایک حصہ پہنچے * اور جو ظالم ہو تو ہر بدی مین جو
اُنسے صادر ہو شریک رہے * اور حکیمون نے کہا ہی * چاہیے

کہ بادشاہ میں سات خصلتیں ہون * پہلی علو ہمت وہ تہذیب
واخلاق سے حاصل ہوتی ہی * دوسری رسائی عقل وفکر
کی یہہ نہایت دانائی اور بہت تجربے سے ہاتھہ لگتی * تیسری
قوت عزیمت یہہ عقل درست اور بری مضبوطی سے میسر
آتی ہی * اور اُسے عزم الملوک و عزم الرجال کہتے ہیں * یہ
تین چیزین تمام نیکی اور فضیلتون کے حاصل کرنے کی اصل ہیں *
نقل ہی کہ مامون بادشاہ کو اتفاقاً مٹی کھانے کی خواہش ہوئی
اور اس سبب فساد عظیم نے اُسکے مزاج میں دخل
پایا * جتنے طبیب حاذق اُسکے معالجے میں سعی و کوشش کرتے
کچھہ فائدہ نہیں کرتی * ایک دن تمام اطبا طب کی کتابون کو
جمع کرکے فکر مین تھے کہ خاص غذیون سے ایک شخص
وہان حاضر ہوا جب اُس نے احوال مشاہدہ کیا عرض
کی کہ یا امیر المومنین این عزمات الملوک یعنے بادشاہون
کے دے عزم کہان * بادشاہ نے طبیبون کو فرمایا کہ اب
احتیاج معالجے کی نہین اِس لیئے کہ میں پھر اس کام کا اقدام
نہ کرونگا * چوتھی مشکلون پر صبر کرنا اسلیئے کہ صبر کشایش
مطلب کا وسیلہ ہی اور حدیث میں آیا ہی * کہ جس نے کسی

دروازے کو کھڑکھڑایا اور لجاجت کی دخل پایا * پانچوین بہنایت نا آدمیون کے مال مین طمع نہ کرے * چھٹی شکریونکی موافقت * ساتوین نسب اس لیئے کہ یہہ موجب اتفاق قلوب اور ہیبت و وقار کا ہی اگرچہ یہہ خصلات ضروری نہین لیکن اولیٰ ہی پر بہنایت اور وقوع اُن چار خصلتون یعنے علو ہمت و عقل رسا اور صبر و عزیمت سے حاصل ہوتی ہی * پس یے چار عمدہ ترین خصائل ہین الحمد للہ کہ حضرت بادشاہ دین پناہ کی ذات مین یے صفتین تمام موجود ہین اس لیئے انتہاء مراتب اُبہت و اجلال کو پہنچی ہی * جب کہ سابق تمہید ہو چکی کہ بادشہ طبیب عالم کا ہی * اور طبیب کو مرض اور اُس کی علامتون کی پہچان اور اُس کے دوا کرنے کی کیفیت شناسی سے چارہ نہین ہی پس ہر آئینہ سلطان پر واجب ہی کہ بادشاہت کے مرض اور اُسکے علاج کے طریقے سے واقف رہے * جب کہ تمدن عبارت ہی ہر طرح کے آدمیون کے مجتمع ہونے سے تو جب تک ہر ایک اُن فرقون مین سے اپنے اپنے رتبے کے موافق رہے اور جسکا جو پیشہ ہی اُس مین شغل رکھے اور وجہ معاش کی جہت سے بھی حسب مدارج کے

فراغت ہو تو بے شبہہ مزاج عالم کا روش اعتدال پر رہے *
اور امور بادشاہت کے منتظم ہوں * اور جس وقت اِس
طریق سے انحراف کرے ہر آئینہ اختلاف کی طرف منجر ہو جاے
جو سبب ہی رابطۂ الفت کے ٹوٹ جانے کا * اور اُس سے خلل
و فساد روے زمین پر برپا ہو * اِسلیئے کہ مقرر ہی اصل ہر دولت
کی اتفاق اُس جماعت کا ہی جو معاونت کے لیئے شخص
واحد کے اعضا کے برابر ہی کیونکہ اِس صورت پر ویسا ہو
جیسے کوئی دنیا مین پیدا ہو اور قوت تمام لوگون کی رکھے اور
ہر گز کوئی منفرد اُسکا مقابلہ نہ کر سکے * اور بہت لوگ بھی اگر
مختلف الراے ہون اُسپر غالب نہو سکین مگر جب اُنکے درمیان
اسی طریق سے تالف پیدا ہو تب اس شخص واحد کے
برابر ہون جسکی قوت اِس جماعت کے زور سے زیادہ ہی *
اور کوئی کثرت بدون وحدت تالیفی کے انتظام نپاے وہی
وحدت عدالت ہی چنانچہ سابق مذکور ہوا * پس جب تک
بادشاہ قانون عدالت پر چلے اور آدمیون کے ہر فرقے کو اُسکے مرتبے
کے موافق رکھے * اور اُنھین ظلم و تعدی اور زیادہ طلبی سے
منع کرے * تو سررشتہ بادشاہت کا مضبوط رہے * اور جو

برعکس اُسکے ہو تو ہر گروہ کینئیں اپنے اپنے نفع و منفعت کی خواہش غالب ہو اور غیرون کے ایذا دینے پر کمر باندھین* اور بہ سبب افراط و تفریط کے رابطہ الفت کا ٹوٹ جاے* تجربے سے معلوم ہوا ہی کہ جو دولت ارباب دول کے پاس رہی اُنھون نے جبتک خصلت عدالت کی اختیار کی ترقی پر رہی پھر جسوقت ظلم و مخالفت اُنکے درمیان غالب ہوئی ہاتھہ سے جاتی رہی* اسلیئے کہ سابق تقریرونکے مطابق اہل زمان بادشاہون کی چال اختیار کرین* پس جب بادشاہ اور اُسکے ملازم ظلم و بدعت کی سعی کرین تو ہر شخص کے دل میں ادعا ظلم کا جو خلقت میں پوشیدہ ہی حرکت میں آوے اور خواہش تعدی کی کرے* جیسے اگلے تقریر سے ثابت ہوئین کہ وحدت تغلب کے ساتھہ باقی نہین رہتی* پس بے شبہہ یہہ طریق مزاج عالم کے بگڑ جانیکا سبب ہی اسی واسطے کہا ہی* کہ ملک کفر کے ساتھہ آباد رہے اور ظلم سے ویران ہو جاے* اور حکیمون نے کہا ہی کہ دولت کو دو چیزون سے محفوظ رکھے ئیے* ایک الفت و اتحاد سے دوستون کے بیچ* دوسری جنگ و جدل سے دشمنون کے درمیان اسلیئے کہ جب مخالف آپسمین مشغول رہین اُنھین اور قصد کی فرصت نرہے* اور اسی واسطے

جب سکندر بادشاہ دارا کے ملک پر غالب ہوا عجم کی فوج بے شمار تھی سوچنے لگا کہ اگر اُنکو چھوڑ جاے مبادا اسب اتفاق کرین پھر اُنکا دفع کرنا متعذر ہو # اور جو اُنکی بیخ کنی کرے تو ملت و مروت کے قاعدے سے بعید ہی # حکیم ارسطاطالیس سے مشورت پوچھی بولا کہ اُنھین متفرق کردے اور ہر ایک پر حکومت و ریاست جدے جدے موضع کی مقرر کرتا آپس مین بگڑ جائین اور تو اُنکے شر سے محفوظ رہے سکندر شاہ نے اُنکو طوائف الملوک کردیا # اور اُسوقت سے اردشیر بابک کے عہد تک کسی کو ایسا اتفاق جو بہ سبب اُسکے شورش کرے میسر نہوا # اور سلطانونکو چاہیئے کہ اصناف خلق کو ہموار رکھین تا اعتدال تمدن کا حاصل ہو # اور جیسے مزاج ترکیب عناصر کا اُنکی ہمواری سے اعتدال پر رہے ویسے اعتدال مزاج تمدن کا چار صنفونکی ہمواری سے متصور ہی # پہلے اہل علم جیسے فقیہ عالم قاضی نویسندے محاسب مہندس منجم طبیب شاعر جنکی قلمونکی مدد سے ارکان دین و دنیا کے مستحکم اور روے آب کی مثال ہین چار عنصر مین اور یقین ہی کہ جو مناسبت آب و علم کے درمیان ہی داناؤن کے نزدیک آب صاف سے صاف ہی بلکہ آفتاب سے روشن تر

ہوسکے * دوسرے اہل تیغ جیسے پہلوان و سپاہ اور قلعون کے نگہبان اور گھاٹیون کے بند کرنے والے ہیں کیونکہ خلائق کی بہبود بغیر اُن کی تیغ خون خوار کے متصور نہین * اور اسباب بغی و فساد کے بدون اُنکی آتش قہر کے خاکستر نہون اور روے آتش کے برابر ہیں * وجہ مشابہت کی یہان ظاہر اس مرتبے سے ہی کہ محتاج بیان کا نہین * اِس لیئے کہ آتش کو چراغ سے ڈھونڈھنا داناؤن کا کام نہین ہی * تیسرے اہل معاملے جیسے سوداگر اور صاحب مال و ہنر اور پیشے والے کہ اُن کے سبب سے کھانے پینے کی چیزین اور ہر قسم کے تحائف موجود ہون * اور دور دراز کے رہنے والے اقسام انواع طعام اور طرح بطرح کے چیزون سے فائدہ اُٹھاوین * مناسبت اُنکی ہوا کے ساتھہ جو نباتات کی نشو و نما کی مُمِد اور روح حیوانی کی مفرح ہی اور اُسکے تموج و جنبش کے وسیلے سے ہر طرح کے تحفے اور نفیس چیزین سامعہ کی راہ سے بنی انسان کے دار الخلافت مین پہنچتی ہین نہایت ظاہر ہی * چوتھے اہل زراعت (زراعت کرنیوالے جیسے چاسی اور دہقانی اور کشاورز) جو نباتات کے تدبیر کرنیوالے اور قوت لابدی کے پیدا کرنے ہارے ہین اور رہنے اُنکی سعی

وجود کے اسباب زندگانی ممکن نہین حقیقت مین یے لوگ
معدوم کے موجود کرنے والے ہین * ایسا ہے کہ اور فرقون کی قدرت
کسی چیز کے موجود کرنے مین نہین ہی بلکہ ایک موجود کے تعین
کسی سے کب یکو یا کہین سے کہین پہنچاتے یا ایک صورت کو
دوسری صورت مین لاتے ہین مشابہت اُنکی خاک سے جو
آسمانون کے بسر کرنے والون کا قبلہ اور مظہر ہی انوار عالم
پاک اور عجائب مصنوعات الٰہی کا ازبسکہ واضح ہی * اور
جیسے مرکبات عنصری مین چار عنصرون کے کسی عنصر کی قدر
واجب مین تفاوت پڑنے سے زوال اعتدال اور اختلال
ترکیب کا موجب ہوتا ویسے اجتماع بدنی مین بھی اُن صنفون
مین سے بعضے کے غالب ہونے سے سر رشتہ بند و بست کا
ٹوٹ جاتا اور ہر طرح کا خلل اور فساد برپا ہوتا ہی * لیکن
اُن چارون فریق کے ہموار کرنے کے بعد چاہیئے کہ ہر ایک
شخص کے احوال پر نظر کرے اور مرتبہ ہر ایک کا بقدر
استحقاق کے معین کر دے * اور دوسری وجہ سے فرقے آدمیونکے
پانچ ہین * پہلے وے لوگ ہین کہ بالاصالت نیک ہین جنکا
احسان اُن کے غیر کی طرف پہنچتا ہی * جیسے شریعت کے

علما اور طریقت کے مشائخ اور حقیقت کے عارف لوگ یہہ فریق
مقصود ایجاد کا اور خلاصہ عباد کا ہی * اور فیض ازلی کی جاے ورود
اور عنایت لم یزلی کی فرودگاہ یہی لوگ ہین * اور دوسری
فریق اُن کے طفیل سے ہستی کے مہمان خانے مین آئے ہین * بیت *
خدا کے لطف اور احسان کے گھر مین * وے ہین مہمان اور عالم
طفیلی * حکیمون نے کہا ہی بادشاہ کو لازم ہی کہ اِس فریق
کو اورون کی نسبت مرتبۂ قرب منزلت سے سرفراز فرماے
اور اُنھین سب کے اوپر حاکم کرے * اور کہا ہی کہ جب ارباب
علم و دانائی درگاہ پادشاہی مین مجتمع رہین اُس کی ترقی
دولت اور ترفع حشمت کا آثار ہو * نقل ہی کہ حسن بویہ اپنے
وقت مین مالک ری کا ولی عہد اور حکما اور علما کی خواہش مین
اپنے زمانے کے بادشاہون سے ممتاز تھا کسی وقت روم کے
اوپر چڑھائی کی اور شروع جنگ مین لشکر اسلام کی فتح
ہوئی اور کافرون پر نہایت غلبہ ہوا بعد اسکے تغیر اہل روم کا
شائع ہوگیا * اطراف سے فوج جمع کر لشکر عراق کی طرف متوجہ
ہوئے اور وے ہٹ گئے اور بعضے اسیر و زنجیر ہوئے * بادشاہ
روم کا بیٹھا اور بندیون کو اپنے آگے بلایا اُنکے درمیان ایک

شخص ابو ناصر نام اہل ری سے تھا * جب معلوم کیا کہ وہ ری کا
باشندہ ہی کہا کہ تیری معرفت ایک پیغام کہون تو اپنے
بادشاہ کو پہنچادے بولا البتہ میئن خدمت میئن حاضر ہون * کہا
حسن بویہ کو جاکر کہہ کہ میئن قسطنطینیہ سے اِس ارادے کے
ساتھہ آیا ہون کہ عراق کو خراب کردن لیکن جسوقت تیرے
احوال سے میئن نے تفحص کیا معلوم ہوا کہ تیرا اقبال ابتک
اوج کمال کا متوجہ ہی اور مدارج اقبال پر مترقی * اس لیئے کہ
جسکا آفتاب دولت حضیض زوال اور مغرب انتقال کی طرف
جاوے اُسکی درگاہ کے مقرب ایسے ایسے حکیم عالی مقدار اور
فاضل نامدار جیسے ابن عمید و ابو جعفر خازن و علی ابن قاسم
و ابو علی تباعی نرہئین کیونکہ ایسے لوگونکا اکٹھا ہونا اور تیرے
پاس اُن رفیقونکا رہنا تیرے دوام اقبال اور زیادتی جاہ و جلال
کی دلیل ہی اسیواسطے میئن تیرے ملک کا متعرض نہوا * دوسرے
وے آدمی ہیئن جو بالاصالت نیک ہوتے پر نیکی اُن کی اورون کو
نہین پہنچتی ہی مرتبہ اس فریق کا پہلے گروہ سے ادنی ہی اسلیئے کہ
جمال کمال اُنکا ارشاد و اکمال کے خال سے آراستہ اور اخلاق الہی سے
مخلع ہی یہہ جماعت اگرچہ حلیۂ کمال سے محلی ہی لیکن درجۂ تکمیل

سے قاصر * اس طبقے کو معزز رکھنا چاہیئے اور رزق و کفاف سے
خاطر جمع * تیسرے وے لوگ ہیں کہ وے نہ بالا صالت نیک
ذات ہیں اور نہ بد ذات اس فریق کو سایۂ امن امان میں ماموں
اور نظر مہربانی کا منظور رکھنا ضرور ہی تا فساد استعداد سے
محفوظ رہیں اور بقدر وسعت کے کمال مناسب کو پہنچیں * چوتھے
وے اشخاص جو شریر ہیں لیکن کسی کو ایذا نہیں دیتے ہیں
اس جماعت کی تحقیر و اہانت کرنی اور زجر و ملامت اور وعظ
نصیحت سے انہیں بد کاموں سے بچار کھنا واجب ہی * پانچویں
وے ہیں جو اپنی اصل سے موذی اور بد ذات ہیں لوگوں
کے ایذا دینے کی فکر میں رہتے ہیں یہہ فریق بدترین خلائق اور
طبقۂ اولی کے مقابل ہی جنکی اصلاح کی امید ہو اُن کو مودب
اور مہذب کرنا چاہیئے اِس جماعت میں سے * اور جنکی
اصلاح کی توقع نہیں اور شرارت اُن کی شائع نہو بادشاہ
اپنی راے صحیح کے موافق اُن کے ساتھہ مدارات فرماے
اور جو بد ذاتی اُن کی نشر پاے اُن کی شرارت کو دفع کرنا جس
طریق سے بہتر و مناسب ہو شرعاً و عقلاً واجب ہی اور دفع
شر کا ایک طریق حبس ہی وہ عبارت اِس سے ہی کہ اہل

شہر کی آمیزش سے اُسکو موقوف کردے * دوسرا قید وہ منع کرنا کاربار سے ہی شہر کے بیچ * تیسرا نفی وہ شہر کی آمد و رفت سے موقوف کردینا اگر اُن وجہون سے مندفع نہو * حکیمون نے اُسکے قتل کرنے مین اختلاف کیا ہی * اور اُنکے اقوال مین سے ظاہر تر قول یہہ ہی کہ اس عضو کے کاٹ ڈالنے جو سبب شرارت کا ہی جیسے ہاتھہ پانوٴن زبان یا اُسکے حواس مین سے کسی حس کو موقوف کر دینے پر اکتفا کرین * لیکن حق یہہ ہی کہ اِس امر مین شریعت حق کی تبعیت کرنی ضرور ہی اور قتل و قصاص مین سے بر محل حدود شرعی پر اقدام کرنا واجب ولیکن حدّ واجب کی زیادت سے محترز رہے * چنانچہ کلام مجید مین آیا ہی * کہ جو شخص خدا کی حدون سے تجاوز کرے پس تحقیق اُسنے اپنے اوپر ظلم کیا * اور قتل کو اپنا شغل کرنا نچاہیئے اور اگر کوئی شرعاً مستحق اُسکا ہو تو رحم بھی نہ کیا چاہیئے * چنانچہ فرمایا ہی کہ رحم نہ آوے تمھین بسبب اُن دونون کے خدا کے دین مین * اِس لیئے کہ جیسے طبیب باقی اعضا کی درستی کے لیئے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا جائز * بلکہ واجب جانے بادشاہ بھی جو طبیب عالم کا ہی مدبر اول تعالیٰ شانہ کے حکم سے کبھی عوام بنی نوع کی بہتری کے واسطے اُنمین سے کسی کے قتل کرنے کو مناسب جانے

پھر شرائط سواری کے رعایت کرنے کے بعد اُنکے مراتب کو تقسیم خیرات مین محفوظ رکھنا چاہیئے * پر خیرات کی تین قسمین ہین * سلامت * و اموال * و کرامت * اور ہر ایک کے واسطے بنظر استحقاق کے اُن مین سے ایک ایک حصہ ہی جسکے نقصان کرنے سے اُس کے اوپر ظلم اور زیادہ کرنے سے شہریون پر جور ہوتا ہی * اِسلیئے کہ کسی کو بے زیادتی استحقاق کے اوروں پر فائق کر دینا اُن کے اوپر ستم ہی اور کبھی نقصان کرنے سے بھی شہریون پر ظلم لازم آتا ہی اِسلیئے کہ جب مستحق کو اسکے رتبے سے گھٹا دین تو بے شبہہ اُسکا اور دوسرے مستحقون کا دل ٹوٹ جاے پھر اسکے سبب انتظام ملکی مین خلل پڑے * اور تقسیم خیرات کے بعد بقدر استحقاق کے محافظت اُسکی اُنکے لیئے کرنا واجب ہی اس طور پر کہ جسکا جو حق اس خیرات مین سے ہی نچاہیئے کہ اُس سے زائل ہو * اور زوال کے بعد بھی عوض اُسکا بحسب استحقاق سے اُسکو دین اس طور سے جو شہریون کے ضرر پر مشتمل نہو * اور اہل شہر کے عقوبت کرنے مین حد جور سے احتراز کیا چاہیئے * طریق اُسکا یہہ ہی کہ ہر گناہ کے موافق عقوبت اسکے

لائق ٹھہرا دے اگر چھوٹے گناہ کے مقابل بڑی عقوبت کرے
تو گنہگار کے اوپر ظلم ہوتا ہی * اور جو بڑے گناہ کے لیئے تھوڑی
عقوبت کرے تو ظلم شہریوں پر ہو چکیموں سے بعضے اُسپر
ہیں کہ ظلم ہر ایک شخص پر اشخاص گویا شہر کے سب رہنے والوں پر
ظلم ہی پس مظلوم کے معاف کرنے سے عقوبت ساقط نہیں
ہوتی * اور مظلوم کے عفو کرنے کے ساتھہ بادشاہ کو جو والی
اور مدبر کل کا ہی عقوبت کرنا ظالم کا جائز ہی * بعضوں نے برخلاف
اسکے کہا ہی جب غرض اس منازعت کی شریعت کے حکیم عادل
یعنے سید الانام علیہ و علی الہ التحیۃ و السلام کے حکم پر مبنی
ہی تو اس وجہ سے فیصل کیا چاہیئے کہ جو حد و اللہ کی جنس میں
سے ہو جیسے چوری زناکاری اور رہزنی کی حد عفو سے ساقط
نہیں ہوتی بلکہ بادشاہ پر اقامت اُسکی واجب ہی اور جو حق
الناس کی قسم میں سے ہو اگر وہ قصاص یا حد قذف ہی
معاف کرنے سے ساقط ہو جاے اور اگر تعذیرات کی قسم
سے ہو جیسے ضرب و ایذا و اہانت کی صورتوں میں اکثر آئمہ
محققین مذہب شافعی رحمۃ اللہ کے اُسپر ہیں کہ باوجود عفو
مستحق کے بادشاہ کنیں تادیب کے لیئے تعذیر اسکی پہنچتی ہی

اور یقینا حکمت اُس کی یہہ ہی کہ شر مین سے بعضا ایسا ہوتا
جسکا ضرر اہل شہر کو پہنچے جیسے زنا اور چوری اور مانند اُسکی
ایسی امثال مین عفات کرنی موجب اختلال انتظام کا ہی
اسلیئے عفو کی تاثیر اِس مین نہین اور بعضا ایسا ہی کہ
مخصوص ایکہی شخص سے ہوتا اور اُس سے غیر کی طرف
تجاوز نہین کرتا جیسے گالی دینی* پس ہر آینہ جسے گالی دی ہی
اُسکے طلب عفو پر موقوف رہے اور جس شر مین غیر کی
طرف متجاوز ہونے اور نہونے دونون کا احتمال ہو وہ سلطان
کی نکر و راے سے تعلق رکھتا ہی تا اپنی راے صائب کے
موافق جو لایق و مناسب ہو عمل مین لاوے یہین سے ہی کہ اگر
مقتول کا کوئی وارث خاص نرہے وراثت اُسکی بیت المال
سے علاقہ رکھتی اور حکم اُسکا مصلحت بادشاہی پر موقوف ہی
چاہے قصاص کا حکم دے چاہے عفو کرے اور رعایت عدالت
کی اُس وقت منتظم ہو جب سلطان خود رعیتون کے احوال
پر نظر مہربانی اور ہر ایک کو رزق و کفاف بقدر حق کے عنایت
فرماے تحقیق اِس بات کی اس طور سے ہو سکتی ہی *
کہ رعایا اور مظلومون کی آمد و رفت کی راہ احتیاج کے وقت

بادشاہ کے حضور تک رہے اگر سب وقت میسر نہ آوے تو
ایک دن ارباب احتیاج کے لیئے بار عام مقرر کرے کہ ہر کوئی
اپنا اپنا مطلب رو برو جاکر عرض کرے * اور عجم کے بادشاہوں
کا ایک ایک وقت معین تھا اور اُس میں عوام خلایق کو
بار عام ہوتا * حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ جس کسی کو اہل اسلام کے کسی کام کا
والی کرے پھر وہ ارباب احتیاج اور مظلوموں کے اوپر
دروازہ موند سے توحق سبحانہ تعالیٰ اُس کی احتیاج کے وقت
دروازہ رحمت کا آگے اوپر بند کرے اور اپنے لطف و مہربانی
سے اُسکو محروم رکھے * امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ
عنہ جسے کسی امر کی حکومت تفویض فرماتے اُسے نصیحت
کرتے کہ احتیاج والوں سے جی نہ چھپاوے اور اُن کے آگے دروازہ
نہ موندے * اور حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلواۃ نے
دعا مانگی ہی * اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِّيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ
بِهِمْ فَارْفُقْ بِهِ وَمَنْ وَلِّيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ
عَلَيْهِمْ فَاشْفَقْ عَلَيْهِ * اور اخبار میں آیا ہی کہ فرعون میں
ساتھہ اتنی نافرمانی و کفران کے دو خاصیتیں اچھی تھیں * ایک یہہ

کہ دروازہ بار عام کا کشادہ رکھا اور ارباب حاجت کو اُسکی ملاقات جلد میسر ہوتی * دوسری. بخشش وکرم کے زیور سے آراستہ اور کرم کے باب مین مبالغہ اُسکا ایسا تھا * کہ روایت ہی بنی اسرائیل مین سے ایک عورت کے فرزند ہوا اور ود کھانے جو اُس وقت کے مناسب ہین باورچی خانے مین موجود نہ تھے جب اِس بات سے مطلع ہوا اُسکے قہر کی آتش دہکی اور باورچیون کو تنور غضب مین خاکستر کیا بعد اُسکے مقرر کردیا کہ ہر روز اقسام طعام عوام الناس کے لیئے بیمار ہون یا تندرست تیار رہین اور ہر شخص کے موافق طعام پہنچایا کرین * جب جلال الہی کا طوفان غضب اُٹھنے لگا اور مشیت ازلی نے اُسکی بیخ کنی کا قصد کیا بمقتضا اِس آیہ کریمہ کے جسکے معنے یے ہین * کہ بتحقیق اللہ تعالی نہین تغیر کرتا ہی اس چیز کو جو قوم مین ہی مگر جب تغیر دین قوم اُس چیز کو جو اُنکے نفسون مین ہی دونون خاصیتین برخلاف اُس کے ہو گئین پھر بے نیازی اُس کی اِس مرتبے کو پہنچی کہ ہیچ روز روشن کے مانند اندھیری رات کے پردے کے درمیان چھپا * اور عنقاء مغرب کی مانند گوشۂ غروب مین بلکہ خفاش مدبر کی مثال ادبار کے کونے

مین پوشیدہ ہوا * بغیر ابلیس اور اُسکے لشکر کے کسی کو قدرت ملاقات کی نہ تھی * چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام جب خلعت تکلم سے ممتاز ہوئے اُسی رات خدا کے حکم سے اُسکے دروازے پر آئے ایک برس تک وہان تھے ملاقات میسر نہوئی * ایک دن اُسکے ندیمون مین سے کسی نے بطریق استہزا کے عرض کی کہ ایک صورت عجیب مسموع ہوئی ہی ایک شخص اس طور پر دروازے مین کھڑا ہی اور کہتا ہی کہ مجھے خدا نے بھیجا ہی اور کیک پیغام رکھتا ہون * فرعون نے کہا اُسے بلوایا چاہیئے کہ اُسکے ساتھ ہنسی اور سخریہ کرین جب حاضر کیا بعد اُس مناظرے کے جس سے کلام حقائق اعلام ظاہر ہوتے تھے ہرچند ید بیضا کے معجزے سے کام صیقل کا کرتے تھے لیکن اُسکے دل آہنین سے زنگار شرک دور نہین ہوا اور باوجود ثعبان مبین کے جو گنج ایمانکی طرف راہ بتاتا تھا راہ پر نہین آتا تھا ہر لحظہ سانپ کی مثال ہر ایک سوراخ سے سر نکالتا یہان تک کہ کام اُسکا عاقبت خرابی کی طرف آیا اور خاتمہ بد کو پہنچا اور رنجل اُسکا اس درجے کو پہنچا کہ بد دن کرام الکاتبین کے اُسکے کھانے پینے کی خبر نہین ہوتی * اور سوا گس کے

کوئی اُس کے دستارخوان پر نہ بیٹھتا * یہانتک کہ مورخین
معتبر نے تاریخ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جس دن موسی علیہ
السلام نے حکم سے الہی کے بنی اسرائیلون کے ساتھہ مصر
سے کوچ کیا اور فرعون اُنکے پیچھے چڑھہ دوڑا اُسکے تمام
باورچی خانے مین بغیر ایک گوسفند گرگین کے ذبح نہین ہوا
تھا * اور اُس کے جگر سے غذا مقرر کی اور گوشت شیلان یعنے
خوان یغما کے لیئے رکھہ دیا کہ معاودت کے بعد اپنے خواص کے ساتھہ
تناول کرے حالانکہ مالک دوزخ نے اُسکے اور اُسکے لشکریون
کے لیئے شبرہ زقوم سے ماحضر ترتیب دیا تھا * حکیمون نے کہا
ہی کہ بادشاہ کو تین چیزون کی رعایت کرنی ضرور ہی * اول
ملک و خزانے کو آباد رکھنا * دوسری رعیتون پر رحم و مہربانی
کرنی * تیسری یہہ کہ بڑے کام چھوٹے آدمیونکو فرمایش
نہ کرے * اور کسی آل ساسان سے پوچھا کہ تیرے خاندان
سے چار ہزار برس کی دولت کے جانیکا کیا موجب تھا * بولا
کہ معظم امور جو عقلا کے لائق تھے ادنا لوگون کے حوالہ کیئے * کہا
ہی کہ بناء عدالت کی مضبوطی دس قاعدے پر ہی * ایک وہ ہی
کہ جو قضیہ روبداد ہو فرض کرے کہ خود رعیت ہی * اور دوسرا

بادشاہ * پس جو اپنے اور پرگوارانہ جانے رعایا پر جائز نرکھے * دوسرا یہہ کہ ارباب احتیاج کے انتظار کا روا وار نہو * اور اُس کے خطرے سے دور کرے * حکیم ارسطاطالیس نے سکندر کو کہا اگر تو اعانت خدا تعالیٰ کی چاہتاہی تو داد خواہون کی مدد کرنے مین سرعت کر * تیسرا یہہ کہ اپنی اوقات کو شہوت و لذت جسمانی مین مصروف نرکھے کیونکہ ویرانی ملک کے سببون مین سے بڑا سبب یہی ہی بلکہ فراغت و راحت کے وقتون سے کچھ تدبیر ملکی اور رعیتون کی بہتری مین صرف کرے * کوئی حکیم کسی بادشاہ کو نصیحت کرتا تھا کہ خواب غفلت مین نرہا کر کہ غنیم سرنہ اُٹھائے * اور کوئی تیری شکایت خدا کے نزدیک نہ لے جائے اور ندامت سو کہ تیری عمر برباد ہو جائے اِس لیئے کہ دولت اور عمر دھوپ کے برابر ہی کہ صبح کو ایک دیوار اور شام کو دوسری دیوار پر ہوتی ہی اور ایسا کر کہ تو دنیا کو کھائے نہ یہہ کہ تجہے دنیا کھائے * چوتھا یہہ کہ سرشتہ کاروبار کا رفق و مدارات پر رکھے نہ غصے اور ناک چڑھانے پر * پانچوان خدا کی رضامندی خلق اللہ کی دلجوئی مین ڈھونڈھے * چھٹھا خوشنودی خلق کی مخالفت مین خالق کی بجا ہے *

ساتوان یہہ کہ جب اُس سے حکم چاہین عدالت کرے * اور جس وقت مہربانی طلب کرین عفو کردے * اسواسطے کہ خلائق پر مہربانی کرنا حق تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہی چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہی * کہ بخشش کرنے والون کو خدا بخشش کرتا ہی اہل ارض کے اوپر رحم کرو تو اہل سما تم پر رحم کرین * آٹھوان وہ ہی کہ اہل حق کی صحبت کا خواہان رہے اور پند ونصایح سے آزردہ نہو * نوان یہہ کہ ہر شخص کو مرتبۂ استحقاق پر رکھے * دسوان اُس پر اکتفا نہ کرے جو آپ ظلم نہین کرتا بلکہ ایسی تدبیر ٹھہراوے کہ عملے اور لشکری اور رعایا مین سے کسی کو مجال ظلم کا نرہے اس لیئے کہ بموجب اسکے * کہ تم سب نگہبان ہو ہر کوئی پوچھا جاویگا اپنی رعیت سے * جو فساد ملک مین برپا ہو بواسطہ اسکے کہ تدبیر ملک کی اسکے ہاتھہ تھی اُس سے پوچھینگے * اور اخبار مین آیا ہی کہ امیر المومنین عمر ابن عبد العزیز کو کہ نہایت عدالت اور ازبسکہ تقوی وطہارت مین موصوف تھا چنانچہ اُسے خلیفۂ خامس کہتے تھے بعد وفات کے خواب مین دیکھا اُس کے حال سے سوال کیا کہا کہ ایک برس تک مجھے ورطۂ حجاب مین ڈال رکھا سبب اُسکے کہ ایک

پل کے اوپر گزرا پڑ گیا تھا کسی بکری کا پانون اس مین آگیا اور زخمی ہوئی پیر سے تئین عتاب کیا کہ کیا لازم ہی کہ جب خلائق کے نیک و بد کا سر رشتہ تیرے عہد سے مین رہے تو بند و بست امور مین سستی کرے * پس چاہیئے کہ رعیت کو قوانین عدالت کے التزام اور فضیلت کے حاصل کرنے کے لیئے تاکید کرے اور جیسے قوام بدن کا طبیعت سے اور طبیعت کا روح سے اور روح کا عقل سے ہی * ویسے قوام مدینے کا ملک سے اور ملک کا سیاست سے اور سیاست کا حکمت سے ہی جو عین شریعت ہی * تا امور جمہور قواعد شرعی پر منتظم رہین جب اس راہ راست سے پھر جاتے خوبی و آبادی ملک کی برباد ہو * افلاطون نے کہا ہی کہ قوانین شریعت کو یاد رکھ تو شریعت تیری حافظ ہو * جب درستی عدالت کی روش سے فارغ ہو تو عنان ہمت فضل و احسان کی طرف پھیرے اسلیئے کہ کوئی خصلت بخشش اور جود سے بہتر نہین ہی * چنانچہ تفصیل سے ظاہر ہوا لیکن احسان مین مقادیر استحقاق کی رعایت کرنی واجب ہی اور چاہیئے کہ وہ ہیبت و حشمت سے ملا ہوا سلیئے کہ احسان بے ہیبت کم زوروںکی بے پروائی کا موجب اور سبب

زیادتی طمع کا انہونکے ہو اور اگر مثلاً تمام ملک کے خراج کے برابر کسی کو
دیجیئے تو راضی نہو * ارسطاطالیس نے سکندر کو نصیحت کی چاہیئے
کہ مظلوم تجھہ سے دہشت نکرین تا عرض مطالب بخوبی کرسکین
لشکری اور زیر دستون پر تیری ہیبت بہت ہو تا ظلم و ستم
پر اقدام نہ کرین حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ
والسلام بحکم اسکے کہ مظہر انوار تجلیات جلالی و جمالی
اور محل آثار عظمت الٰہی اور ایہمت نامتناہی کے تھے رعب
اس مرتبے رکھتے تھے کہ ابو سفیان جب شرف اسلام سے
مشرف نہین ہوا تھا عہد و پیمان کے لیئے حضرت کے پاس
آیا جس وقت رخصت ہو گیا کہا قسم خدا کی ہی مین نے بادشاہ
اور صاحب اقبال بہت سے دیکھے کسی سے ایسا رعب و
ہیبت اپنے دل مین نہین پایا * اور خوشخلقی اور لطف و
مہربانی بھی آپ کی ذات مین ایسی تھی کہ ایک دن کوئی
عورت حضرت کے پاس آئی چاہتی تھی کہ عرض مطلب کرے
یقیناً بہ سبب اسکے کہ انوار قدس کی چمک طاعت صفا طینت
پیغمبری مین نمایان تھی از بسکہ خوف اس عورت کے
بشرے سے ظاہر ہوا * جب آپ اسے آگاہ ہوئے * فرمایا مین عرب

کی ایک عورت کا لڑکا ہون جو گوشت خشک کھاتی * غرض اُسسے آپ کی یہہ تھی کہ خوف و ہراس اُسکے دل سے دور ہو اور غرض مقصد کرکے * متکبرونکے ساتھہ تکبر کرنا سکیھون زبردستون سے بتواضع پیش آنا اخلاق کرام سے ہی * اور عادات سلطانی سے اہم یہہ ہی کہ اپنے اسرار پوشیدہ رکھین تا فکر و راے کی جولانی پر قادر اور دشمنون کے مکر سے فارغ رہین حضرت پیغمبر خدا ﷺ جب کسی جہاد کا عزم کرتے لوگون کو گمان مین ڈالتے کہ اور مقام کو جاتے ہین حالانکہ آئینہ خاطر حضرت کا غبار کذب سے صاف و مصفا تھا بلکہ یہہ چلن اختیار فرماتے کہ مثلاً اگر کسی جانب کا ارادہ رکھتے اور مقامون کا استفسار کرتے اور وہانکا احوال پوچھتے تا لوگون کو مظنہ ہو کہ شاید ارادہ وہین کا رکھتے ہین * حکیمون نے کہا ہی کہ اخفاے راز کا طریقہ باوجود احتیاج مشورت کے آدمیون سے یہہ ہی کہ جو لوگ عقل و دانائی مین کامل ہین اُن سے مصلحت پوچھے اور سفیہ و کم عقلون سے اپنا بھید چھپاے پھر بعد ارادۂ مصمم کے اُن کامون پر اقدام کرے جو بحسب ظاہر برعکس اُسکے ہون * پر اُنمین بھی مبالغہ نہ کیا چاہیئے کہ موجب تہمت کا

نہو بلکہ اُنہین بھی اُن فعلون سے بلا دے جو موافق عزم مقصود کے ہین اور مخالف کے تفحص احوال سے ایکدم غافل نرہا چاہیئے بلکہ جاسوس اور ہرکارے اُسکے تجسس امور مین لگا رکھے اور اُنکے احوال ظاہر سے تفتیش احوال باطن کی کرے اور اُن کے قصد و عزیمت پر واقف ہونیکے لیئے اُن حواشیون سے استفسار کرنا جو کم عقلی مین موصوف ہین اصل عظیم ہی * بلکہ اسباب مین بہتر یہہ طریق ہی کہ ہر ایک سے گفتگوے دوستانہ کیا چاہیئے کیونکہ ہر ایک شخص کا ایک دوست ہی کہ اُسّے وہ مانوس رہتا ہی اور اپنے دل کی بات اسے کہتا ہی شک نہین کہ اس آمیزش کے درمیان ہر شخص کے مکنون خاطر سے خبردار ہو سکے * جب کسی سے آثار مخالفت کے معلوم ہون تو مقدور بھر سعی اسکی کرنا لازم کہ آتش فتنہ کو آب صلح سے بجھاے اور اگر یہہ کوشش مفید نہو تو جبتک تدبیر شایستہ اور حیل برجستہ سے رفع فساد ممکن ہو اقدام جنگ کا نہ کرے اور دشمن کے دفع کرنے مین حیلہ کرنا یا جھوٹھی کہانیونکا لکھنا معیوب نہین ہی * پر جھوٹھہ کہنا یا فریب دینا کسی وقت جائز نرکھے اور جو ضرورت داعی جنگ کی طرف ہو تو یہہ دو صورت سے خالی

نہین یا بادی یعنے پیش دستی کرنے والا یا دافع یعنے ٹالنے ہارا ہی
اول صورت مین ارادہ خیر ہی کا رکھے * اور البتہ امور دینی یا
قصاص کے لیئے یا اُس حق کے واسطے جو مخالفون کے ہاتھہ مین ہی لڑنے
نہ غلبہ اور تفوق کے واسطے اسلیئے کہ پیش دستی کرنے والا اکثر
مغلوب ہوتا ہی مگر جب امر دینی یا حق طلبی پر کمر باندھے * اور جبتک
سب لشکر ایک دل اور ایک زبان نہون لڑائی کو نہ چلا چاہیئے *
اسلیئے کہ دو مخالف کے درمیان جانا اپنی جان پر کھیلنا ہی * اور مقدور
بھر بادشاہ کو لازم ہی کہ خود غنیم کے دوبدو نہو کیونکہ اگر شکست
پاوے تدارک سے ہاتھہ دھووے اور جو فتح ہو خفت اُٹھاوے
اور ہیبت و وقار بادشاہی کو کھووے * اور جو ٹالنے ہارا ہو
اور قوت مقابلے کی بھی رکھتا ہی تو خفیہ شب خونی کے ارادے سے
دشمن کی فوج مین جانا بہتر ہی * اسواسطے کہ اکثر اتفاق ہوا ہی
کہ جن بادشاہون نے اُنکے ملکون پر لڑائی کے ارادے سے
چڑھائی کی ہی مغلوب ہوئے * اور اگر طاقت مقابلے کی نہین ہی
تو شہر پناہ اور قلعہ بندی کی تدبیر مین مصروف ہو لیکن اُسپر اعتماد
نرکھا چاہیئے * حکیمون نے کہا ہی کہ جو قلعہ کے درمیان رہے گرفتار
ہوے بالکہ صلح کے دروازے کھولنے کے لیئے حیلے حوالے اور پیسے

دینے کو وسیلہ کرے * فوجون کے بندوبست کے لیئے ایسے
آدمیون کو مقرر کیا چاہیئے جو شجاعت مین مشہور اور حسن
تدبیر اور فہم و دانائی مین موصوف اور کار آزمودہ جنگ دیدہ ہو
پر لڑائی کی شرائط مین سے شرط اہم بیدار مغز رہنا اور جاسوس
لگا کر دشمن کے احوال سے واقف ہونا اور رعایت عدہلہ و صرفہ
مین مبالغہ کرنا کیونکہ جب تک کسی فائدے کی توقع نہ سوجھے فوج
و لشکر اور اسباب جنگ کو ضایع کرنا عقل مصلحت اندیش کے
نزدیک مذموم ہی * حکیمون نے کہا ہی کہ قلعہ و خندق کا آسرا نہ لیا
چاہیئے مگر لاچاری کے وقت اسلیئے کہ یہہ حرکت علامت نامردی
کی ہی اور سبب ہی دشمن کے دلیر ہو جانے کا * اور جو کوئی
لڑائی کے درمیان جوانمردی سے نام پیدا کرے انعام و اکرام سے
اُس کو نوازش کرنا اور اُس کی حسن خدمت کے بدلے اچھے
تحفے اور القاب شایستہ سے سرفراز کرنا واجب ہی اور
دشمن حقیر کو چھوٹا نہ جاننا چاہیئے کلام شریف مین آیا
ہی * کتنے گروہ قلیل خدا کی حکم سے غالب ہوئے جماعت
کثیر پر * اور فتح کے بعد بھی تدبیر سے غافل نرہا چاہیئے اور جبتک
کسی کو زندہ اسیر کر سکیئے قتل کرنا مناسب نہین اسلیئے

کہ بندیون مین بہت سے فائدے ہین جیسے غلام کرنا و ھرہ
رکھنا فدیہ دینا اور اسمین دشمنون کی دلجمعی
ہوتی ہی چنانچہ نص قرآنی مشعر اسکا ہی غنیم کے اوپر فتح پانے سے
اُنکو قتل کرنا جائز نہین مگر جب بے قتل کئے اُنکی شرارت سے
بچ نہ سکیے * اور بعد تسلط کے صفحۂ خاطر سے غبار بغض و حسد کا
جھار ڈالے اسلیے کہ مخالف اب غلام و رعیت کے برابر ہی
پھر اپنے بندون اور رعیونکا ارادہ رکھنا قاعدۂ عدالت سے دور
ہی * حکیمونکی کتابون مین مذکور ہی کہ جب سکندر نے کسی
شہر پر فتح پائی اور آسنے شمشیر کو غلاف نہ کیا ارسطاطالیس نے
اُسے ایک خط عتاب آمیز لکھا مضمون اُسکا یہہ ہی * کہ اگر تیرے
ین ظفر پانے سے آگے مخالف کے قتل کرنے مین ضرورت تھی
اب بعد غلبہ کے تجھے اُن بیچارون کے مار ڈالنے مین کیا نفع ہی *
اور عفو کرنا بادشاہان اولوالعزم کے خصائلون سے ہی * اور شاہ
اقبال کا موجب زینت ہی اور باعث استحکام قواعد جاہ
و حشمت کا * کیونکہ زور و قوت اگرچہ تمام تر ہو پر حسن عفو
بیشتر ظاہر کرے * مامون نے جو ضابط عقد خلافت اور رابط نظم
جلالت کا تھا کہا ہی کہ گنہگار لوگ اگر جانتے کہ عفو کرنے مین

کیا لذت مین اٹھاتا ہون تو گناہ ہو نکو بطریق پیشکش کے میرے
پاس لاتے اور یہہ مقتضا اسکے کہ اسکے لیئے انھین پیدا کیا ہی *
غرض اصلی ایجاد عالم اور خلقت آدم سے یہہ ہی کہ شاہد وجود
حقیقت مسند مجاز مین ظاہر ہو * اور رحمت و عفو الہی کا جمال
عجز و قصور بشری مین جلوہ دکہاسے * چنانچہ حدیث مین آیا ہی
کہ تم اگر گناہ نہ کرو تو حضرت خدا تعالی ایک خلقت اور پیدا
کرے جو گناہ کرین تو رحمت بے علت اسکی مرآت عفو مین
نظر آوے * پس زیور عفو سے آراستہ ہو نا میدا سے حقیقی
سے جو نیکیو نکا سر چشمہ ہی تشبیہ رکھتی ہی * جب ذہن سلیم
و فہم مستقیم حضرت سلطانی بانی اساس جہان بانی ثانی
حضرت صاحب قرانی درست کرنے والے قواعد کشورستانی
کے تین بار یکیان رسوم سلطنت کی اور حقیقتین آداب مملکت
او رسرداریکی اور پوشیدہ باتین اسرار حکمت کی اور
نادر باتین احکام ملت کی ملہم قدسی کی تلقین و معلم غیبی کے
فیضان سے بے واسطہ تعلمات کسبی اور تعملات انسی کے
حاصل ہی اور ذات مقدس اسکی اور سکہایا مین ہی نے
اسے علم کے بلند مرتبے مین داخل ہی تو آسکی تعریف مین

زبان کھولنا اور اس کے بیان کا دم بھرنا مجھہ ایسے فقیر حقیر سے جو خوشہ چین ارباب بلاغت اور فضلہ خوار اہل براعت کا ہی قوانین ادب سے بعید ہی ٭ کیونکہ سلیمان کو منطق الطیر سکھانا اور لقمان کیتئین قاعدہ حکمت کا بتانا دانا اوٗن کے درمیان اپنے تئین محل طعن اور مستحق لعن کا بنانا ہی ٭ فی المثل قوت علمی کے ظاہر کرنے کے لیئے اگر دقائق بلاغت میں سے کسی دقیقے کو بیان کیا چاہیں تو حضرت خاقانی صاحب زمانی سکندر ثانی کی سیرت کریمے کا ملاحظہ کرنا کافی ہی ٭ ایسا ہی کہ بے شائبہ تکلیف و تعسیف کے باقتضاء سے تدوین کتاب ایجاد تکوین کے صفحۂ الواح قابلیات انسانی کو کمالات نفسانی کے ارقام سے منقش کردے ٭ کوئی مجموعہ ایسا جو لطائف الٰہی کا جامع اور تائیدات غیر متناہی کا حاوی ہو مقابل اُس کے صنع اور اصطناع کے قلم اور ایجاد و ابداع کے خامے سے پیدا نہوا ٭ جب تک خسرو خورشید مسند نشین چار بالش فلک چہارم کا ہی ہر چند سیار ان اجرام سپہر اپنے چراغ روشن کے ساتھہ گرد جہان کے پھرتے ہیں کسی چاند اور کو اس جاہ و حشمت کے ساتھہ ندیکھا ٭ اور کسی صاحب قران کی عظمت و رفعت کا شور اس شکوہ سے نہیں سنا ٭ اللہ تعالیٰ

آسمان بادشاہت کے اُن دو ستارونکو جنکی انظار عنایت کی برکت سے سطح جہان گلشن اور اُنکے انوار مرحمت کی چمک سے زمین وزمان روشن ہی اوج اقبال وپایۂ اجلال پر رکھہ کر حضیض وبال اور ہبوط زوال سے محفوظ رکھے اور اُنکی افواج سعادت اور جنود دولت کے تئین مانند سلسلۂ زمان کے ثانی کو اول کے ساتھہ متصل ومقرون رکھے * آمین آمین ثم آمین * پانچوان لمعہ *
بادشاہون کے خدمت کے آداب اور دولتمندونکی رسوم مین *
بادشاہ اور حکام کے ساتھہ عوام الناس کے چلن کی روش یہہ ہی کہ اپنے دل وجان سے اُنکی دوستی اختیار کرین اور زبان سے حمد وثنا اُنکی کیا کرین * اور ہاتھہ پانون سے اُنکی طاعت اور خدمت گذاری کی راہ مین دوڑ دھوپ کرین * اور اُنکے امر ونہی کے قبول کرنے مین اگر برخلاف حکم خدا کے نہو بقدر امکان کے شرائط سعی کے بجا لاوین * اور اُنکے حقوق جیسے خراج وغیرہ ہی خوشنودی سے ادا کرین اسباب سے ہرگز مُنہہ نموڑین * اور ظاہر وباطن سے اُنکی تعظیم وتکریم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور ضرورت کے وقت جان ومال کو اُن پر تصدق کرین * اسلیئے کہ دین ودنیا اور آل اولاد کی حفاظت اُن کی ذات عالی پر

موقوف ہی * اور جو لوگ اُن کے خادموں کے شمار میں ہین اُنھین
چاہیئے کہ اپنے رتبے سے زیادہ خصوصیت پر دلیری نہ کرین * اسیواسطے
بادشاہون کی صحبت کو آگ کے درمیان جانے اور شیر کے ساتھ
اختلاط کرنے سے تشبیہ دی ہی * اور سچ ہی کہ آداب سلطانی
کی رعایت نہایت مشکل کام ہی ہر کسی کو اُسکے تحمل کرنے کی
تاب نہین * طریقت کے مشائخون مین سے بعضون نے کہا ہی کہ
جسنے بادشاہون کی خدمت نہین کی وہ گویا تعلق سے خالی ہی
اُس سے راہ طریقت کا چلنا نہین ہوسکتا * اِسواسطے کہ بموجب اِسکے
کہ بادشاہ ظل اللہ ہی اُن کی مجلس خاص کے آداب کی رعایت
کرنی کمال نفسانی اور رسوم طریقت کے بجا لانے کا سبب ہی پھر جسکو
اُنکی بارگاہ مین مداخلت ہو چاہیئے کہ جو کام اُسے مفوض ہووے
اُسی مین مشغول رہے اور فضول اور کامون مین دخل نہ کیا کرے
اور حاضرباشی اِسطور سے اختیار کیا چاہیئے کہ جب اُسے طلب کرین
حاضر ہو * اور بہت حاضرباشی سے بھی جو پہنچانے والی ماندگی کی طرف
ہی محترز رہے اور جو کچھ اُن سے ظہور پاوے صدق وارادت سے
اُسی کی مدح وثنا کیا کرے نہ نفاق کے طور سے کیونکہ جو اُن سے
صادر ہوتا ہی البتہ کوئی وجہ جمیل اُسکی ہوگی * پس اُس وجہ

استنباط کرکے اچھے طور سے بیان کردے اور اگر کسی کو ان کے
نصیحت کرنے کا مرتبہ ہو تو ملائمت اور حسن آداب سے عرض
کرے اسلیئے کہ شرع کے موافق بھی ہر ایک کو سلاطین کے
حق میں امر معروف اور نہی منکر میں درشتی کرنی نہیں پہنچتی
بلکہ سوا نصیحت شایستہ اور بیان برجستہ کے ادب کے روسے چارہ
اونکا نہیں ہی * حضرت حق تعالی کلام اعجاز اعلام میں موسی
اور ہارون کو فرعون کے ساتھہ کلام کرنے کے لیئے فرماتا ہی *

کہ تم اُس سے ملائمت کے ساتھہ بات کرو شاید اُسکو یاد
رکھے اور ڈرے * اور جو وزیر مشیر ہی اگر بادشاہون سے
خلاف مصلحت کی راے سرزد ہو پہلی بار نصیحت و موافقت
کرے بعد اُسکے بطریق سہولت کے اُس خیال کو اُن کی خاطر
سے دور کردے * کیونکہ حکیمون نے کہا ہی کہ بادشاہ اور حکام
سیل کی مانند ہیں جو کسی پہاڑ سے بہے اگر کوئی اُسے ایکبار گی
کسی طرف کو پھیرا چاہے اپنے تئین ورطۂ ہلاک میں ڈالے
ولیکن اگر پہلے چھوڑ دے اور آہستے آہستے تدبیر سے ایک
طرف کو خس و خاشاک سے باندھے تو پھیرنا اُسکا آسان ہو *
اور کسی وجہ سے اُن کے افشاے راز کا خیال نکیا چاہیئے * بلکہ

ہمہ مقدور مخفی رکھنے کی سعی کرے * جب یہہ قوت اُسکی
طبیعت میں مستحکم ہو تو اخفاے راز اُسپر آسان ہو جاے *
اور جاننا چاہیئے کہ ہمت بادشاہوں کی مانند ہوتی ہی اِسی سبب
خلق اللہ کو اُن کے ساتھہ مقام اطاعت میں رہنا ضرور *
اور کبھی کسی امر میں اُن کی طرف تقصیر و خطا کی نسبت
نہ کرے اگرچہ بڑے مقربوں سے ہی * اور جو کسی کام کا قصور
اُن کے اور اپنے درمیان واقع ہو تو اپنی خطا مان لینا ضرور ہی *
اور اُن کے دامن عصمت کو عیب و نقصان کی گرد سے صاف
رکھے * پس پیچھے اپنے تئیں حسن تدبیر سے بچالے * اور اُن کی
رضا جوئی کی فکر میں مبالغہ کیا چاہیئے * مگر اپنی خوشوقتی کے
درپی نرہے * جب یہہ قاعدہ مقرر کرے تو جس میں خوشی
اپنی اور خداوند نعمت کی ہو * پہلے خاوند کو خوش
کرے کہ اُسکے ضمن اُسکی بھی خوشی حاصل ہو * اور اُنسے
مقصد حاصل کرنے کے لیئے طور معقول کو وسیلہ کیا چاہیئے اور
الحاح و مبالغہ کرنا نچاہیئے اور حرص سے اجتناب اور قناعت
میں کوشش کرنا ضرور * کیونکہ دنیا اُسی کو چاہتی ہی جو
اُس سے منہہ پھیرلے اور جو کوئی اُسکو چاہے وہ ایسے

پہنچ دے * چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی جسکے معنے یہ ہین * دنیا کو چھوڑ دے پس وہ علی الرغم تیرے پاس آوے * اور توریت مین ہی کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو فرمایا ہی * ای میری دنیا تو اس کی خدمت کر جو میری بندگی کرے اور اس کی خدمت نہ کر جو تیری اطاعت کرے * اور چاہیے کہ بادشاہون کے اپنے اسباب منافع اور اموال موجود رکھے اور انکے وسیلے سے اپنا مرتبہ حاصل کرے * اور اُن کے خاص مال پر طمع نہ کیا چاہیئے * تا سوال کی ذلت سے محفوظ رہے اور نفع بہت اُٹھاوے اور اُن کے نزدیک حرمت و عزت پاوے * اور ان کے حضور اپنے تئین ایسا دکھاوے کہ تھوڑے التفات سے اپنی جان و مال کو ان پر نثار کر دے * کیونکہ اگر احیاناً اس بات مین کچھ مناقشہ درمیان لاوے تو بموجب اس حدیث کے جسکے معنے یہ ہین * کہ انسان کو جس سے منع کرین اسی کا حریص ہوتا ہی حرص ان کی زیادہ ہو * اور حکیمون نے کہا ہی * کہ جنکو جس کام سے منع کرین وہ اسپر حریص اور جسکی خواہش دلاوین اُس سے بیزار ہو * اور چاہیئے کہ جان و مال سے انکی آرایش طلب کرے نہ اپنا تجمل * اور جو چیز خاص انکی ہو جیسے

سواری اور لباس اور نظیر اسکی ہرگز اس مین شرکت
نہ کرے اِس لیئے کہ بے ادبی کے سبب اپنے تئین محل زوالی
اور مقام وبال مین ڈالنا ہی * اور کسی امر مین اگرچہ وہ
ادنی بھی ہو اُنکے روبرو اپنی بےپروائی نہ دکھاوے اور ہردم
اُنکے حکم احکام پر راضی رہنا شعار اپنا کرے * سلیمان بن
داؤد علی نبینا وعلیہما السلام کے صحیفے مین مرقوم ہی کہ اپنی
طرف خطاب کر کے فرماتے ہین کہ ای دل بادشاہون کو
حقیر مت جان اور اُنکی باتون کو مان اور اُن سے ایسی بات کا
جس سے ایذا تیرے تئین یا اور کو پہنچے قصد نہ کر * کیونکہ
اگر اُس سے ضرر تیرا ہو تو بادشاہ مجازی کی آتش
غضب مین تو گر پڑتا ہے اور جو کسی اور کا ہو تو اپنے تئین پادشاہ
حقیقی کے دریاے قہر کے بیچ ڈباوے * ابن مقفع کے آداب مین
لکھا ہی کہ اگر سلطان تجھے بھائی کہے تو اُسکو خداوند نعمت
کہا کر اور کتنا ہی تیرا مرتبہ زیادہ ہو تو تعظیم مین اُسکی مبالغہ کر
اور جب اُسکے پاس کسی نوع کا تقرب تجھے حاصل ہو
تو خلوت مین گفتگو کے درمیان بہت سا تملق اور تضرع
مت کر کہ وحشت و بیگانگی کی علامت ہی * اور یہہ زبان بر ملا

کہ میرا کچھ حق تجھہ پر ہی یا خدمت سابق کا کچھ اجر ہاں کہ پچھلی خدمتون پر اگلے حقوق کو سر نو سے موقوف اس طور پر رکھا چاہیئے کہ استحقاق اولی کا حقیت اخری سبب قوی ہو * اسلیے کہ سلاطین ہاں کہ اکثر اشخاص ایسے ہیں کہ جس حق کا آخر اول سے منقطع ہو جاسے فراموشش کرتے ہیں * اور وزارت سلطانی سے کوئی کام خطرناک نہین ہی * اور وزیر کا کوئی مددگار امانت داری کے برابر نہین * اور اگر خدمت مین سرفراز رہے چاہیئے کہ خداوند کی خفگی یا گالی سے آزردہ نہو * اور ہرگز اس سے کچھ گرانی دل مین نہ لاوے * اور اگر معلوم کرے کہ مخالف اُسکے ساتھہ مکر و فریب کے مقام مین ہیں بسبب اُسکے اصلاً متغیر نہو * اور ان سے بغض و حسد ظاہر نہ کرے اس لیئے کہ یہہ حرکت اور بھی ان کی تدبیر کا موجب ہو اور اگر خصومت کی طرف منجر ہو تو عزو وقار کے دائرے سے باہر نجاسے * بلکہ جواب اسکا علم کے طریقے سے دے * کیونکہ حلیم کو ہمیشہ غلبہ رہتا ہی * اور مجلس سلطانی کے آداب سے یہہ بھی ہی کہ ہرگز اُن کے حضور کسی سے مشورت نہ کرے * اور اگر سوال اور سے کرین جواب کا اقدام نکیا چاہیئے بلکہ

رعایت اس ادب کی ہمیشہ ضروری ہی چنانچہ سابق مذکور ہوا اس لیئے کہ یہہ طور حقیقت میں قائل کی خفت کا سبب اور سائل و مسئول کے بھی استخفاف کا موجب ہی اگر سائل کہے کہ میں تجھہ سے نہیں پوچھتا ہوں تو ہرگز قائل کو جواب کی سبیل نرہے اور اپنی حماقت سے خجالت کھینچے اور جو ایک جماعت سے پوچھیں جواب دینے میں سبقت نہ کرے * اس لیئے کہ بے شک ان کو خوشش نہ آوے * اور اُسکے کلام کی عیب جوئی کریں * اور اگرچہ کار رہے یہان تک کہ اور اشخاص جواب دیں اور ان کی باتون کا عیب و ہنر معلوم ہو پھر اگر ان پر کچھہ فوقیت رکھتا ہو عرض کرے سب رعایت ادب کے ساتھہ ہوشیاری اُسکی ظاہر ہووے اور چاہیئے کہ جن لوگون کا زیادہ تقرب بارگاہ سلطانی میں ہی اُن پر اپنا تقدم نہ ڈھونڈھے * اور بہ سبب اُسکے رنجیدہ خاطر نرہے * کہ وے لوگ بغیر فضیلت کے مرتبۂ تقرب میں اُسکے اوپر زیادہ ہیں * اسلیئے ہر ایک شخص کی اگرچہ وہ نہایت عالیجاہی میں ہی ایک نوع کی مناسبت ذاتی کسی کے ساتھہ ہوسکتی ہی * اگرچہ وہ غایت پایۂن درجے میں

ہی اور وہی مناسبت سبب ہی محبت کا اور حاصل کرنا اُسکا دایرۂ قدرت سے باہر ہی * بس اپنے تئین اُسکے سبب گران خاطر نرکھا چاہیئے * اور شاید سابق سے حقوق اُسکے ثابت ہون * کہ اورونکو اُسپر اطلاع نہو * پھر منافرت اُسّے باعث ہو بادشاہ کی آزردگی کا * بلکہ لازم یہہ ہی کہ اپنی خواہش کو مطلقاً فراموش کرجاے * اور اپنے ارادے کو سلطان کی مرضی کے تابع کیا چاہیئے * جیسے سابق بھی مذکور ہوا جب تک دو شخص ایک نہین ہوتے اتحاد کا رابطہ مربوط نہین ہوتا * اور جس وقت ایک شخص اپنے فائدے سے درگذرے اور اُنکے درمیان سے مخالفت بلکہ مغایرت اُٹھہ جاے وحدت کی برکت سے سب کام اُنکے درست ہون *

چھٹھا لمعہ *

دوستی کی فضیلت اور دوستون کے ساتھہ گذران کرنے مین *

جب کہ سابق تمہید ہو چکی کہ انسان کمال خاص کو پہنچنے کے لیئے اپنے بنی نوع مین سے دوسرے کا محتاج ہی * اور مدد لینے کے قاعدے بدون علاقۂ اُلفت و محبت کے مضبوط نہین ہوسکتے * پس جس کسی کے جتنے دوست زیادہ ہون کمال کو پہنچنا اُسے سہل ہوسکتا ہی * اور جب صداقت کے مراتب سے محبت کا درجہ

بہت بڑا ہی * پس کمال حاصل کرنیکا طریق اتحاد کے وسیلے
پر مرتب ہی * پر سچا دوست بہت ہی نایاب کیونکہ نفیس
چیزون کی عزت بے شبہہ لازم ہی * اور اگر آدمی لذت
حیوانی اور خواہش نفسانی کے طالب ہیںن ولیکن آمیزش
اُنکے ساتھہ بقدر ضرورت کے کیا چاہیئے * اس فرقے کو حکیمون نے
مصالح سے تشبیہ دی ہی کہ کھانون مین بقدر احتیاج چاہیئے
اور اُسکی کمی و بیشی دونون موجب فساد کے ہیںن *
ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ آدمی ہر حال دوست کے محتاج ہوتے
ہیںن * فراغت کے وقت اختلاط اور خوشی طبعی کے لیئے *
مصیبت مین کمک اور امداد کے واسطے * اور حقیقت کے روسے
بڑے بڑے بادشاہون کو جو خلائق کی نسبت نہایت مستغنی
ہیںن مستحقوق بلکہ فقیر اور رئیسون سے جو محتاج ترین ہیںن
احتیاج بیشتر ہی * جیسے احتیاج اُن کی صاحب مال اور اہل
احسان سے ہی اور افسقراطیس نے کہا ہی کہ اگر تمام دنیا ایک
شخص کو حاصل ہو اور دوستی کے فائدے سے مجرد م رہے *
زندگانی اُس پر وبال بلکہ بقا اُس کی لاحاصل * اور جو خیال
کرے کہ اس خصلت کا حاصل کرنا آسان ہی یہہ گمان خطا

ہی * اسلیئے کہ سچی دوستی کا جوہر جو اعتبار کی میزان سے پورا
اُترے ساری دنیا کی نفیس چیزون مین سے بہت ہی نادر ہی
اور کسی مصیبت کے وقت یا آفت کے دن مال و خزانے گران سے
گرانے سے بلکہ دنیا اور جو اسمین ہی کچھ فائدہ نہ کرے *
اور اُس دوست کے برابر جسنے کسی مہم مین اعانت یا
کسی مقصد کو پہنچنے کی مدد کی ہی نہو * وہ نیک ذات کیا خوب
آدمی ہی جو اس نعمت عظمی سے محظوظ ہی * اگرچہ دولت ودنیا
سے کچھ اُس کے پاس نرہے * اور اُسسے بھی نیک طینت وہ شخص
ہی کہ باوجود رتبۂ سلطنت کے اِس دولت سے بہرہ ور ہے *
اسلیئے کہ سلطان کو بادشاہت کے ہر ہر کام سے اور تمام رعایا
کی بہتری کی کیفیت پر خبردار ہونا ضرور رہی * اور ہزارون کاروبار
کے دیئے دو آنکھین اور دو کان ایک دل اور ایک زبان کافی
نہین * پر جس وقت دوستی کی مدد سے اورون کے چشم و
گوش و دل و زبان پر قادر ہو تو اپنی آنکھون سے سب
دیکھے * اور کان سے بالکل سنے اور زبان سے تمام
کہہ سکے * پھر بندوبست ملک داری کا اسپر آسان
ہوجاوے * کہا ہی کہ اگر کوئی کسی سے دوستی کیا چاہے پہلے

اُسکے احوال کی تفتیش کرے کہ اُسنے لڑکائی مین اپنے
ماباپ سے کیا کیا سلوک کیا ہی * اگر عقوق کے عصیان سے
مشہور ہو ہرگز اسپر اعتماد نہ کیا چاہیئے * اور وہ دوستی کے
لائق نہین ہی اسلیئے کہ جو کوئی حقوق والدین کو عقوق کے
برابر جانے اُس سے کچھ بھلائی کا بھروسا نہین * پھر تفحص کیا
چاہیئے کہ یہہ شخص دوستون کے ساتھہ کیا سلوک اور
اُن سے کس طور پر معاملہ کرتا رہا * بعد اسکے جستجو کرے
کہ اُسنے اپنے ولی نعمتون کی شکر گذاری اور ناشکری مین کیا
حرکت کی * اگر ناشکری مین مشتہر ہو اُسکی دوستی کی
خواہش نکرے * کیونکہ بد ذاتون کی خصلتون سے کوئی خصلت
ناشکری کی مثال نہین ہی * اور نیک طینتون کے اوصاف مین
سے کوئی وصف شکر گذاری سے افضل نہین * اور شکر سے
مراد فقط مکافات نہین ہی * اسواسطے کبھی ایسا ہوتا ہی، جو کوئی
بسبب فقر کے مکافات کرنے سے عاجز ہو پر دلمین اُسکی محبت رکھتا
ہی اور زبان سے اُسکے اوصاف بیان کرتا ہی اس شخص کو قصور
کی طرف نسبت نہ کیا چاہیئے * پس پیچھے سوچے کہ مزے اور مال
جمع کرنے مین اور نفیس چیزون کی طرف خواہش اسکی کیسی ہی

اگر حرص اُسپر غالب ہو دوستی کے لائق نہین * پھر نظر کرے
اگر رغبت اُسکی برائی اور رغابہ کی طرف زیادہ ہو وہ بھی اتحاد کے
دروازے سے مردود ہی * کیونکہ دعوی تغلب کے ساتھہ انصاف
مغلوب ہی اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور آخر زوال اخلاص کو
پہنچاوے * دوسرا ملاحظہ کیا چاہیئے کہ اگر ہر قسم کے لہو لعب کا
اشتغال راگ رنگ کاستا اور کلاوتون سے صحبت رکھنی
اُسکو دوستون کی جانب سے باز رکھے اُسکے محبت کی خواہش
نکیا چاہیئے * جس وقت اُن تمام صفتون مین قالب امتحان سے
پورا نکلے اُسے دوستدار کامل اور یار غار افضل جاننا چاہیئے *
اور اُسکے جوہر اتحاد کو نقد جان کے ساتھہ گنجینۂ دل مین رکھا
چاہیئے اسلیئے کہ نہین ہی فخر مگر دوست کامل سے * اور بعضے
حکیمون نے کہا ہی کہ بےشبہہ ہم تعجب کرتے ہین اس شخص سے
جو پریشان خاطر رہے یار غمخوار کے ساتھہ * پر ایسا شخص گوگرد
سرخ سے بھی عزیز تر ہی اگر ہاتھہ لگے تو ایک ہی دوست حقیقی
پر اکتفا کرنا اولی ہی کیونکہ بہت سے اشخاص کے مراسم حقوق کو
بجالانا مشکل ہی * اسواسطے کہ شاید بمقتضا تعداد کے احوال
ان کے مختلف ہون * مثلا ایک شخص کی موافقت سے خوش

وہ محظوظ ہو اور دوسرے کی رفاقت سے رنج و پریشانی اٹھاسے
اور جب سبب عداوت کا اکثر سابق آشنائی اور آمیزش میں ہی
اسلیئے کہ جس آدمی سے کسی وجہ کی شناسائی نہین دشمنی
اُسّے نہایت بعید نظر آوے * ولیکن مخالفت کمال اختلاط
اور مانی الضمیر کے مطالع ہونے کے بعد از بسکہ منفر ہی * بس
اختلاط کے باب مین طریق احتیاط ملحوظ رکھا چاہیئے اور بقدر
ضرورت کے اکتفا کرنا لازم * جیسے کسی نے عربی شعر مین کہا
ہی جسکے معنے یے ہین * بیت * نراہی دوست وہ ہوجاوے
دشمن جانی * پھر اپنا یار تو ہوون کتئین کبھی نہ بنا * نہ دیکھا تونے
بہت کھانے اور پینے سے * یقین کہ ہووے تجھے درد بیشتر پیدا *
اور جس وقت دوست ہاتھہ آوے رعایت حقوق کو واجب
جان کر اُسکے کامون مین جو سنے جائین سعی کیا چاہیئے * اور
اُسکی حمد و ثنا مین بے شایبۂ تملق و نفاق کے پیش آیا چاہیئے *
ولیکن کامون خاطر اور دوستی دلی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ اطلاع
مانی الضمیر کی عالم الغیوب ہی کو مخصوص ہی * اور تھوڑے
عیب اور ادنا قصور کا جو دوستدارون کی طرف نسبت رکھین
اعتبار نہ کیا چاہیئے * بلکہ چشم پوشی اُن سے واجب ہی *

اسنایسے کہ افراد بشری اُن سے خالی نہین ہو سکتی * اگر اُنمین نظر کیا کرے تو زوال اتحاد اور اثبات یگانگی کی طرف منجر ہو * اور دوستی کے مزے سے محروم رہ جاے * اس باب مین اپنے عیبون کا سوچنا بہت مفید ہی * چنانچہ حدیث مین آیا ہی

خوش ہی وہ شخص جسے اُسکے عیب نے آدمیون کے عیب سے فارغ رکھا * جب اُن طریقون کی مشق کرے محبت خالص مستحکم ہو * اس وسیلے سے غربا اور وے اشخاص جنسے سابق معرفت نہ رکھتا ہو اُسے آملین * اور دوستی کے اطوار سے یہہ ہی کہ محبون کو نعمت و مراتب مین شریک کرے * اور اس اختصاص کو کبھی زبان پر نہ لاوے اور رنبۂ کرامت کو آشوب منت سے بچا رکھے * اور جب آن پر کچھ مصیبت برسے جان و مال سے اپنے تئین فدا کر دے بلکہ رنج و مشقت مین شریک رہنا بہتر ہی * اپنے فراغت و منفعت کے وقت سے بست * ہونے بہت ہین اپنے فراغت کے وقت مین * پہچانے جاوین دوست مصیبت مین کون ہین * اور اُنکے ساتھ سلوک کرنے مین سوال کا منتظر نرہے بلکہ آثار و علامت سے اُن کے احوال کو معلوم کیا چاہیئے * اگر احیاناً دوست کی طرف سے

کچھ سستی دریافت کرے تو اعراض جائز نرکھے بلکہ اختلاط
ودلجوئی مین بہت ہی مبالغہ کرنا ضرور ہ* کیونکہ اگروہ بھی
اعراض کرے علاقہ محبت کا اُٹھہ جاسے* بلکہ شاید ایسا حجاب
سخت درمیان پڑجاسے جو قطع مودت اور مفارقت کلی کو
پہنچاسے* طریقہ اسکا یہہ ہی کہ جو سبب کدورت کا ہو اپنی صاف
دلی سے بے تکلف بیان کردے تا راستی کی برکت سے صفائی
آوے* بلکہ بہرحال اس طریقے کو ملحوظ رکھنا لازم ہی* اِسلیئے
کہ جب کوئی مکان یا لباس یا سواری کی غمخواری کرے پھر
اُسکی مراعات مین کاہلی کرنی سبب ہی اُسکے ضائع
ہونیکا* پس اُس شخص کی غم خواری سے جی چھپانا
جس سے دونون جہان کی بہتری کی توقع رکھتے ہیئے کیونکر جائز
ہو* ساتھہ اسکے دوستی کے جانے سے عداوت ایسی جو بہت
ہی مضرت کا موجب ہی پیدا ہو* اسلیئے کہ مخالفت کے
بگولے محبت کے بعد بیشمار نظر آوین* جنگ وجدال اگرچہ مطلقاً
مذموم ہی پر دوستونکے ساتھہ نہایت بدنما* اسواسطے کہ اُسسے
اختلاف اور جدائی پیدا ہوتی* اور وہ موجب تمام فسادون
کا ہی* اور چاہیئے کہ دوستون کو کسی علم و ادب کے جتانے

مین جو انھین مفید ہو بخل نہ کرے کیونکہ اُن سے متاع دنیاوی
مین جو محل خصومت کا ہی تنگی کرنی بد ہی * پس علم کے باب
مین کس طرح جائز ہو * حال آنکہ علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا
ہی اور بخل کے ساتھہ گھٹ جاتا ہی * اور جب دوست سے
کسی عیب کا مشاہدہ کرے اُسکے ساتھہ اظہار موافقت کا
کرنا اِس طور پر جو تنبیہ لطیف کا متضمن ہو وے ضرور *
اور اس عیب کے جتانے مین غفلت اور شرمندگی
جائز نرکھے اِس لیئے کہ یہہ صورت محض خیانت کی ہی *
پر طریق تنبیہ لطیف کا یہہ ہی کہ پہلے کسی مثل یا اور شخص کی
نقل سے اُسکو اُسپر واقف کردے اگر مفید نہو تو بطریق تعریض
وکنائے کے اشارہ اُسکا کرے * پھر جو تصریح کی احتیاج پڑے
تو خلوت کے درمیان پیش بندی کے بعد جو موجب وثوق اعتقاد
کا ہی بیان کردے اور اُسکے غیر سے اگرچہ وہ اُسکے محبون سے
ہی اخفا رکھے * اور چاہیئے کہ ہرگز غماز کو مداخلت ندے اسلیئے کہ
ہرچند محبت کی بنا استوار ہو اُسکی غمازی سے منہدم ہو جاے *
حکیمون نے نمّام کی تشبیہ اُس شخص سے دی ہی جو ناخن سے
دیوار مستحکم کو کھودے کہ ایک اُنگل بھر جگہہ نکالے پھر جس

وقت ایک سوراخ پاوے تو تیشے سے اُسکو بڑا کرے یہان تک کہ آخر الامر اُس دیوار کو ڈھا دے * حاصل کلام محبت کی حفاظت مین بہت ہی احتیاط کرنی واجب کیونکہ مدار انتظام امور کا اور قوام مصلحت جمہور کا اُسپر موقوف ہی جیسے سابق مذکور ہوا * ساتوان لمعہ * عوام الناس کے فرقون کے ساتھہ گذران کرنے مین * جب کوئی شخص اپنے احوال کی گفتگو گروہ خلائق کے ساتھہ کیا چاہے تو وہ تین حال سے خالی نہین ہو سکتا * یا رتبے مین اُن سے بالاتر ہی یا برابر یا فروتر * پر طریق گذران کا قسم اول کے ساتھہ پانچوین لمعے کے بیچ معلوم ہوا * اور قسم دوم سے تین نوع پر ہی * پہلے گذران کرنا دوستون کے ساتھہ * دوسری دشمنون کے ساتھہ * تیسری اُن لوگون کے ساتھہ جو نہ دوست ہین نہ دشمن * اور دوستون کی دو قسمین ہین حقیقی و غیر حقیقی پر حقیقی دوستونکے ساتھہ گذران کرنے کا طریق سابق معلوم ہوا * اور دوست غیر حقیقی اگر اپنے تئین بناوٹ اور تملق مین حقیقی دوستون کے برابر دکھاوے تو بھر مقدور اُن سے بخوبی پیش آنا ضرور اور اُنکی دلدہی اور خاطرداری کی سعی کرنی واجب ہی شاید کہ

وے سچی دوستی کے درجے کو پہنچین * ولیکن راز اور عزم دلی
اور مال و اموال کے مقدار اور اپنے عیبون کو اُن سے مخفی
رکھا چاہیئے اور اُن کی تقصیرون کا مواخذہ نہ کیا کرے * اور
حقوق مین غفلت کرنے کے سبب پرسش نہ کرے اور بقدر
وسعت کے اُن کے کامون مین خندہ روئی سے خواہ رغبت کے
طور یا بناوٹ کی روش پر پیش آیا چاہیئے * اور اگر جاہ و مال
اور بزرگی مین اُنکی ترقی ہو دوستی کے ترددمین افزایش
نکیا چاہیئے * اور دشمنون کی دو نوعین ہین نزدیک
اور دور * اور ہرایک کی دو قسمین ہین ظاہر اور پوشیدہ *
پر اہل حسد مخفی دشمنون کے عدد مین داخل ہین * ولیکن
دشمن نزدیک سے احتراز بہت کرنا لازم جانے کیونکہ
وہ اکثر جزئیات احوال پر واقف ہوتا ہی اور کھانے پینے
اور وارد وصادر ہونے مین اس سے غافل نرہا چاہیئے *
غرض ہرایک صورت مین دشمن سے احتیاط کرنی واجب
اور دشمنون کے ساتھہ گذران کرنے مین طریق عمدہ یہہ ہی *
کہ اگر ہوسکے تو لطف و لطائف مین اُن کے دلون سے عداوت
اُٹھادے اور بغض و حسد کی بیخ نکال ڈالے * اگر یہہ چلن مفید

تھو تو جب تک ظاہر کی آمیزش سے گذران کر سکیئے کسی طرح اظہار مخالفت نہ کرے * اس لیئے کہ دفع شر کے لیئے کوئی طریق بکی اور زجرات سے بہتر نہین ہی * اور اُنکی سفاہت کی طرف التفات نہ کیا چاہیئے * بردباری اور مدارات شعار اپنا کرنا واجب * اور نزاع و خصومت سے محترز رہنا لازم ہی * کیونکہ یہہ دولت و نعمت کے زائل ہونے اور ہمیشہ فکرمند اور پریشان خاطر رہنے کا سبب بلکہ جان مال کے نقصان اور فسادون کے برپا ہونے کا موجب ہی * اور عمر گرامی اِس سے عزیز تر ہی جو دشمن کے ساتھہ معارضہ کرنے کی فکر مین گذرے * اور ہوشیاری کی شرطون سے یہہ ہی کہ دشمنون کے احوال کی جست وجو مین رہے * اور اُنکے ہر ایک کام پر واقف ہونے کے لیئے سعی کمال کرے * پھر جب اُنکے احوال سے مطلع ہووے تو اُسکے مخفی رکھنے کی کوشش کرے * کبھی اسکے افشا کرنے کو جائز نرکھے مگر ضرورت کے وقت * اس لیئے کہ مخالف کے عیبون کو ظاہر کرنا سبب ہی اِسکا کہ وہ اسپر اصرار کرے * اور جائز ہی کہ کچھہ اسّے تاثیر بھی نہ کرے شاید وہ کسی حیلے سے اسکے دفع کرنے مین مشغول ہو * اور جب مخفی رکھے یہان تک کہ مصلحت کے وقت اظہار کرے تو اسکا

توڑنا اور مغلوب رکھنا بخوبی حاصل ہو * و لیکن ان میں سے
اگر بعضے کو بحسب مصلحت وقت کے اُس سے ظاہر کرے بھانپ
کر وہ جانے کہ میرے عیب پر مطلع ہوا ہی تو شکستہ خاطر اور
غمگین ہو دانائی سے بعید نہیں ہی * اور ہرگز اپنے تئیں بہتان میں
ملوث نہ کرے * کیونکہ جھوٹھہ کہنا دشمن کے قوی اور غالب
ہونے کا موجب ہی * بڑے بڑے آدمی اور حاکموں کے نزدیک
مخالفوں کا شکوہ نہ کیا چاہیئے * کیونکہ جب اُسکی حقیقت
سے خبردار ہوں پھر اُسکی چغلی پیش رفت نہو گی *
اور بری باتوں میں اُس کے ساتھہ متہم ہو اور چاہیئے کہ اُنکے
ہر ہر فرقے کی رسم و عادت سے خبردار ہو تو اُسکو مقابلے کے طور پر
دفع کرے اور جس چیز سے انھیں قلق و اضطراب پیدا ہو اُسے
بھی واقف ہو تا ضرور رہی تا اپنے وقت میں استعمال کرے *
افلاطون نے کہا ہی کہ دشمنوں کی عداوت کے دفع کرنے کا طریق
مستحسن یہہ ہی کہ اپنے تئیں ان فضیلتوں میں جو انکے درمیان
مشترک رہیں اُن پر غالب رکھے * اس لیئے کہ جو شخص درجۂ
کمال کو پہنچا اُسنے مخالف کے تعرض کو آپ سے دفع کیا اور اُن کو
ادنا اور ذلیل بنایا * اور طعن و تشنیع اور لعنت و غیبت نہ کیا

چاہیئے اور اپنے تئین اس سے بچا رکھے * کیونکہ یہہ خصلت عورتون
اور ناقصون کی ہی اور عقل و دانائی کی راہ سے بعید * اِسواسطے
کہ باوجود اسکے کہ دشمنیون کی سیرت کا مرتکب ہو اور اسّے کچھہ
مضرت مخالف کو بھی نہین پہنچتی خود انکے تعرض کا باعث ہو جاے *
نقل کی ہی کہ ایک شخص نے ابو مسلم مروزی کے آگے اسکی
ندیمی کے ارادے سے نصر سیاّر کے برابر جو مردانیون کی طرف
سے والی خراسان تھا عرض کی * ابو مسلم کو خوش نہ آئی اور
اسے بہت سرزنش کی * اور کہا کہ اگر کسی غرض کے سبب
مین انکے خون سے اپنے ہاتھہ آلود کرون میرے تئین اِس مین کہ
زبان سے تعرض انکا کرون کیا غرض ہی * جب دشمن کو کوئی
آفت ایسی پہنچے جس سے اپنے تئین بھی امن تھو طعن نہ کرے
اور اس کے سبب اظہار خوشی نہ کیا چاہیئے اس لیئے کہ جب
حقیقت مین وہ آفت مشترک ہی تو گویا اپنے اوپر طعن کیا * بیت *
ای دوست گرگذر ہو عدو کے جنازے پر * شادان نہو کہ تجھہ پہ
بھی گذرے یہہ ماجرا * اور جو دشمن اسکی پناہ لیوے یا اسپر
اعتماد کرے چاہیئے کہ فریب اور خیانت سے محترز ہو کر بخشش
اور مروت کی شرط بجالاوے * اور ایسا کرے کہ بیک خوئی و عہد

وہ جہان اسکا سبب کو معلوم ہو وسے برائی اور بدخوئی دشمن
کی طرف عاید ہو * اور اس بات مین بموجب اس
آیت کے جس کا مضمون یہہ ہی * تمھارے لیئے رسول اللہ کی
ذات مین پوری خوبیان ہین * پیروی حضرت کی سیرت مطہر کی
جو متمم ہین مکارم اخلاق کے واجب جانے * چنانچہ اخبار کے ناقلون نے
روایت کی ہی کہ کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے جو عرب کے
فصیحون مین سے تھا آگے اسکے کہ شرف الاسلام کو پہنچے
آستانۂ رسالت کے بعضے خادمون اور کعبۂ جلالت کے
بعضے عاکفون کی ہجو مین اپنی زبان ملوث کی تھی * حضرت
رسالت پناہ نے اسکے خون کو ہدر کیا جب کعب نے اسبات کی
خبر پائی جانا کہ انکے قہر کے آسیب سے سوا انکی رحمت بے انتہا کے
سائے کے جو بحکم اس آیت کے جسکے معنے یہ ہین * اور مین نے
تیرے تئین نہین بھیجا مگر تمام عالم پر رحم کرنے کے لیئے * مہربانی
انکی دونون جہان کے ہر ایک ذرے کو شامل ہی پناہ نے نہ کیجیے *
ایک قصیدۂ غرا جو حضرت خاتم الانبیا کی نعت کے کمال کے زیور سے
آراستہ ہی مرتب کیا * اور عربون کی رسم سے ایک شتر
تیز رو پر سوار ہو کر میدانون کو طی کر کے اپنے تئین آستانہ

رسالت مین پہنچایا * اور بعد سلام کے قصیدہ پڑھنے لگا *
اسکے درمیان معذرت و استغفار کی تمہید مندرج تھی * جب
حضرت نے سنا تو اُسکے دفتر تقصیر مین حرف عفو کا رقم کر کے
چادر یمانی جسکی برکت سے امن و عافیت حاصل کر سکیے اپنے
تن روح پرور اور بدن مطہر سے اتار کر اُسے عنایت فرمائی
اور اپنے مقبول بندونکے سلسلے مین داخل کیا * پر دشمنون کے
دفع ضرر کے تین طریق ہین * ایک وہ کہ وے آپ ہی سے اچھے
ہون * اگر یہہ میسر نہو تو کسیکو درمیان لا کر * دوسرا انکی
شرارت سے بچ رہنا مکان دور و دراز یا سفر مین رہ کر *
تیسرا غلبے اور انکی بیخ کنی سے * پر یہہ سب تدبیرون کے
بعد ہی * اور اسپر اقدام جب کرے کہ اگر دشمن شر پر
بالذات ہو اور اُسکی بد ذاتی سے کسیطرح بچ نہ سکیے
اور جانے کہ دشمن مجھہ پر فتح پاتا ہی اِس ضرر سے زیادہ تر ہی
اور جانے کہ مآل اُسکا دنیا و آخرت مین بد نہین اور باوجود اس کے
مکر و خیانت سے ایک سو رہا چاہیے اور اگر اُسکے مغلوب
کرنے کا طریق اور مخالف سے بن آوے سب سے بہتر ہی ولیکن
حاسد کو تئین فضیلت و نعمت اور اسباب سعادت کو دکھا کر

داخلی ہون یا خارجی جو اُسکے جلنے اور کڑھنے کے موجب ہون
ایذا دیا چاہیئے * اور اُسکے عیبون کو ظاہر کر دینا لازم * تا آدمی
اُسکی بد خوئی سے واقف ہون اور اُسسے متہم جانین * ایسے
شخص کی عداوت کے دور کرنے کے لیئے سعی کرنی بے فائدہ ہی
جیسے کہا ہی * بیت * ہر عداوت کا دفع ممکن ہی * پر نہ زائل ہو
جو حسد سے ہو * ولیکن اُن آدمیون سے گذران کرنا جو نہ
دوست ہین اور نہ دشمن وے بحسب مراتب کے مختلف
ہین * اِس لیئے کہ نصیحت کرنے والون کے ساتھہ جو بہ نسبت
جمہور خلائق کے نصیحت و خلق کے مقام مین ہین اختلاط کیا
چاہیئے * اور اُن سے کشادہ روئی کے ساتھہ ملاقات کرے *
پر اُنکی بات کے ماننے مین جلدی نہ کرے * اور اُنکے ظاہر احوال
پر فریفتہ نہووے * بلکہ ہر ایک شخص کی غرضون کی اطلاع بتامل
ہاتھہ لگتی ہی بعد اسکے جو بہتر و مناسب ہو اسپر عمل کرے * اور
ساتھہ صلحی یعنے اس جماعت کے جو ذات البین کی اصلاح مین
مشغول ہین تعظیم و تکریم واجب ہی * اور سفیہون کے
ساتھہ بردباری سے گذران کیا چاہیئے اُنکے احمق پنے اور گالی
دینے کا اعتبار کرکے اُسکے بدلے کے قصد مین نرہے * بلکہ سلوک

اور رفق و مدارات کے ساتھہ اُن سے نجات حاصل کیا چاہیئے *
اور تکبر کرنے والون سے تکبر کرنا ضرور ہی تا اُسسے عبرت پکڑین *

چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ * مغرور کے ساتھہ تکبر کرنا صدقہ دینا ہی
اسواسطے کہ ان لوگون سے تواضع کرنا اُن کی گمراہی کے زیادہ
ہونیکا موجب ہوتا ہی * جب اُن سے تکبر کی چال چلے شاید کہ
متنبہ ہو کر اس خصلت سے باز رہین * اور فاضلونکی حرمت کرنی
واجب اور اُنسے فایدہ لینا غنیمت جانے اور خوے بد پر ہمسایہ اور
خویشونکے صبر کرنا چاہیئے * حکیمون نے کہا ہی بخیل لوگ بدن پر صابر
رہین اور بخشش کرنیوالے جان پر لیکن زبردست لوگ اگر
سیکھنے والے ہون تو اُنھین فرزندونکے برابر عزیز رکھا چاہیئے اور اُنکی
خوے و خصلت اور طبیعت مین نظر کیا چاہیئے * جسکی استعداد
اُنمین بیشتر ہو اُس مین مشغول کیا چاہیئے مقدور بھر اُنکی مدد
کرنی ضرور * اور شاگردون کو جسکی طرف ان کی سمجھہ نزدیک
ہو اُسکی ترغیب دے * اور تضیع اوقات سے منع کیا کرے *
سوال کرنیوالون کو اگر الحاح کرین زجر کرنا لازم * اور اُسکی اجابت
مین توقف کیا چاہیئے * مگر جب الحاح اُنکا بہت ہی لاچاری سے ہو *
اور درمیان محتاج و طامع کے امتیاز کرنا لازم ہی * اور محتاج کی

رفع حاجت کرے اور جب تک کسی نوع خلل اُسکا نہو بخشش
کرے اور طامع کو اُسکی طمع سے باز رکھے * ضعیفون کی
دستگیری اور مظلومون کی اعانت کیا کرے * غرض مقدور
بھر خیر مطابق کے ساتھہ جو چشمہ نیکیون کا اور ہنر کمالات کا ہی
برتر اور پاک ہی ذات اُسکی تشبیہ پیدا کرے کہ جود بے انتہا
اور کرم بے شمار سبحانی نے موجودات کی زمین قابل پر
بے ارادہ غرض کے باران رحمت کا برسایا * اور نسیم تربیت
ربانی نے کمالات آسمانی کے پھولون کو بدون توقع منفعت کے
جس سے ذات اُسکی برتر ہی کھلایا * پس طالب کمال کو
چاہیئے کہ خیر کی تمام قسمون میں روی قصد و طلب کا اُسکے خیر
محض کی طرف رہے تا خلافت الہی کے مرتبہ عالیہ میں پہنچے * اور
اللہ تعالی ہر ایک خیر و کمال کا دینے والا ہی توفیق * اور اُسی کے
اختیار ہی مطالب و مآل کی تحقیق * **مغرب** * بیچ بیان بعضے
لواحی کے * حکیم محقق فیلسوف مدقق نصیر الدین طوسی نے بعضے
لوامع میں جو اکثر ان لامعون کا اُسکے انوار فوائد کی روشنی کی
چمک میں سے ہی خاتمہ کتاب اخلاق ناصری کا افلاطون کی ان
وصیتون سے جس سے اپنے شاگرد ارسطاطالیس کو نصیحت

فرمائی تھی کیا ہی سچ ہی کہ بیشتر نفع اُن پاکیزہ باتوں کا نہایت حکمت میں اس وجہ پر ہی کہ لائق ہی اُنھیں بیاض مردمک چشم کے ورقوں پر بینائی کی روشنائی سے لکھیں * بالکہ فہم کے قلموں سے ارواح کے تختوں پر مرقوم کریں * اور جب ان فکروں اور حسن اتفاقوں کی برکت سے کہ وے بھی حضرت سلیمان مکان کی تاثیر دولت کے سبب ہیں اس فرصت میں نسخۂ سرّ الاسرار جسے ارسطاطالیس نے سکندر ذو القرنین کے لیئے جوش گرد اسکا تھا تصنیف کیا ہی اس عاجز کے مطالعے میں آیا * اور وہ تیس نصیحتوں پر مشتمل ہی تو ایسا اچھا نظر آیا کہ ان نصیحتوں کا خلاصہ جو تدبیر ملکی کے لیئے نہایت خصوصیت رکھتے ہیں اس رسالے کے آخر الحاق کیا جاسے * لاجرم مضمون اس خاتمے کا دو سمت میں دونوں کے ثابت کرنے کے لیئے درج کیا * پہلی سمت * افلاطون کی وصیتوں کے بیان میں * افلاطون کہتا ہی کہ خدا کو پہچان اور اسکے حق کو نگاہ رکھہ * اور ہمیشہ اپنی ہمت تعلیم و تعلم میں مصروف کر اور اہل علم کے علم کی زیادتی کا امتحان نہ کر بالکہ شر و فساد سے باز رہنا اختیار کر اور حق تعالی سے ایسی

چیز مت مانگ کہ اسکی منفعت کی طرف زوال کی راہ ہو * بلکہ جو نیکیان کہ باقی رہتین ہین انکی طلب کر * ہمیشہ بیدار رہ کہ بدیون کے بہت سبب ہین * اور جو کیا چاہیئے اسے آرزو کے ساتھہ مت مانگ * اور جان کہ بندے سے خدا کا انتقام لینا غضب کے طریق پر نہین بلکہ بطریق تادیب و تہذیب کے ہی * اور زندگی پر قانع مت رہ جب تک موت نہ آوے * اور زندگانی کو بہتر مت جان مگر جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا وسیلہ ہو * خواب و آسایش کی رغبت نہ کر مگر بعد اس کے جب تین چیزون کا محاسبہ آپ سے تولے * ایک یہہ کہ تو تامل کرے کہ جس دن جو تو نے کیا ہی تجہہ سے خطا سرزد ہوئی یا نہین * دوسری یہہ کہ سوچ کہ آج کچھ کام کیا ہی یا نہین * تیسری یہہ کہ کوئی کام تجہہ سے بہ سبب قصور کے رہ گیا یا نہین * یاد کر کہ اس زندگی کے آگے تو کیا تھا اور بعد اسکے تو کیا ہو گا * اور کسی کو ایذا اندیشے کہ عالم کے سب کام زوال و تغیر کے مقام مین ہین * بدبخت وہ شخص ہی جو عاقبت کی یاد سے غافل رہے * اور گناہ سے نہ چھوٹے * اور اپنی پونجی اس چیز سے جو تیرے ہاس نہومت کر * اور مستحقون کو نیکی پہنچانے

مین اُن کے سوال پر موقوف نرکھہ * اور اُسے حکیم مت جان
جو لذت دنیاوی سے خوش ہو یا کسی مصیبت کے سبب
جزع و فزع کرے * اور ہمیشہ موت کو یاد رکھہ اور مُردون
سے عبرت پکڑ * اور خسیس آدمیون کو اُن کے بہت بے فائدہ
بات کرنے اور بغیر پوچھے جواب دینے سے پہچان * اور جان کہ
شریر وہی شخص ہی جسنے شرارت اختیار کی ہو * خوب
سوچ کر بول اور کام کر * اور سب کا دوست رہ جلد غصے مت
ہو تا خفگی تیری خو نہو جاے * اور محتاج کی حاجت کل پر مت
چھوڑ تو کیا جانے کل کیا ہوگا * قیدیون کی اعانت کر مگر جو خوشی سے
مین گرفتار رہے * جب تک دونون کی بات نہ سمجھے اُنکے درمیان
حکم نکر * فقط قول ہی مین حکیم نرہ بلکہ قول و عمل دونون مین *
اِس لیئے کہ حکمت قولی اِسی جہان مین رہے اور حکمت عملی
اُس جہان تک پہنچے اور وہان باقی رہے * اور اگر نیکی کے لیئے
تو رنج کھینچے تو رنج نرہے پر نیکی رہے * اور جو کسی بدی کے
سبب تو لذت پاے تو لذت نرہے اور بدی رہ جاے * اور اُس
دن کو یاد کر کہ تجھے پکارین اور تو بولنے سے عاجز رہے کچھہ نسنے
اور کچھہ نہ کہے اور یاد بھی نہ کر سکے * یقین جان کہ تو اُسے

مقام کا عازم ہی جہان نہ تیر سے دوست ہین اور نہ دشمن * پس وہان کے کسی کو نقصان کی طرف منسوب مت کرو ایسی جگہہ ہی جہان خاوند اور غلام برابر رہین * پس نکہر مت کر زاد راہ موجود کر تو کیا جانے کب کوچ ہو گا * جان کر حق تعالی کی بخششون سے کوئی چیز حکمت سے بہتر نہین * اور حکیم وہ کوئی ہی جسکے قول وفعل اور فکر موافق ہون * نیکی کا بدلا کر اور بدی سے درگذر * اور اس عالم کے کامون مین سے کسی کام مین ملول مت ہو * اور کسی وقت سستی مت کر * اور نیکون سے تجاوز کرنا جائز نرکہہ * اور کسی بدی کو نیکی کے حاصل کرنے کا وسیلہ مت کر * اور سرور زائل کے لیئے ترک اولی نہ کرنا سرور دائم سے محروم نرہے * حکمت کو دوست رکہہ اور حکیمون کی بات مان * دنیا کی خواہش دل سے دور کر اور اچھے ادبون سے باز نرہ * کسی کام کو وقت سے آگے شروع نکر * اور جب تو کسی کام مین مشغول ہو فہم و دانائی سے اشتغال کر * تونگری کے سبب عجب نہ کیا کر * اور مصیبتون سے شکستہ خاطر مت ہو * دوست سے ایسا معاملہ کر اگر عاکم تک جاے تیری ہی فتح ہو * کسی سے نادانی نکر اور سب کے ساتہہ تواضع کر اور کسی متواضع کو

حقیر مت گن جس مین تو معذور رہو اپنے بھائی کو ملامت نکر *
بیکاری سے خوشی وقت مت رہ * اور بخت پر اعتماد نکر *
نیک کام سے پشیمان مت ہو * کسی سے لڑائی مت کر * ہمیشہ
عدالت کی سیرت اختیار اور نیکیون کو اپنا شعار کر *

دوسری سمت * ارسطاطالیس کی وصایا مین کتاب سر الاسرار
کا ترجمہ کہ اُسنے مامون بادشاہ کے حکم سے کتاب مذکور کو لغت
یونانی سے عربی زبان مین نقل کیا تھا بیچ صدر ترجمے کے کہتا ہے * کہ
جب ارسطاطالیس جو وزیر سکندر کا اور اُسکا اُستاد تھا بسبب
ضعف و پیری کے آپ ہی ملازمت سے معذور رہا * اور سکندر عجم
کے شہرون پر غالب ہوا اور اُن کے درمیان عاقل و دانا اور
دلیر و شجاع بہت تھے * اور اُن کے رہنے مین خوف و خلل
ہلاک کا تھا * اور بیچ گئی اُن کی قاعدہ عدالت سے دور دکھائی
دیتی تھی اُن کے امر مین متحیر ہوا * اور ایک خط ارسطاطالیس کو
شوق و مہربانی کے اظہار پر مشتمل لکھا * اُس کے درمیان عرض کیا
کہ دولت ہمسائگی کی دوری کے سبب کامون کے درمیان بہت سی
حیرتین خاطر مین راہ پاتی ہین * انہمین سے اس صورت مین
حکیم روشن دل کے نور تدبیر کے بغیر ظلمات حیرت سے نکلنا

مشکل ہی * جس طرح سے ہو سکے اسباب ملاقات کے انتظام کی سعی کریں * ارسطاطالیس نے جواب میں لکھا کہ یقیناً فرزند جلیل اور سلطان نبیل کی راے معلوم ہوئی پر خدمت میں حاضر نہونا بسبب عدم رغبت کے نہیں * بلکہ بہ سبب ضعف ؤ پیری و سستی و ناتوانی کے ہی * جب مصاحبت میسر نہیں ہی اس رسالے میں ایک دستور بیان کرون کہ جزوی کامون میں اسکی طرف تو رجوع کرے اور راے کے ساتھ میری صحبت سے تو مستغنی ہو * جان تو عجم کے امرا اور انکے فضلا کو ہلاک کرتا ہی و لیکن انکے آب و ہوا کی تبدیل پر تو قادر نہیں پھر بے شبہہ انکے شبیہ پیدا ہون * پس کوشش کر جو انھین احسان سے تو اپنا بندہ کرے تا سب تیرے دوست ہون * اور تیرے بندونکے فرمان بردار رہین * اسکے بعد کہتا ہی پادشاہونکی چار صنف ہیں * ایک وہ ہی جو اپنے اور رعیت کے ساتھ سخی ہو * دوسری وہ جو اپنے ساتھ سخی ہو اور رعیت کے ساتھ بخیل * تیسری وہ جو رعیت کے ساتھ سخی ہو اور اپنے ساتھ بخیل * چوتھی وہ جو اپنے اور رعیت دونون کے ساتھ بخیل ہو * پر قسم اول باتفاق محمود ہی * اور دوسری اور چوتھی باتفاق مذموم *

اور تیسری قسم مین اختلاف ہی * ہند کے حکیم اسپر ہیٔن کہ محمود ہی * اور پارس کے حکیم اسپر ہیٔن کہ محمود نہین بلکہ مذموم ہی * اور سخاوت وہ ہی کہ مستحقونکو بقدر حاجت کے تو پہنچاے * اور جو کوئی اس مرتبے سے تجاوز کرے اور حد افراط کی طرف مائل ہو سخاوت سے اسراف کی طرف منحرف ہو جاے * اور جو بادشاہ زیادہ اسّے جو اُس کو مقدور ہو بخشش اختیار کرے بے شبہہ اُس کے فساد ملک کا سبب ہو * ای سکندر مین نے تجھے بارہا کہا ہی کہ سخاوکرم اور بقاء ملک کی اصل وہ ہی کہ تو آدمی کے مال مین طمع نکرے اور سخاوت و کرم کی نوعون مین سے یہہ ہی * کہ تو ستم جائز نرکھے اور آدمی کے پوشیدہ عیب کی تفتیش نہ کرے اور جس کسی پر جو انعام تو کرے کبھی اُسکا ذکر نہ کرے * اور تمام فضل و کرم اسمین ہی کہ نیکون کی حرمت کرے اور آدمیونکے ساتھہ کشادہ رو رہے * اور لوگونکی شان کے موافق جواب دے * اور نادانون کی خطا سے درگذرے * ای سکندر عقل مدار ہی تمام مدبیرون کی اور نقص و کمالون کا آئینہ اور تمام فضیلتونکی جڑ ہی * اور مقصود اہم عقل سے طلب نیکنامی ہی *

کیونکہ فقط سلطنت مقصود نہین ہی بلکہ مقصود اُسسے نیکنامی ہی
اس لیئے کہ جو بادشاہ تابع دین نہو اور شریعت الٰہی کا استخفاف
کرے شرع الٰہی اُس کو خوار و رذلیل کر دے * ای سکندر
چاہیئے کہ بادشاہ عالی ہمت اور صاحب راے و شیرین زبان
او بلند آواز ہو اور بات کم کہے اور رذالون کے ساتھہ نہ بیٹھے *
اور جب باہر آوے تو آرایش ایسی جلوس بادشاہی
کے ہی اختیار کرے کہ اورون سے متمیز معلوم ہو * اور ان
سوداگرون کی رعایت کرنی جو دور و دراز ملکون سے
اُس کی بادشاہت مین آوین واجب جانے تا اُس کی
نیک نامی کے پھیلانے اور دلون کے مائل ہونے اور تاجرون کے
بہت آنیکا موجب ہو اور اسی سبب سے بادشاہت اُسکی
آباد ہووے اور تھوڑی سی فروگذاشت سے جو اُن کے ساتھہ
کرے بہت نفع پاوے * اور بہت نہ ہنسے کیونکہ بہت ہنسنا
دلون سے ہیبت و وقار کو اٹھادے * اور باعث نقصان عمر و
ضعف حرارت غریزی کا ہووے * ای سکندر حریص شہوت
کا نرہ کہ وہ خنزیرون کے خواص مین سے ہی اور کیا فخر اُس
چیز مین ہی جس مین ادنی حیوان تجھہ پر غالب رہین * اور

اُس میں زیادتی کرنی ضعف بدن اور نقصان عمر کو پہنچاتی ہی* اور عورتوں کی سیر توں کے حاصل کرنے کا سبب ہوتی ہی مسکینوں اور ضعیفوں کے احوال سے غافل نرہ اور احوال پرسی ان کی واجب جان کہ خالق کی رضامندی اور دلوں کے ہاتھہ آنیکا سبب ہی* اور غلہ جمع کرتا خشک سالی کے دن آرام سے بیٹھے* ویسا کر کہ اہل صلاح تجھہ سے امن میں رہیں اور اہل فساد ڈریں* ای سکندر میں نے تجھے بارہا وصیت کی ہی پھر تاکید کرتا ہوں کہ خونریزی میں دلیر مت رہ* اور حقیقت حال سوائے علام الغیوب کے کسی کو معلوم نہیں شاید بسبب کسی تہمت کے جس سے شخص بری رہے یا اس گناہ پر اقدام کر بیٹھے لیکے کچھ عذر اس کا ہو تو اسکے قتل کو روا رکھے اور اس سے کون گناہ سخت تر ہی* ہرمس اکبر یعنے ادریس علیہ السلام سے مجکو یہہ خبر پہنچی ہی کہ جب ایک مخلوق دوسرے مخلوق کو قتل کرے آسمان کے فرشتے باری تعالیٰ کی درگاہ میں روویں کہ تیرے فلانے بندے نے ایک اور بندے کے قتل کرنے میں تجھہ سے برابری کی اگر وہ قتل بہ سبب قصاص کے ہو حضرت حق تعالیٰ فرماوے کہ اسکو میرے حکم سے بہ سبب گناہ کے مارا ہی

اور جو بہ سبب ظلم کے ہو * فرما وے قسم ہی اپنی عزت و
جلال کی کہ مین نے خون قاتل کو مباح کیا * پس فرشتے ہر ایک
تسبیح و استغفار مین اُس کے اوپر دعائے بد کرین یہان تک کہ
وہ بدلے کو پہنچے اور یہہ حال اسکے لیئے بہتر ہی * اور جو خود مرسے
خدا تعالی کا نشان غضب ہو گیونکہ بڑے عذاب اور سخت
عقاب مین گرفتار ہووے * اور عہدشکنی نہ کر * اور کبھی قسم
مت کھا * اور جب تونے کھائی تو کسی وجہ اس کو مت توڑ *
اس لیئے کہ یونان کے بہت سے بادشاہون کی بادشاہت سوگند
دروغ کی شامت اور عہدشکنی سے تباہ ہو گئی * اور اس چیز
پر جو تجھہ سے جاتی رہی تاسف مت کر * کہ یہہ خاصیت لڑکون
اور ناقصون کی ہی اور اپنے بادشاہت کے لوگون کو علم و ہنر کے
حاصل کرنے کے لیئے حکم کر * اور جو کوئی علم مین فائق ہو اس کو
بہت مہربانی اور تربیت سے مخصوص رکھہ * کہ یہہ خصلت
دلون مین تیری بہت محبت کا سبب اور ملک کی رونق اور
یادگار نیک کا موجب ہو * اور یونان کے لوگ اُن دونون
خصلت کی برکت سے ہمیشگی کی بادشاہی رکھتے تھے * اسلیئے کہ
وے لوگ رعیتون کو تحصیل علوم کے واسطے حکم کرتے * یہان تک

کہ لڑکیاں باپ کے گھر فرائض اور آداب شرعی اور علم طب اور نجوم کے تمام قاعدے جانیں * اور جس پر تیرا اعتماد نہو اُسکے ہاتھہ سے کچھہ نکھا اور اپنی حفاظت سے غافل نرہ اور اُس قصے کو فراموش نکر کہ ہند کے بادشاہ نے تیرے لیئے تحفے بھیجے اُن میں سے ایک لونڈی تھی جسکو لڑکائی سے زہر میں پرورش کیا تھا تا اُسکی طبیعت سانپ کی طبیعت کے قریب ہو اور غرض اُن کی اُسے قصد تیرا تھا * اور میں نے اِس حال کو دانائی سے معلوم کیا تھا * ای سکندر ایکہی دلیل سے حکم مت کر * اور جب دلیلیں متعارض ہوں اقوی کی طرف مائل ہو * ای سکندر عدالت ایک صفت ہی اللہ تعالی کی صفتوں سے * آسمان و زمین عدالت کے سبب قائم ہیں * اور عدالت کے ساتھہ پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور عقل کی صورت عدالت ہی * اور عدالت کی برکت سے دلوں اور گردنوں کے مالک ہو سکیئے * اہل ہند نے کہا ہی کہ سلطان کا عدل زمانیکی سرسبزی سے بہتر ہی اور بادشاہ دادگر نافع تر ہی باران تند سے * اور بعضے پتھروں میں زبان سریانی سے لکھا تھا کہ ملک اور عدالت دو بھائی ہیں کہ کوئی اُن میں کا

دوسرے سے مستغنی نہین ہی * بعد اسکے کہنا ہی کہ اسباب
نظام عالم کے باہم ربط پانیکی کیفیت اِسس دائرۂ شریف
مین درج کرتا ہون تا اُنکی توالی و تشابک کی صورت محسوس
و مشاہدہ ہو * اور اسس کتاب کا لب لباب اور اُسکے
مطالب کا خلاصہ یہہ دائرہ ہی اگر بدون اسکے بھی تجھے سمجھنا
کفایت کرتا صورت دائرے کی یہہ ہی *



* خاتمہ *

جولائی کی بیسوین دوشنبہ کے دن سنہ ۱۸۵ اٹھارہ سی پانچ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۲۰ بارا سی بیس ہجری کے بہت محنت و جانفشانی اور فضل یزدانی کی مدد اور صاحبان عالیشان کے اقبال کی برکت سے اس ہیچمدان نے کتاب لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق عرف اخلاق جلالی کے ترجمے سے فراغت کی ولیکن داناؤن کے نزدیک پوشیدہ نرہے کہ اسکے لآلی مطالب کو جو عبارت فارسی کے صدف مین پنہان تھے غواص طبیعت نے دریاء فکر مین کس کس طرح سے غوطہ مارکر نکالا * اور اُن آبدار موتیون کو رشتۂ تحریر مین پروکر ریختہ زبان کے اردو بازار مین لا حاضر کیا * اس لیئے کہ اب صاحبان والاشان کے دور مین گوہر سخن کا اعتبار اور در کلام کا اقتدار ہی کون جوہری اس بازار کا ہی جسکی دوکان سخن گرم خریدار سے نہین اور ان کے عصر مین وہ گوہر فروش کلام کہان جس کا دامن آرزو صلہ و بخشش کے زر و سیم سے خالی ہی * ابیات * ہوا ہی دور مین اب اُنکے اعتبار سخن * اور اُن کے عصر مین ہی رشتہ

واقف ارسخن * نہووین کیون نہ وے اہل سخن کے قدرشناس *
ہی جنکا باب کرم دہر مین مدار سخن * در کلام نہ لیجاؤن کیون
نہ اُنکے در * کہ جنسے پاوے جلا دُرِّ آبدار سخن * ہمیشہ اہل سخن کیونکہ
وہان نہون سرسبز * ہو جس مکان مین زر و سیم سے وقار سخن * جو
مست بادہ شیرین کلام ہی لیوے * ہی میرے ہاتھہ مین یہہ جام
خوشگوار سخن * زبان طعن نکالے جو مدعی اسپر * ہی اُسکے
واسطے کافی یہہ ذوالفقار سخن * اگرچہ کلام اِس قلیل البضاعت کا
جو خوشہ چین ارباب کلام کا ہی اس درجے مین نہین کہ سخنوران
کامل کا محل تعریف ہو * لیکن بہ مقتضاے اسکے کہ معانی اسکے
اسرار حکمت پر مشتمل اور احکام مصلحت کو شامل تھے بہ تشبیہ
اس خیال کے کہ شاہد متناسب الاعضا اور عروس خوش قد
و زیبا کو کیا پریشانی اور کیا دیبا ہر لباس مین ہی وہ خوشنما * اُسکی
زلف مطالب کی عقدہ کشائی مین ناخن فکر کو تیز کر کے عقل
حکمت شناس کی مشاطگی سے آراستہ کیا * اور اُسکے
چہرۂ مقاصد کو تئین راے صحت قیاس کے گلگونۂ خیال سے
آرایش دیکر اس لباس مین جلوہ گر کیا * چشم ہی کہ حسن
بازان جمال کمال کی چشم مین منظور رہووے * اور بد نظران بابہ

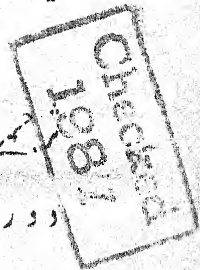
نقش زوال کی آنکھون سے مسطور رہے * الغرض وہ کتاب سخت مشکل تھی بانکہ پتھر جسے جودت طبعی کے زور بازو سے حل کرکے کحل بصیرت بنایا * اور عجب عقدہ لاینحل تھے کہ حدت ذہنی کی انگشت تدبیر سے اُس کی گرہ کشائی کرکے طالبان کمال کو دکھایا * یقین ہی کہ جو شخص اُسکی حکمت آمیز باتون اور مصلحت انگیز کامون پر واقف ہووے اور اُنکے فوائد کی لڑیون کو گوش ہوش کا آویزہ کرے * اور گردن عقل کو اُسکے زیور عمل سے آرایش دیوے * دامن آرزو کیتئین دونون جہان کے جواہر آسایش سے مالامال کرے *

* مثنوی *

علم حکمت سے جو کہ ہو آگاہ * اور عامل ہو اُسکا خاطرخواہ
ہووے تدبیر اُسکی محکم تر * رہے آرام سے وہ شام وسحر
ہردو عالم مین بہرہ ور ہووے * مالک مالک وسیم وزر ہووے
زندگانی کے حظ سے عاطل ہو * علم حکمت سے جو کہ جاہل ہو
یہہ نصیحت تو یاد رکھہ میری * دوست رکھہ جانسے حکمت عملی
ہی وہ بنیاد بادشاہت کی * اصل مظبوط ہی سیاست کی
یہہ سخن ہی پسند ہر دل کو * کب ہی شاہی درست جاہل کو

اپنی اوقات کو تو ضائع نکر * روز شب رہ بہ کسب علم و ہنر
عمل و علم اور درستی راے * ہیں معاون تیرے بہ فضل خدا سے
جز ہنر کوئی تیرا یار نہیں * بے ہنر کا کہین وقار نہین
خاتمہ اس سخن پہ کر شیدا * صلح کل پر ہی راحت دنیا

جاننا چاہیے کہ ترجمے سے فراغت کرنے کے بعد بعضے دوستون نے تکلیف دی کہ تاریخ اتمام کی اگر اس مین منظوم ہو تو بطور یادگار کے یاد رہے مین نے بھی اسکو مناسب جانکر تاریخ ہجریہ مین یہہ قطعہ کہہ کر یہان لکھہ دیا *



ترجمے سے مین جب ہوا فارغ * فکر تاریخ طبع پر تھی شاق
دور کر تیغ علم سے سر جہل * بولا ہاتف تمامی اخلاق
۱۲۳۰

الحمد للہ کہ اس ترجمے کو لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق عرف اخلاق جلالی کے جو کیا ہوا مولوی امانت اللہ کالجی کا تھا *

خادم الطلبہ عاصی پر معاصی احقر غلام حیدر ہو گاوی نے حسب الحکم منشی غلام مہدی اور منشی پرورالدین صاحبونکے نسخہ ... ۱۲۶۴ بارہ ... ہجری قدسی موافق سنہ ۱۸۴۸ عیسوی مین

مطبع احمدی مین جناب حاجی سید عبداللہ صاحب کے چھاپا ٭
جس طالب کو ترجمہ مذکور مطلوب ہو فورٹ ولیم کالج سے
طلب کرے اور بغیر مہر و دستخط عاصی کے ہرگز مول نہ لے
اگر کسی کے پاس کوئی بے مہر عاصی کے ترجمہ مذکور دیکھے
جانے کہ مال چوری کا ہی اُسے چھین لے اور عاصی کے پاس
مہربانی کر کے پہنچا دے اِس مہربانی کے عوض نصف مال
مسروقہ پکڑنے والا اور پہنچانیوالا پاوے ٭

فہرست جامع اخلاق کا



